تیری چاہت کا حصار
انا الیاس

ناول

انا الیاس

تیری چاہت کا حصار

"مے آئی کم ان سر" خوبصورت اور باوقار نسوانی آواز پر سب نے مڑ کر کلاس کے دروازے کی جانب دیکھا۔اسکن پرنٹڈ شلوار قمیض پہنے سر پر اسکارف باندھے دوپٹہ سلیقے سے آگے پھیلائے خوبصورت تیکھے نقش والی نئی اسٹوڈنٹ نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔آئی بی اے میں ایم بی اے کے فرسٹ سمسٹر کی کلاسز ابھی ہفتہ پہلے سٹارٹ ہوئیں تھیں۔

"یس بیٹا۔۔۔پلیز کم ان" سر عزیم نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔فولڈر سینے سے لگائے دائیں کندھے پر بیگ لٹکائے وہ اندر داخل ہوئی۔

"بیٹا آپ ایک ہفتہ لیٹ ہیں"

"جی سر! کچھ پرسنل ریزنز کی وجہ سے میں آنہیں سکی۔آئیم سوری" اس نے سلیقے سے معذرت کی

"یور گڈ نیم بیٹا" انہوں نے رجسٹر کھولتے کہا۔

یمینہ سفیر" اسکے نام بتانے پر اب کی بار شہاب کو یقین ہوگیا کہ یہ وہی ہے۔

"اونہہ۔۔۔۔۔اب یہ کمی کمین بھی ہمارے ساتھ پڑھیں گے" اسکی سرگوشی پر ودان نے اپنا جھکا سر اٹھا کر

حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔انشال کاری ایکشن بھی اس سے مختلف نہ تھا۔وہ تینوں کلاس کی آخری کرسیوں پر بیٹھے تھے۔تینوں گہرے دوست اور کلاس کے ٹاپرز میں سے تھے۔

" کیا مطلب" ودان نے اس سے پوچھا۔

" یہ ہمارے گاؤں کی لڑکی ہے، بہت عرصہ اسکی دادی ہمارے ہاں کام کرتی رہی ہے۔تو اب ہمارے انسٹی ٹیوٹس کا یہ اسٹینڈرڈ ہے کہ ان جیسے لوگ ہم جیسوں کے ساتھ پڑھیں گے" ودان تو اسکی اس قدر حاکمانہ سوچ سن کر حیران ہوا جارہا تھا۔

وہ، انشال اور ودان کالج کے زمانے سے اکٹھے تھے اور قسمت سے یونیورسٹی میں بھی اکٹھے ایڈمشن مل گیا تھا۔وہ دونوں جانتے تھے کہ شہاب زمیندار بیک گراونڈ سے ہے۔اسکے اندر غرور بھی تھا مگر اس طرح اس نے کبھی اپنی حاکمانہ سوچ کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

اس سے پہلے کے ودان اسکی غلط بات پر کوئی جواب دیتا سر نے لیکچر شروع کردیا۔

غلط بات تو وہ کسی کی برداشت نہیں کرتا تھا چاہے سامنے اسکی عزیز ترین کوئی ہستی ہی کیوں نہ ہو۔

فی الحال تو وہ خاموش ہوگیا مگر دل میں ارادہ کرلیا کہ باہر نکل کے اسکی طبیعت صاف کرے گا۔

پیریڈ ختم ہونے کے بعد وہ تینوں کیفے آگئے کیونکہ اگلا پیریڈ فری تھا۔

" تم نے اس وقت جو کلاس میں بات کہی میں اب تک تمہارے الفاظ سن کر شاکڈ ہوں" ودان کی سوئی اب تک اسی بات میں اڑی ہوئی تھی۔

" یار بات یہ ہے کہ ہم جتنا مرضی پڑھ لکھ جائیں یہاں سے ہم ویسے ہی اونچے شملے اور اسٹیٹس کونشیس میں پھنسے رہیں گے" شہاب نے اپنے سر کی جانب اشارہ کرتے کہا شہاب نے اپنی جانب سے اسکے اعتراض کو ہلکا لیا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ انکی دوستی کے بیچ ایک طوفان آنے والا ہے۔

" تو پھر ایک کام کرو اپنی ڈگریز کو جلادو" ودان جتنے ٹھنڈے مزاج کا لگتا تھا اندر سے اتنا ہی جذباتی تھا۔

" کیا ہوگیا ہے یار تو کیوں اس لڑکی کو اتنا ایشو بنا رہا ہے" انہوں نے برگر لئے اور اپنی ٹیبلو پر جا بیٹھے۔

" میں لڑکی کو ایشو نہیں بنا رہا میں تمہاری اس سوچ کو ایشو بنا رہا ہوں کالج یونیورسٹیز میں پڑھنا صرف

ڈگریاں لینا نہیں ہے اپنی سوچ کو اور شخصیت کو بدلنا ہے یہ احساس کرنا ہے کہ صرف ہم ہی اپنے پیسوں کی وجہ سے اتنے ہائی کیلیبر کے لوگ نہیں جن کا ان ڈگریوں پر حق ہے۔ہم یہاں کے ٹھیکیدار نہیں ہم سے کہیں زیادہ ذہین لوگ ہیں جو شاید زندگی کی بہت سی سہولیات سے محروم ہیں مگر وہ ہم سے بھی زیادہ ذہین ہیں۔جب ہم یہاں پڑھتے ہوئے اس بات کی تخصیص نہیں کرتے کے ہمارا کلاس فیلو عیسائی ہے، ہندو یا کسی اور فرقے سے تعلق رکھنے والا کیونکہ وہ مالدار ہے؟ تو پھر ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ ایک شخص کو صرف اسی لئے حقارت کی نگاہ سے دیکھیں کہ وہ کسی لوہار یا موچی کی اولاد ہے۔وہ جو بھی ہے نہ وہ ہم سے لے کر کھا رہا ہے اور نہ اسکی تعلیم کا خرچہ ہم اٹھا رہے ہیں تو ہمیں کیا تکلیف ہے کہ وہ جو بھی حاصل کرے ہمارے ساتھ بیٹھے یا ہمیں اس قابل نہ سمجھے کہ ہم اسکے ساتھ بیٹھیں۔" ودان کا انداز دیکھ کر شہاب اور انشال دونوں ہکا بکا رہ گے۔ودان کو سال میں ایک ہی مرتبہ غصہ آتا تھا اور پھر جب آتا تھا تو ہر کسی کی بولتی بند کروا دیتا تھا۔

اس کی سب سے اچھی عادت یہ تھی کہ وہ کبھی غصے میں چلاتا نہیں تھا۔اسکا غصہ بھی ٹھنڈا ہوتا تھا اسکی شخصیت کی طرح مگر ایسی باتیں بول جاتا تھا کہ اگلا بندہ شرم سے پانی پانی ہو جائے۔

"تو ایک لڑکی کے لئے ہماری پانچ سالہ دوستی خراب کر رہا ہے۔" اب کی بار وہ بھی طیش میں آیا کیونکہ ودان کی باتوں کا اسکے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

" کیونکہ پانچ سال بعد مجھے تیری اصل فرسودہ سوچ کا اندازہ ہوا ہے اور بجائے تو یہ ماننے کے کہ تو غلط بات کر رہا ہے تو اس پر ڈٹا ہوا ہے" ودان کی بات پر وہ اور مشتعل ہوا۔

"تو ایک انجان لڑکی کی۔۔۔۔"

" کیا لڑکی لڑکی کی رٹ لگائی ہوئی ہے تم نے میں صرف تمہیں اپنی سوچ کو تبدیل کرنے کی بات کر رہا ہوں ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ہم کسی کی ایسی چیز کو تضحیک کا نشانہ بنائیں جس میں اسکا کوئی ہاتھ نہیں۔" ودان کے سنجیدہ لہجے نے اسے غم و غصے سے بے حال کر دیا۔

"تم اسکے پیچھے میرے ساتھ دشمنی کر رہے ہو" شہاب نے غصے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں انسانیت کے پیچھے یہ سب کر رہا ہوں" اس نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

جب سے وہ آیا تھا یونیورسٹی کے چاکلیٹی بوائے کے نام سے جانا جانے لگا تھا۔ لمبا قد، چوڑے شانے، گھنے سیاہ بال، گہری براؤن آنکھیں، ہلکی سی شیو اور تیکھے نقوش دیکھنے والوں کو وہ بہت مغرور لگتا تھا۔ وہ تھا بھی ایسا بہت کم کسی سے فرینک ہوتا تھا۔ لڑکیوں سے لئے دیئے گفتگو کرنے والا۔ جو لڑکی فری ہونے کی کوشش کرتی اسطرح حد بندی کرتا کہ وہ خود شرمندہ ہو جاتیں۔ انشال اور شہاب بھی اچھی شخصیت کے مالک تھے۔ ان تینوں کی دوستی اسی لئے تھی کہ تینوں لڑکیوں کی عزت کرتے تھے۔ اسی لئے پہلی مرتبہ وہ شہاب کی اس گفتگو سے بہت حیران اور افسوس میں مبتلا ہوئے۔

ودان چونکہ یہ سب برداشت نہیں کر سکا سو اس نے کہہ دیا اسکی اچھی عادت یہ تھی کہ وہ دل میں بات نہیں رکھتا تھا اسی لئے لوگ اس سے ذرا محتاط ہو کر ہی ملتے تھے۔

"ٹھیک ہے پھر یہ یاد رکھنا تم نے ایک لڑکی کے لئے ہماری دوستی کو ختم کیا ہے میں اپنے آباؤ اجداد کی ویلیوز کو چیلنج نہیں کر سکتا" شہاب اس سے زیادہ سچائی برداشت کرنے کا متحمل نہیں تھا۔

"میں یہ یاد رکھوں گا کہ میں نے انسانیت کی خاطر ایک ایسے شخص کو چھوڑا جس کے لئے اللہ اور اسکے رسول کے احکامات سے زیادہ انسانوں کے بنائے ہوئے اصول اہمیت کے حامل تھے۔" ودان کے مضبوط لہجے اور خود پر پڑنے والی طنزیہ نظروں کو اس نے غصے سے دیکھا۔

"اتنی باتیں میں نے کبھی اپنے باپ کی بھی نہیں سنیں" اس نے دانت پیستے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی اسی لیے سنائیں ہیں کہ الحمداللہ میں تمہارا باپ نہیں" ودان نے استہزائیہ مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اس بکواس سے دشمنی کے دروازے کھول رہے ہو" شہاب نے اپنی لال غصیلی آنکھوں کو سکیڑ کر کہا۔

"واقعی جاگیردار ہی نکلے۔ میں اس دشمنی کو بھی اون کرتا ہوں ڈو واٹ ایور یو وانا ڈو" ودان نے بھی ایک ایک لفظ چباتے ہوئے اسکی جانب دیکھا۔

وہ غصے سے ودان کو گھورتا ہوا اپنا بیگ اور کتابیں اٹھاتا نکل گیا۔

"ودان" انشال نے فقط اتنا کہا۔ جانتا تھا کہ وہ غلط نہیں کہہ رہا مگر اسے اب ڈر تھا کہ وہ دونوں میں سینڈوچ

بن جائے گا۔

"اب میں تمہیں بھی وضاحتیں دوں" ودان نے تیکھے چتون سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں یار میں تو خود اسکی سوچ کو جان کر آج حیران ہوا ہوں۔ مگر اب کہیں یہ تمہارا اس لڑکی کے ساتھ سکینڈل نہ بنا دے" انشال نے اپنے خدشے کا اظہار کیا

"مجھے تو اب اس سے اس سے بھی زیادہ گھٹیا پن کی توقع ہے۔ خیر تم جانتے ہو میں کسی سے ڈرتا نہیں۔" ودان کی بات پر وہ اسے بس دیکھ کر رہ گیا۔

☆......☆......☆

"کیا بات ہے سفیر کچھ دنوں سے میں نوٹ کر رہا ہوں کہ تم کچھ پریشان ہو ڈاکٹر کو دکھایا تھا تم نے بہت لاپرواہ ہو تم اپنی طرف سے" خلیل اور سفیر اس وقت آفس میں لنچ آور میں اکٹھے بیٹھے لنچ کر رہے تھے کہ خلیل کو محسوس ہوا کہ جیسے سفیر کچھ بے چین ہے۔ دونوں تعلیم کے زمانے سے اچھے دوست تھے۔

سفیر گاؤں سے شہر پڑھنے آیا پھر جاب بھی یہیں مل گئی تو شادی کر کے بھی لاہور شہر کا ہی ہو کر رہ گیا۔ گاؤں میں ماں اور بھائی تھا۔ باپ فوت ہو چکا تھا۔ ماں اور بھائی کی کفالت کرتا تھا۔ ماں جاگیرداروں کے گھر کام کرتی تھی۔ اور بھائی ابھی پڑھ رہا تھا۔ شادی کو پندرہ سال گزر چکے تھے۔ شہر میں خلیل کی فیملی سے بہت اچھے مراسم تھے۔ ہر دکھ سکھ میں وہ بھائیوں کی طرح کام آتا تھا۔

سفیر کی ایک ہی بیٹی تھی۔ جبکہ خلیل کے تین بچے تھے، دو بیٹے اور ایک بیٹی۔ بڑا بیٹا سفیر کی بیٹی سے سال بڑا تھا۔ اسکے بعد بیٹی اور پھر آخر میں ایک اور بیٹا تھا۔

کچھ عرصے سے سفیر کی طبیعت مضمحل رہتی تھی۔ خلیل نے اسے مشورہ دیا کہ اپنا چیک اپ کروائے۔

"ہاں چیک اپ کروایا تھا اسی لئے بہت پریشان ہوں" اس نے پژمردہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب کیا ہوا ہے" خلیل نے پریشانی سے پوچھا۔

"مجھے کینسر ہے اور آخری اسٹیج پر ہے۔ ٹریٹمنٹ کے بعد بھی ٹھیک ہوتا ہوں یا نہیں کچھ نہیں معلوم۔" دونوں آمنے سامنے کرسیوں پر موجود تھے۔ اسکی بات سن کر تو خلیل صدمے سے دوچار ہوا۔ اپنے بھائیوں جیسے

دوست کو کھو دینے کا احساس ہی بہت جان لیوا تھا۔

"تم کیوں پریشان ہوتے ہو اللہ بہتر کرے گا میں خود ڈاکٹرز سے بات کرتا ہوں اور ہم ایک ڈاکٹر پر کیوں اکتفا کریں۔ تم مجھے اپنی رپورٹس دینا میں خود آج اپنے ایک دو دوستوں سے کنسلٹ کرتا ہوں جو ڈاکٹرز ہیں" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے خلیل نے اسے دلاسا دینا چاہا۔

"یہ اب بس جھوٹی تسلیاں ہیں۔ خیر میری چھوڑو تم بتاؤ تمہارے ویزے کا کیا بنا" خلیل نے کینیڈا جاب کے لئے اپلائی کیا ہوا تھا اور وہاں کی ایک کمپنی سے جاب کی آفر آگئی تھی پانچ سال کا کانٹریکٹ تھا اور انہوں نے فیملی کو بھی بلانے کی اجازت دے دی تھی۔ بس آج کل اسی کے لئے دوڑ دھوپ کر رہا تھا۔

خلیل کو سمجھ نہیں آئی کہ کیسے اسے تسلی دے۔

☆......☆......☆

"سر" وہ جو کلاس سے نکل رہے تھے یمینہ کی آواز سن کر کاریڈور میں رک گے۔

"جی بیٹا" سر عظیم کا شفقت بھرا انداز اسے بہت پسند تھا۔ اسی لئے وہ بنا کسی جھجک کے ان سے بات کر لیتی تھی۔

"سر پچھلے دنوں جو میرا حرج ہوا ہے میں وہ کور کرنا چاہتی ہوں تو اگر آپ کے پاس کوئی نوٹس ہوں تو پلیز دے دیں" یمینہ نے سہولت سے انہیں اپنا مسئلہ بتایا۔

"کوئی ایشو نہیں بیٹا ایک منٹ" انہوں نے مڑ کر کسی کو آواز دی۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑکا آیا۔

"جاؤ ذرا وادان سے کہو سر عظیم کے آفس میں آئے۔" اسے کہتے ساتھ ہی وہ یمینہ کی جانب مڑے۔

"آؤ بیٹا میرے آفس ہی آجاؤ" اسے مڑ کر کہتے وہ اپنے آفس کی جانب چل پڑے۔

ابھی اسے سر کے آفس بیٹھے کچھ سیکنڈز ہی ہوئے تھے کہ دروازہ ناک ہوا۔

"مے آئی کم ان سر" وادان دروازے میں کھڑا اندر آنے کی اجازت لے رہا تھا۔

"یس بیٹا پلیز" انہوں نے اسے اندر آنے کی اجازت دیتے سامنے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا ایک پر یمینہ بیٹھی تھی دوسرے پر وہ بیٹھ گیا۔

"بیٹا انہوں نے ابھی ایک دو دن پہلے جوائن کیا ہے اور پچھلے ایک ہفتے کا کام کور کرنا ہے۔ تمہارے نوٹس

چونکہ کلاس میں بیسٹ ہوتے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ تم اس بچی کی کچھ مدد کرو" انہوں نے رسان سے کہتے یمینہ کی جانب اشارہ کرتے کہا۔

" ٹھیک ہے سر میں انہیں فوٹو کاپی کروا کر دے دیتا ہوں" سر عظیم کو وہ کالج کے زمانے سے جانتا تھا۔ تب کچھ عرصہ اس نے ان سے ٹیوشن لی تھی اسکے بعد سے اب تک تو وہ انکی گڈ بکس میں شامل ہو چکا تھا۔ وہ ودان کی ذہانت سے بہت امپریس تھے۔

" جاؤ بیٹا" انہوں نے یمینہ کو اسکے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔

تھوڑی دیر اسکے ساتھ چلنے کے بعد ودان کو الجھن ہوئی وہ کسی لڑکی کو اتنی دیر اپنے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ " نیکسٹ کلاس سر واسع کی ہے نا آپ جا کر وہاں بیٹھیں میں آپکو نوٹس فوٹو کاپی کروا کر لا دوں گا۔" ودان نے یکلدم رکتے ہوئے اسے اپنے سر سے ٹالنا چاہا۔

" مگر سر نے کہا تھا آپکے ساتھ جاؤں" اس نے کچھ حیران ہوتے اسے کہا۔

" سر کہیں گے کہ اسکے ساتھ کنوئیں میں چھلانگ لگا دیں آپ لگا دیں گی۔ آپکو نوٹس سے مطلب ہے نا جیسے بھی ملیں" وہ ایک دم اس پر برسنے لگ گیا۔ اسے ایسی ڈیپنڈینٹ لڑکیاں بہت بری لگتی تھیں۔

غصے سے وہ مڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا فوٹو کاپی شاپ کی جانب چل پڑا۔

یمینہ اسکے غصے پر پہلے تو ہکا بکا رہ گئی۔ پھر غصے سے خود بھی کلاس کی جانب چل پڑی۔

" ہم۔۔۔ سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو ٹیچرز نے سر پر چڑھایا ہوا ہے۔۔۔ ذہین۔۔۔ ہم۔۔۔ بات تک کرنے کی تمیز نہیں۔ میں کیا مری جا رہی تھی اسکے ساتھ چلنے کے لئے۔ آئندہ تو اس خود سر انسان کو منہ بھی نہیں لگاتا" وہ غصے میں پیچ و تاب کھا رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ثمین اسکے پاس آئی۔

" یہ نوٹس ودان نے دیئے تھے تمہارے لئے۔" کچھ دنوں میں ثمین وہ واحد لڑکی تھی جس سے اس نے دوستی کی تھی۔ اور اسکی زیادہ وجہ ثمین کی اپنی فرینڈلی نیچر تھی۔

اس نے غصے سے اسکے ہاتھ سے نوٹس لئے۔

"تم کیا اسکی پھوپھی کی بیٹی ہو جو تمہیں پکڑا دیئے۔ یا پھر میں کوئی ڈریکولا ہوں جو اس کا خون پی جاؤں گی وہ مجھے خود آ کر نہیں دے سکتا" وہ غصے سے تشین پر برسی۔

"ارے یار اتنی ہائپر کیوں ہو رہی ہو میں تو فوٹو کاپی شاپ گئی ہوئی تھی۔ وہاں وہ کھڑا نوٹس فوٹو کاپی کروا رہا تھا۔ پھر اس نے مجھے دیتے ہوئے کہا کہ تمہیں دے دوں۔ اس میں غصہ کرنے کی کیا بات ہے" یمینہ نے اسے کچھ دیر پہلے کا واقعہ من وعن سنایا۔

"مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ اگر اسے اپنے نوٹس فوٹو کاپی کروا کر مجھے دینے کی بات اچھی نہیں لگی تو وہ سر کو کہہ دیتا مجھ پر غصہ نکالنے کی کیا ضرورت تھی" وہ اسکی حرکت کو کسی اور رنگ میں لے گئی۔

"ارے نہیں یار وہ بہت ہیلپ فل بندہ ہے۔ بس ذرا لڑکیوں سے الرجک ہے" اس نے فوراً یمینہ کی غلط فہمی دور کرنا چاہی۔

"تو سر نے کون سا کہا تھا کہ مجھے گود میں لے کر جائے اس سے چار قدم کے فاصلے پر چل رہی تھی۔ اور اگر سر نے نہ کہا ہوتا تو کبھی بھی اسکے ساتھ نہ جاتی میں بھی لڑکوں سے اسی قدر الرجک ہوں" یمینہ کا غصہ کسی طرح کم نہیں ہو رہا تھا۔ اور اسکی باتوں پر تشین کو اپنی ہنسی روکنی مشکل لگ رہی تھی۔

"ہائے نہ جانے کون خوش نصیب ہوگی جسے وہ گود میں اٹھائے گا۔" تشین کے آہیں بھرنے پہ یمینہ نے کوفت سے اسے دیکھا۔

"تم جیسی لڑکیوں نے ہی اسکا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچایا ہوا ہے۔۔ ورنہ ہے ہی کیا اس میں۔۔۔۔ ہمم۔۔ پوپائی دا سیلر جیسی ناک والا۔" یمینہ نے کلاس میں داخل ہوتے ودان کو دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔

"ہاہاہا یار اب ایسے تو نہ کہو اتنی کیوٹ ناک ہے اسکی" تشین نے قہقہہ لگاتے کہا۔

"تم تو چپ ہی کر جاؤ" یمینہ نے اسے خاموش کرواتے ہوئے کہا۔

☆......☆......☆

"کیا بات ہے کچھ دنوں سے آپکو بہت پریشان دیکھ رہی ہوں۔" مصباح نے خلیل سے پوچھا۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ آفس سے آکر لیٹ گیا تھا۔ حالانکہ یہ اسکا معمول نہیں تھا۔ وہ عموماً گھر آ کر بچوں کے ساتھ وقت

گزارتا تھا مگر آج جانے کیوں چپ چاپ لیٹ گیا۔مصباح کو پریشانی لاحق ہوئی۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی" اس نے ٹالنا چاہا۔

"آفس میں کوئی بات ہوئی ہے۔آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں اللہ خیر کرے گا کچھ عرصے میں ہم نے چلے ہی جانا ہے نا یہاں سے" اس نے اپنی طرف سے تسلی دینے کی کوشش کی۔

"ہم" ہنکارا بھر کر وہ اٹھ کر بیٹھا مصباح بھی پاس ہی بیڈ پر بیٹھی تھی۔

"کچھ تو بتائیں" وہ بے چارگی سے بولی۔

"سفیر کو کینسر ہے جو کہ آخری اسٹیج پر ہے" سر جھکائے اس نے بتایا اور کہتے ساتھ ہی ایک ہاتھ سے آنکھوں کو صاف کیا جو بھائی جیسے دوست کے بچھڑنے کا ہی سوچ کر نم ہوگئیں تھیں۔

"میرے اللہ یہ کیا ہوگیا" مصباح نے دل تھام لیا۔

سفیر تو بھائیوں سے جیسا تھا۔بھابھی بھابھی کہتے زبان نہیں سوکھتی تھی اسکی۔

"یہ کب پتہ چلا آپکو" نم آنکھوں سے پوچھا۔

"کچھ دن سے طبیعت بہت بوجھل تھی اسکی میں نے چیک اپ کروانے کا کہا اور جب رپورٹس آئیں تو۔۔۔" تفصیل بتاتے اس نے آخر میں ضبط کیا۔

"پھر میں نے دو تین اور سرجنز سے کنسلٹ کیا سب کی ایک ہی رائے ہے کہ بچنے کے چانسز نہیں"

"دفع کریں ان ڈاکٹروں کو وہ اللہ ہے نا" مصباح کا تو روما (سفیر کی بیوی) کے بارے میں سوچ سوچ کر دل پریشان ہوا جا رہا تھا۔دونوں میاں بیوی میں شدید محبت تھی۔

"ہاں مگر ہم حقیقت سے منہ نہیں موڑ سکتے" خلیل نے بے بسی سے کہا۔

"اسے سب سے زیادہ ٹینشن اپنی بیٹی کی ہے۔"

"ظاہر ہے باپ ہیں اور منا کو تو رکھا بھی انہوں نے شہزادیوں کی طرح ہے۔" منا تو ان سب کو بھی بہت پیاری تھی۔سنجیدہ سی ذمہ دار بچی جب انکے ہاں آتی مصباح کے کتنے ہی کام کر جاتی۔

"میں ایک بات سوچ رہا ہوں بلکہ سوچ چکا ہوں تم سے مشورہ چاہیئے" خلیل نے بیوی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"حکم کریں" وہ ایسی ہی تھی کبھی انکی کسی بات سے اختلاف نہ کرنے والی۔

"اگر ہم منا کو ودی کے لئے مانگ لیں۔ میری شروع سے یہ خواہش رہی ہے اور اب تو ماشاءاللہ بچے بھی بڑے ہو رہے ہیں۔ کچھ سالوں تک ودی بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا۔ ہم تو باہر جا رہے ہیں وہ بھی اپنی پڑھائی پوری کر کے آ جائے گا ساتھ ہی منا کو ہم بلا لیں گے۔ اور سفیر بھی مطمئن ہو جائے گا۔" خلیل کا فیصلہ سن کر مصباح مسکرائی۔

"آپ نے تو میرے دل کی بات کہہ دی میں کب سے یہ سوچ رہی تھی۔ مگر ہمیں پہلے بچوں سے پوچھ لینا چاہیئے۔ اب وہ دور نہیں کہ بچوں کی مرضی کے بغیر ان کی زندگی کے معاملات طے کر دیئے جائیں۔"

"صحیح کہہ رہی ہو۔ کہاں ہے وہ" مصباح کی بات کی تائید کرتے اس نے ودی کے بارے میں پوچھا۔

"ابھی اپنی کوئی اسائمنٹ بنا رہا ہے رات کے کھانے کے بعد آپ اور میں اس سے پوچھ لیں گے۔" مصباح کی بات اسکے دل کو لگی۔

"ٹھیک ہے" وہ مطمئن ہو کر دوبارہ لیٹ گیا۔

☆......☆......☆

"یار تم نے لسٹ چیک کی ہے جو سر عظیم نے اسائمنٹس کے لئے گروپنگ کی صورت میں لگائی ہے" ثمین کمپیوٹر لیب میں آئی جہاں یمینہ پہلے سے بیٹھی کمپیوٹر پر کچھ کام کر رہی تھی۔

"نہیں یار مارکیٹنگ والے سر نے یہ جو آرٹیکل سمری کے لئے دیا تھا اسی میں ٹائم ہی نہیں ملا" اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا نظریں ہنوز سکرین کی جانب تھیں۔

"تو بیٹا جا کر دیکھو تمہارے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔"

"افوہ ایک تو تم اتنا سسپنس کریٹ کرتی ہو نا۔ جلدی بتاؤ جو بھی مسئلہ ہے میرا پہلے سے ہی بہت دماغ خراب ہو چکا ہے" ثمین کی حرکت پر اسے شدید کوفت ہوئی۔

"تو سنو تمہارا، میرا، ودان اور انشال کا گروپ بن چکا ہے۔۔۔ اف میں تو اتنی ایکسائیٹڈ ہو رہی ہوں۔۔۔ اتنے حسین لوگوں کے ساتھ تو کام کا مزہ ہی دوبالا ہو جائے گا۔" اسکی آواز سے ایکسائٹمنٹ جھلک

رہی تھی۔

" کیا کیا۔۔۔۔اس ڈائنوسار کے ساتھ " وہ تو صدمے سے بے حال ہوگئی۔اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا۔

یارا تنے ہینڈسم بندے کے بارے میں آئندہ تم نے اسطرح کی کوئی بات کی تو میں نے تم سے ناراض ہو جانا ہے " ثمین نے اسے ڈائنوسار سے ملائے جانے پر شدید برا مانتے ہوئے کہا۔

" تم جیسی جذباتی لڑکیوں کا کوئی علاج نہیں مگر میں اسکے ساتھ کام نہیں کرسکتی انتہائی خود پسند انسان لگتا ہے مجھے " اسے اپنا آرٹیکل بھول چکا تھا اسے وہیں چھوڑ کر وہ سر عظیم کے آفس چل پڑی۔

ودان کا بھی حال اس سے مختلف نہیں تھا۔وہ لائبریری میں بیٹھا سیلنگ والا ناویز بل پڑھ رہا تھا کہ انشال اسکے پاس آیا۔

" چلو یار سر عظیم نے گروپس بنا کر لسٹ لگا دی ہے۔اب پورے دو سال ایک ہی گروپ ممبرز کے ساتھ گزارا کرنا ہوگا۔" انشال کی بات پر وہ تیزی سے بک بند کرتا اٹھا۔

جیسے ہی نوٹس بورڈ پر اپنے گروپ ممبرز کے نام پر نظر پڑی اسکا میٹر گھوم گیا۔

" یہ لڑکیوں کے ساتھ ہمارا گروپ کیوں بنا دیا ہے سر نے " اسے سخت کوفت ہوئی

" تو بیٹا اس دن سینئرز سے سنا نہیں تھا کہ سر ایسے ہی گروپنگ کرتے ہیں "

" میں سر سے بات کرتا ہوں ہم دونوں آرام سے کام کرلیں گے۔ہمارا گروپ الگ کردیں " اس نے حل نکالتے ہوئے سر کے آفس کا رخ کیا۔

" جی یمینہ کیا بات ہے بیٹے " وہ جو سر کے آفس بیٹھی انکے فون سے فارغ ہونے کا انتظار کررہی تھی۔سر کے فون بند کرنے کے بعد آنے کا مقصد پوچھنے پر دماغ میں لفظ ترتیب دینے لگی۔

" سر وہ جو آپ نے گروپنگ کی ہے۔میں اس کے بارے میں بات کرنے آئی ہوں " اس نے تمہید باندھی۔

" سر کیا میرا اور ثمین کا ایک گروپ نہیں بن سکتا۔میں آپکو یقین دلاتی ہوں کہ ہم آپکو بہت اچھا کام کر کے

دیں گے۔"

"اب آپ اسٹوڈنٹس مجھے بتائیں گے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے" یمینہ کو پہلی مرتبہ سوچنا پڑا کہ ہر ایک کے بارے میں اتنی جلدی رائے قائم نہیں کر لیتے۔ سر اب اتنے بھی اچھے نہیں تھے جتنا اس نے سمجھا تھا۔

"لیکن سر"

"لیکن ویکن کچھ نہیں جو گروپس بن گئے وہ بن گے۔ اب میں اسکے بارے میں کوئی اور بات نہیں سنوں گا۔ آپ نے کچھ اور کہنا ہے تو ٹھیک ہے اور وائز یو مے گو ناؤ" سر کے سرد لہجے پر اسے اپنا یہاں آنا حماقت لگا۔

منہ لٹکائے وہ باہر چلی گئی۔

ابھی سر عظیم یمینہ کو بھگتا کر فارغ ہوئے تھے کہ ودان ان کا دماغ کھانے آ گیا۔

"سر وہ ایک بات کرنی تھی آپ سے" انکی اجازت ملتے جیسے ہی وہ اندر آیا ان سے کچھ کہنے کی اجازت مانگی۔

"فرمائیں اب آپ" انہیں کسی حد تک تو اندازہ ہو گیا تھا پھر بھی وہ اس سے سننے کے منتظر تھے۔

"سر کیا میرا اور انشال کا الگ گروپ نہیں بن سکتا آپ جانتے ہیں میں لڑکیوں سے الرجک ہوں" اسے امید تھی کہ سر اسکے مزاج سے واقف ہیں لہذا وہ کوئی ایشو نہیں بنائیں گے۔

"بیٹا اگر اتنے ہی الرجک تھے تو یونیورسٹی کیوں جوائن کی۔ یا پھر اپنی ایک الگ یونیورسٹی کھول لو جہاں لڑکیاں نہ ہوں" انہوں نے غصے سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

وہ تو سر کے انداز دیکھ کر حیران پریشان ہو گیا۔

"اب ساری کلاس مجھے مل کر سکھائے گی کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اپنے یہ ٹینٹرمز گھر رکھ کے آیا کریں۔ اگر آپ مخلوط تعلیم لے رہے ہیں تو آپکو ہر کسی کو فیس کرنا ہے۔ چاہے وہ لڑکی ہے یا لڑکا۔ اب اگر اسکے بعد کوئی آیا را گروپس کا ایشو لے کر تو میں نے اسے ٹرمینیٹ کر دینا ہے۔ آپ بھی یاد رکھ لیں اور باقی سب کو بھی بتا دیں" سر عظیم کے سرد لہجے نے اسے واقعی میں حیران کر دیا۔ خاموشی سے وہ اٹھ کر انکے آفس سے باہر آ گیا۔

انشال اس کا منتظر کھڑا تھا۔ اس نے ساری بات انشال کو کہہ سنائی۔

" کوئی نہیں یار بیوی سے لڑ کر آئے ہوں گے۔اسی لئے غصہ تیرے پر نکال دیا تو دل پر مت لے" انشال کی بات پر وہ بھی ہنس پڑا۔دور کھڑے شہاب نے حسد کی آگ میں جلتے یہ منظر دیکھا۔

☆......☆......☆

رات میں کھانا کھانے کے بعد خلیل اور مصباح نے ودی کو اپنے کمرے میں بلایا۔

" جی بابا خیریت "اس نے بیڈ پر ان دونوں کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔جوانی کی دہلیز پر کھڑا ان کا یہ بیٹا انکا بازو تھا نہایت ذہین اور ذمہ دار اور اللہ نے حسن بھی بے شمار دیا تھا۔

خلیل نے پہلے تو سفیر کی بیماری سے متعلق ساری بات اسے بتائی۔

" بیٹا وہ منا کو لے کر بہت پریشان ہے کہ اسکے بعد منا کا کیا بنے گا۔تو میں نے اور تمہاری امی نے ایک فیصلہ کیا ہے تم بلا جھجک ہمیں اپنا فیصلہ سنانا یہ کوئی دباؤ نہیں ہے صرف ہماری ایک خواہش ہے۔"

" بابا پلیز آپکو میرے سامنے اس طرح وضاحت دینے کی ضرورت نہیں جو بھی آپ کہنا چاہتے ہیں کہیں میرے لئے جہاں تک ممکن ہوسکا میں آپکے فیصلے کا احترام کروں گا۔" اسکی بات پر انہوں نے فخر سے اس کی جانب دیکھا۔

" بیٹا ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے لئے منا کو مانگ لیں اور نکاح کر دیں تاکہ اپنی بیٹی کو ایک مضبوط بندھن میں دیکھ کر سفیر مطمئن ہو جایے" انکی بات پر اسے چند سیکنڈ لگے خود کو سنبھالنے میں۔وہ نک چڑھی سی منا اسے بہت بری نہیں تو بہت اچھی بھی نہیں لگتی تھی۔وہ اس سے بات ہی کم کرتا تھا۔جب بھی کرتا تھا انکی لڑائی لازمی ہوتی تھی۔مگر اس وقت بات اسکے ماں باپ اور جان سے پیارے سفیر چچا کی تھی وہ ان سے بہت پیار کرتا تھا۔انہوں نے ہمیشہ ودی کے بے حد نخرے اٹھائے تھے۔انکے بارے میں سن کر وہ بھی اپنے ماں باپ کی طرح بہت تکلیف سے گزر رہا تھا۔

اس کی زندگی میں کوئی لڑکی نہیں تھی نہ کسی کے آنے کا چانس تھا۔اس معاملے میں وہ خشک مزاج تھا۔

اسکے ماں باپ نے اسے زندگی میں ہر طرح کی سہولت اور آزادی دی تھی اور کبھی اس سے کچھ نہیں مانگا تھا۔

بہن بھائیوں میں بڑا ہونے کی وجہ سے وہ ذمہ دار بچہ تھا۔

"جیسے آپ کو مناسب لگے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" اس نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد انہیں اپنا فیصلہ سنا دیا۔

"بیٹا اگر تمہیں کوئی پسند ہے تو بلا جھجک بتا دو"

"آپ اپنے بیٹے کو ایسا سمجھتے ہیں" انکی بات پر اس نے ناراضگی سے انہیں دیکھا۔

"ارے نہیں بیٹا تمہارے بابا کا یہ مطلب نہیں آخر بڑے ہو رہے ہو تم اپنے فیصلے کرنے میں آزاد ہو" مصباح نے جلدی سے کلئیر کیا۔

"مگر اپنی زندگی کا یہ اہم فیصلہ میں صرف آپکی مرضی سے کرنا چاہتا ہوں مگر پلیز ابھی مجھے کیریئر بنانے دیجیے گا۔بس اتنی سی ریکویسٹ ہے" اس نے انہیں اپنی خواہش بتائی۔

"اسکی تم فکر نہ کرو جب تم سیٹ ہو جاؤ گے تب ہم رخصتی کریں گے۔"

انکی بات پر وہ مطمئن ہو گیا

☆......☆......☆

"یار یہ مارکیٹنگ پرنسپلز کی اسائنمنٹ تم ان دونوں سے ڈسکس کر لینا یہ سب پوائنٹس میں نے ہائی لائٹ کر دیئے ہیں" وودان نے کچھ پرنٹ آؤٹس انشال کو دیتے ہوئے کہا۔

"یار میرا خیال ہے وہ آج آئیں نہیں" انشال کی بات پر اسکا پارہ ہائی ہو گیا۔

"یہ حال ہے ایسی غیر ذمہ دار لڑکیوں کے ساتھ سر نے ہماری گروپنگ کی ہے۔کل ہماری پریزینٹیشن ہے اور آج وہ غائب ہیں۔کل پکا پکایا پھل کھانے کے لئے آ جائیں گی" ایک تو وہ بہ مشکل ان کے ساتھ کام پر راضی ہوا اور پہلی ہی اسائنمنٹ اور پریزینٹیشن پر انکی غیر حاضری پر چراغ پا ہو گیا۔

وہ دونوں اس وقت لائبریری میں بیٹھے ہوئے تھے۔اور وودان کی آواز اتنی اونچی تھی کے قریب کے ریک سے کتابیں لیتی یمینہ اور ثمین کے کانوں تک بخوبی پہنچ گئی۔

یمینہ غصے سے کھول کر رہ گئی۔صبح سے وہ اسی اسائنمنٹ کے لئے کھپ رہیں تھیں۔دل تو اسکا کیا ابھی جا کر اسکے گروپ کو چھوڑنے کا اعلان کر دے پھر چاہے جو بھی ہو۔۔۔مگر پھر سوچا نہیں اب اس کو اچھی طرح زچ کرنا

ہے۔ثمین کا ہاتھ پکڑ کر انکی ٹیبل کی جانب گئی۔ دونوں کتاب پر جھکے ہوئے تھے۔ٹیبل بجایا۔جیسے ہی انہوں نے سر اٹھایا آتش فشاں بنی یمینہ پر نظر پڑی۔

سفید شلوار، یلو اور کریم کلر کی شرٹ پہنے سفید ہی دوپٹہ لئے اور کریم کلر کا اسکارف سر پر باندھے وہ دیکھنے والوں کو ٹھٹھکنے پر ضرور مجبور کر دیتی تھی۔ تیکھے نقش اس وقت غصے کے باعث اور بھی تیکھے لگ رہے تھے۔ڈارک براؤن گہری آنکھیں ایک عجیب سا حزن لئے ہوئے تھیں۔

مگر مقابل بھی ودان تھا اتنی آسانی سے کسی سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔اور یہ لڑکی تو ویسے بھی کل سے اسے اپنی دشمن اول لگ رہی تھی۔

"اگر گروپ میں کام کرنے کا حوصلہ نہیں تو سر کو ڈائریکٹ کہیں بغیر تصدیق کے لوگوں پر فتوے نہیں لگانے چاہئیں۔اور انشال بھائی آپکو کچھ دیر پہلے میں نے میسج کیا تھا کہ ہم لائبریری میں ہے شاید آپ نے پڑھا نہیں" ودان کی طبیعت صاف کرنے کے بعد اسکی توپوں کا رخ انشال کی جانب ہوا۔ابھی کل ہی تو اس نے ثمین اور یمینہ کا نمبر لیا تھا۔ظاہر ہے جب کام اکٹھے کرنا تھا پھر انہیں ڈسکشن کے لئے ہر وقت کانٹیکٹ میں رہنا تھا۔انشال نے صرف اپنا ہی نمبر دیا تھا۔ودان کی لڑکیوں کے بارے میں خشک مزاجی کے باعث اس نے ودان کا نمبر ان میں سے کسی کو نہیں دیا تھا۔

"اوہ سوری واقعی میں نے چیک نہیں کیا۔" انشال نے اپنا موبائل بیگ سے نکال کر دیکھا تو واقعی اس پر یمینہ کا میسج آیا ہوا تھا۔

"آپ لوگ پلیز بیٹھیں تاکہ ہم ڈسکس کر لیں" اس نے ان دونوں کو کہا۔یمینہ کرسی گھسیٹ کر ودان کے مقابل بیٹھی۔

ودان تو حیران تھا کہ ایک ہی دن میں انشال انکا بھائی بھی بن گیا۔ "بیٹا تجھے تو بعد میں پوچھوں گا" دل میں انشال کی خبر لینے کا سوچا

"یہ میں نے کچھ ڈیٹیلو لی ہیں آپ لوگ بھی چیک کر لیں" اس نے یمینہ کو اگنور کر کے وہی پیجز ثمین کو پکڑائے جو کچھ دیر پہلے اس نے انشال کو دیئے تھے۔

ودان کی اس حرکت پر یمینہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ اسکی خود پر پڑنے والی نظر سے انجان نہیں تھا۔ مگر فی الحال وہ اگنور کر گیا۔ ورنہ جس طرح اس نے آ کر ودان کو باتیں سناتے اعلان جنگ کیا تھا۔ ودان کبھی بخشنے والوں میں سے نہیں تھا چاہے لڑکا ہو یا لڑکی اسی لڑکیاں اس سے فاصلے پر رہ کر بات کرتی تھیں۔

"تو وہ جو ہم صبح سے انفارمیشن ڈھونڈ رہے ہیں اس کا کیا ہوگا انشال بھائی۔" اب کی بار یمینہ نے صرف انشال کو خاص طور پر مخاطب کر کے ودان کو جتایا کہ "ہو کیئرز" تم مجھے اگنور کرتے ہو میں تمہیں اس سے زیادہ اگنور کرتی ہوں۔

"ہم ایک کام کرتے ہیں یہ دونوں انفارمیشنز کنسیڈر کرتے ہیں کچھ اسکا اور کچھ اسکا میٹیریل یوز کرتے ہیں اور اس کو ٹائپ کر لیتے ہیں۔ ودان تم ان دونوں کے پوائنٹس ہائی لائٹ کرو پھر اسکی نیٹ کاپی ٹائپ کر لیتے ہیں۔" انشال تو برا پھنسا تھا لہذا اس نے ودان کو انوالو کروا کر ماحول کو نارمل بنانا چاہا۔

"آپ یہ کروالیں تو میں ٹائپ کر کے ابھی آپکو دے جاتی ہوں۔ مجھے سر کاظمی نے بلایا تھا۔ ویسے بھی میں محنت کیلئے بغیر بیٹھ کر کھانے والوں میں سے نہیں ہوں۔" ودان کو جتا کر وہ اٹھی۔ اسکے ساتھ ہی ثمین بھی اٹھ گئی۔

"سائیکو" اسکی بات سن کر ودان نے منہ بنا کر کہا۔

ابھی یمینہ اتنی دور نہیں گئی تھی کہ اسکی بات نہ سن سکتی۔

وہ مڑنے ہی لگی تھی کہ ثمین نے اسکا بازو مضبوطی سے تھام کر اسے ایسا کرنے سے روکا۔

"سنا تم نے کیا کہہ رہا ہے" دکھ اور زیادتی کے سبب اسکی بمشکل آواز نکلی۔

"یار جانے دو نا جو بھی کر لیں کام انہیں کے ساتھ کرنا پڑے گا۔ فضول کی لڑائی مول لینے سے کیا فائدہ" اس نے اسے سمجھاتے اپنے ساتھ تقریباً گھسیٹتے ہوئے لائبریری سے نکالا۔

"تم تو کہو گی ہی۔ تمہارا چہیتا جو ہے۔ مگر مجھے کسی کا ڈر نہیں مجھے ڈگری اس بندے نے نہیں دینی اور مجھے یونیورسٹی سے نکالنے کا یہ کوئی ریزن نہیں ہوگا کہ میں اس جیسے ڈائنو سار کے ساتھ کام نہیں کرنا چاہتی۔" اسکے غصے میں ودان کو ڈائنوسار سے ملائے جانے پر ثمین نے دل میں لاحول پڑھی۔ اتنے ڈیشنگ بندے کو وہ کس سے ملا رہی تھی۔ "واقعی سائیکو ہے" ثمین نے بھی ودان کی بات کی تائید کی۔ اپنی سوچ پر وہ خود ہی ہنس پڑی۔

"تم ہنس رہی ہو" یمینہ غصے سے تلملائی۔

"نہیں یار اویسے ہی، اچھا غصہ ختم کرو اب۔ سر کے پاس آف موڈ لے کر مت جانا۔ ایویں ہر بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے یہاں" ثمین کے سمجھانے پر وہ خاموش ہو گئی اور اس نے شکر کا سانس لیا۔

☆......☆......☆

ودی کے رشتے کے لئے ہامی بھرتے ہی خلیل نے اگلے ہی دن سفیر سے بات کی۔ وہ تو خوشی اور مسرت سے حیران ہی رہ گیا۔ پھر نم آنکھوں کے ساتھ خلیل کو گلے لگایا۔

"بہت بہت شکریہ یار" تشکر سے کہا۔

"فضول بات نہ کر ہم نے کل بھی منا کو ہی اپنی بہو بنانا تھا تو آج کیوں نہیں۔ بس اب تم نکاح کی تیاری کرو" اس نے مسکراتے ہوئے اسے تکلفات کی دیوار کھڑی کرنے سے روکا۔

کچھ ہی دنوں میں انہوں نے نکاح کی تیاری کر لی۔ منا اس وقت اگر بہت چھوٹی نہیں تھی تو بہت سمجھ دار بھی نہیں تھی۔ ودی کی عمر اس وقت پندرہ برس جبکہ منا چودہ برس کی تھی۔ بس اسے اتنا بتایا گیا تھا کہ وہ اپنے چچا خلیل کی اب پکی والی بیٹی بن گئی ہے۔

بہت دھوم دھڑ کا انہوں نے نہیں کیا تھا بس کچھ چیدہ چیدہ لوگوں کو بلا کر نکاح کر دیا گیا۔ تھا منا کو صرف اتنا پتہ تھا کہ کچھ پیپرز پر اسکے سائن کروائی گئے ہیں۔ حالانکہ سفیر نے چاہا تھا کہ وہ منا سے اپنی بیماری چھپا لے مگر گھر میں ہوتے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ ایسی بات چھپ سکتی اور کینسر جیسی بیماری کا نام ہی اتنا مشہور ہے کہ ہر بچہ بڑا اس نام سے واقف ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ کوئی بہت خطرناک بیماری ہے۔

منا نے بھی ایک دن اپنے ماں باپ کی باتیں سن لی تھیں۔ بیماری کی ڈیٹیل تو اتنی سمجھ نہیں آئی مگر یہ ضرور پتہ چل گیا کہ کینسر آخری اسٹیجز پر ہے۔ اپنے جان سے پیارے بابا کے اپنی زندگی سے چلے جانے کے خیال سے ہی وہ پژمردہ سی ہو گئی تھی۔ اسے اس بات کا پتہ ہی نہیں تھا کہ اسکی پوری زندگی اس نے رشتے سے بدل کر رہ گئی ہے۔

ان کے نکاح کے کچھ ہی دنوں بعد خلیل اور اسکی فیملی کا کینیڈا کا ویزہ آ گیا سوائے ودی کے وہ اسی ملک میں رہ کر تعلیم مکمل کرنا چاہتا تھا۔ وہ ہاسٹل شفٹ ہو گیا تھا اور اپنا گھر انہوں نے کرائے پر دے دیا۔

خلیل کو گئے ابھی ہفتہ ہی ہوا تھا کہ ایک رات سفیر کی حالت بگڑ گئی فوراً ہاسپٹل لے جایا گیا مگر راستے میں ہی وہ دم توڑ گیا۔ منا اور روما پر تو قیامت ٹوٹ پڑی۔ ودی ان دنوں اپنے پیپرز میں بزی تھی۔ سفیر چچا کے گھر جانے کا ٹائم ہی نہ مل سکا۔ مہینے بعد جب پیپرز سے فارغ ہوا تو خیال آیا کہ چچا کی طبیعت کا پتہ کیا جائے۔

وہاں پہنچا تو انکے گھر کے باہر بڑا سا تالا دیکھ کر وہ بہت حیران ہوا۔ ساتھ والے گھر کی بیل دی۔ ایک خاتون باہر آئیں۔

"اسلام علیکم آنٹی یہاں سفیر چچا رہتے تھے۔ اب کچھ جانتی ہیں کہ وہ کہاں ہے۔ انکے گھر تو تالا لگا ہوا ہے"

"بیٹا آپکو نہیں پتہ ان کا تو مہینہ پہلے انتقال ہو گیا تھا۔ اور بیوی نے اتنا صدمہ لیا کے پندرہ دن بعد وہ بھی چل بسی۔ اب تو بیچاری منا اکیلی رہ گئی ہے" ودی کو تو کتنی دیر اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا۔ یہ کیا ہو گیا تھا ایک مہینے کے اندر۔ اسکے جان سے پیارے چچا اور چچی۔ اسکے لیئے اپنے جذبات پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا۔

"بیٹا تم اندر آ جاؤ مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی" اسکے زرد پڑتے چہرے کو دیکھ کر اس خاتون نے اسے اندر آنے کو کہا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔ منا کہاں ہے" بدقت خود کو سنبھال کر وہ بولا۔

"بیٹا یہ تو نہیں پتہ شاید اسکے کوئی رشتے دار اسے لے گئے ہیں میں بھی ایک دو دن پہلے شہر سے باہر تھی آئی ہوں تو یہاں تالا لگا ہوا تھا۔" ان کی بات پر وہ اور پریشان ہوا۔

"چلیں شکریہ۔" کہتے ساتھ ہی اس نے اجازت مانگی۔

ایک دو اور گھروں سے پوچھا مگر کوئی نہیں جانتا تھا۔

ہاسٹل واپس جا کر اس نے باپ کو کال ملائی۔ وہ بھی وہاں جا کر ایسا مصروف ہوا کہ سفیر کا حال پوچھ نہ سکا۔ مگر اب جو کچھ ودی نے بتایا تھا وہ سن کر نا صرف دکھی ہوا بلکہ بے حد پریشان تھا۔

"اسکا بھائی اور ماں شیخوپورہ سے آگے ایک گاؤں میں رہتے ہیں تم ایسا کرو وہاں جا کر پتہ کرو" ودی نے گاؤں کا نام نوٹ کر لیا اور اگلے دن ہی وہاں جانے کا فیصلہ کیا۔ جو کچھ بھی تھا منا اسکی امانت تھی۔

☆......☆......☆

"یار ساری سلائیڈز ریڈی ہیں نا" ودان نے انشال سے کنفرم کروایا۔ یہ انکی اس سمسٹر کی پہلی پریزینٹیشن تھی۔ جیسے ہی سب سٹوڈنٹس اور سر عظیم کلاس روم میں داخل ہوئے۔ اور انہوں نے سٹارٹ کا اشارہ کیا ودان نے پریزینٹیشن دینی شروع کی۔ باقی تینوں بھی پیچھے ہی کھڑے تھے۔ پریزینٹیشن کا اسٹارٹ، اینڈ اور درمیان میں ایک دو سلائیڈز کا بریف ودان نے کرنا تھا اور باقی تینوں نے آگے پیچھے آتے باقی کی سلائیڈز کو بریف کرنا تھا۔ سلائیڈز چینج کرنے کی ذمہ داری یمینہ کی تھی۔ وہ انشال اور ودان کی نسبت وہ اور ثمین کافی کنفیوز تھیں۔ سٹارٹ بہت اچھا ہوا۔ انشال کی باری تک سب صحیح رہا۔ مگر جیسے ہی یمینہ کی باری آئی اسکی مرتبہ سلائیڈز ثمین نے چینج کرنی تھیں۔ دو سلائیڈز تک تو سب صحیح رہا جیسے ہی تیسری سلائیڈ چینج کی تو وہ کسی کپل کی نہایت ناقابل اعتراض تصویر تھی۔

ثمین اور یمینہ کے تو ہاتھ پاؤں پھول گے۔ ثمین کے پاس کھڑے انشال نے فوراً سلائیڈ ہٹائی اگلی سلائیڈ بالکل ٹھیک تھی۔ مگر یمینہ سے شرم کے باعث پوری کلاس کے سامنے بولا نہیں جا رہا تھا۔

ودان نے نہایت رسان سے اسکے پاس کھڑے ہوتے روسٹرم کے پیچھے سے اسکا بازو پکڑ کر ایسے ہٹایا کہ سب یہی سمجھے کے ودان کی ہی باری تھی۔ پھر باقی کی پریزینٹیشن ودان اور انشال نے ہی سنبھالی مگر ایک بہت غلط امپریشن انکی جانب سے گیا۔

وہ دونوں تو نظریں نہیں اٹھا پا رہیں تھیں سارا وقت بس سائیڈ پر کھڑے ہو کر وائٹ بورڈ پر کھلنے والی سلائیڈز کو ہی دیکھتی رہیں۔

ودان نے جس طرح خود پر ضبط کیا ہوا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔ جیسے ہی پریزینٹیشن ختم ہوئی چیزیں سمیٹتے اسے اپنے موبائل پر میسج موصول ہوا۔ میسج شہاب کی جانب سے تھا۔

" کونگریٹس آن یور پرفیکٹ پریزینٹیشن۔۔۔۔ ریوینج ہیز سٹارٹڈ" اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ وکٹری کا نشان بناتا اپنی شاطر مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتا کلاس روم سے باہر جا رہا تھا۔

سب کے باہر جاتے ہی ثمین کرسی پر بیٹھ کر زور و شور سے رونے لگی۔

کیونکہ یہ سلائیڈز وہی فوٹو شاپ سے بنوا کر لائی تھی۔

اسے نہیں معلوم یہ کس نے کیا تھا۔

"آئی سوئیر اس میں میری کوئی غلطی نہیں" اس نے روتے ہوئے انشال کو کہا جو اسکے رونے پر اسکے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ دوسری جانب سر پکڑے یمینہ بیٹھی تھی۔

"ثمین پلیز روئیں نہیں ہم میں سے کسی نے آپکو کچھ کہا" انشال نے اسے رسانیت سے سمجھایا۔

"ہاں مگر لے کر تو میں ہی لائی تھی نا"

"پلیز ثمین آپکی یا ہم میں سے کسی کی کوئی غلطی نہیں۔ آئی نو یہ کس نے اور کیوں کیا ہے میں خود ہی اسے ہینڈل کر لوں گا آپ دونوں ٹینس مت ہوں۔ اور سر سے بھی میں بات کر لوں گا۔ آپ دونوں پر کوئی بات نہیں آئے گی۔ پلیز چیئر اپ ناؤ" سنجیدگی سے کہتے وہ کلاس روم سے نکل کر سر کے آفس کی جانب بڑھا۔

"ناؤ اٹس آل رائٹ" اسکے جاتے ہی انشال نے کہا۔ یہ کیوٹ سی ثمین آج اسے بھی اتنی ہی کیوٹ لگ رہی تھی۔

"اٹھیں چلیں اب کیفے چلتے ہیں کہیں اب آپکی دوست صاحبہ بھی رونے کی تیاری نہ پکڑ لیں۔ وہ شہزادہ گلفام تو چلا گیا مجھے دو غمزدہ لڑکیوں میں چھوڑ کر" اس نے خوشگوار لہجے میں کہتے انکا دھیان بٹانے کی کوشش کی۔

وہ تینوں اٹھ کر کیفے کی جانب بڑھے۔

کلاس روم سے نکل کر وہ سیدھا میس کام کے ڈیپارٹمنٹ کے گراؤنڈ میں آیا جہاں اس نے شہاب کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

اسکے ساتھ کچھ اور لڑکے اور لڑکیاں بھی تھے۔

وہ انکے پاس جا کر رکا۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے اکیلے میں"

"تمہیں جو بھی بات کرنی ہے سب کے سامنے کہو اگر ہمت ہے تو" شہاب نے اسے جوش دلانا چاہا۔

"اوکے مجھے کوئی پرابلم نہیں میں سب کے سامنے کہہ دیتا ہوں مگر اپنی بے عزتی اور سچ اگر تم سب کے سامنے سننے کا حوصلہ رکھتے ہو تو مجھے کوئی پرابلم نہیں۔" اس نے نہایت ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

شہاب یکدم شرمندہ ہوتا اٹھا اور ودان کو چلنے کا اشارہ کیا۔ کچھ دور چل کر وہ رک گیا۔

"آج تم نے جس گھٹیا حرکت کا مظاہرہ کیا ہے اگر آئندہ یہ سب برقرار رکھا تو یاد رکھنا تم جن ایکٹیویٹز میں ملوث ہو میں ان سے بہت اچھی طرح واقف ہوں۔ مجھے کچھ گھنٹے لگیں گے تمہیں جیل میں بجھواتے ہوئے"۔

ودان کی بات پر وہ اپنی جگہ چور بنا۔

وہ کہتے ہیں نہ کہ اچھی صحبت کا اچھا انجام اور بری صحبت کا برا انجام۔

یہی شہاب کے ساتھ ہوا تھا۔ جب تک وہ ان دونوں کے ساتھ تھا وہ اچھا ہی رہا۔ مگر جب سے ان سے دوستی ختم کی اور کچھ بدلے کی وجہ سے وہ غلط لڑکوں کی صحبت میں رہنے لگ گیا تھا۔ جو ہاسٹلز میں منشیات سپلائی کا کام کرتے تھے۔

اسے وارن کر کے ودان فوراً وہاں سے چلا گیا

☆......☆......☆

اگلے دن کی بس پکڑ کر وہ جب اسکے باپ کے بتائے ہوئے ایڈریس پر منا کو ڈھونڈنے شیخوپورہ سے آگے کے ایک نواحی گاؤں میں پہنچا تو وہاں بھی تالا پڑا دیکھ کر حقیقت میں اب وہ بہت پریشان ہوا۔ اردگرد کے لوگوں سے پتہ کرنے پر بھی ان کے اگلے ٹھکانے کا کچھ پتہ نہیں پتہ چلا۔

گھر آ کر اس نے خلیل کو فون کیا۔

"ہاں بیٹا کچھ پتہ چلا" اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"بابا وہ تو وہاں سے بھی کہیں شفٹ کر گئے ہیں اور اب کہاں گئے ہیں کوئی نہیں جانتا" اس نے مایوسی سے باپ کو بتایا۔

"یا اللہ یہ کیا ہو گیا کہاں ڈھونڈے اب" انہوں نے پریشانی سے کہا۔

آخر اب وہ صرف سفیر کی نشانی نہیں تھی۔ خلیل کے خانداں کا حصہ بن چکی تھی۔

بابا آپ پریشان نہ ہوں انشااللہ مل جائے گی۔ اسکی دادو اور چچا کو تو پتہ ہے نہ کہ ہمارا نکاح ہو چکا ہے" ودی کی اسی سمجھداری کی وجہ سے انہوں نے اتنی عمر میں اسے یہ ذمہ داری سونپ دی تھی۔

"او کے بیٹے اللہ مالک ہے کچھ سوچتے ہیں میری جاب کا کانٹریکٹ بھی یہاں چار سال کے لئے ہو گیا ہے۔کوشش کرتا ہوں کہ جلدی واپس آئیں آخر کو یہ میرے بچوں کی زندگی کا معاملہ ہے" انہوں نے دلگرفتگی سے کہا۔

"ڈونٹ وری بابا اللہ نے ہی اس رشتے کی بات آپ کے دل میں ڈالی تھی وہی اس مشکل سے ہمیں نکالے گا" اسکی تسلی آمیز باتیں سن کر انہیں اس بات پر فخر ہوا کہ وہ ان کی اولاد ہے۔

"ان شاءاللہ" کہتے ہی انہوں نے فون بند کر دیا۔

☆......☆......☆

"اف یہ کیا عذاب ہے سر کے ساتھ مسئلہ کیا ہے آخر" ہاتھ میں پکڑے نوٹس کو دیکھ کر اس نے سر ہاتھ میں تھاما ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی کلاس کا ایک لڑکا سر عظیم کا نوٹ لے کر یمینہ کے پاس آیا تھا۔

کچھ دنوں میں انہیں سینئرز کو فیئر ویل دینا تھا جس کی کمپیئرنگ کی ذمہ داری سر نے یمینہ اور رودان کو دی تھی۔

"کیا ہوا اب" ثمین جو اسکے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھی نوٹس بنانے میں مصروف تھی سر اٹھائے بنا پوچھنے لگی۔

اسکی بات پر یمینہ نے بیزاری سے وہ نوٹ اسکے آگے کیا۔

"ہاہاہا یار مجھے لگتا ہے سر کوئی سین بنا کر ہی چھوڑیں گے تم دونوں کا" اس نے معنی خیزی سے کہا۔

"بیٹا ابھی تو میں سر کا سین بنانے جا رہی ہوں پڑھائی کی حد تک تو میں اسے برداشت کر لوں گی مگر اس سے آگے نہیں۔ڈریگن ہے پورا ہر وقت آگ برساتا رہتا ہے" غصے سے کہتی وہ اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔

"ہاہاہاہا وہ گاڈ روز تم اسے کسی نئے کارٹون کریکٹر کا نام دیتی ہو۔پوری یونی کا چارمنگ بوائے ہے" ثمین کو اپنی ہنسی روکنی مشکل ہو گئی۔ "کوئی اور بھی کریکٹر رہ گیا ہے تو بتا دو ایک ہی مرتبہ" اس نے یمینہ کو چھیڑتے ہوئے کہا جو خود بھی اب مسکرا رہی تھی۔

"ہاں نا بہت سے رہتے ہیں جیسے کنگ فو پانڈا، ہلک، منین موؤی کا گرو۔۔اور۔۔" اس سے پہلے کہ وہ مزید گل افشانی کرتی۔

"ہاہاہاہاہا۔۔۔بس کر دو یار میرے پیٹ میں بل پڑ گئے ہیں" ثمین نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

"آئی وش میں کبھی ودان کو تمہارے نادر خیالات بتا سکوں" اس نے بمشکل اپنے قہقہے روکتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو سر کے پاس سے ہو آؤں آ کر بتاتی ہوں تمہیں" اسکی بات پر مصنوعی دھمکی دیتے ہوئے وہ سر کے آفس پہنچی۔

☆......☆......☆

"یار سر کیا چاہتے ہیں آخر کہ میں اس یونیورسٹی سے ہی چلا جاؤں" ودان نے سر عظیم کا نوٹ پڑھتے ہوئے غصے سے ہاتھ ٹیبل پر مارا۔

"اوہ آہستہ میرے بھائی ہم لائبریری میں ہیں" انشال نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"او جا کہاں رہا ہے اور کیا بھیجا ہے سر نے" اس نے اسے چیزیں سمیٹتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"سر سے بات کرنے۔ جسٹ لک ایٹ دس ربش" اس نے نوٹ انشال کے آگے رکھتے ہوئے کہا۔

"یار یونیورسٹیز میں یہ سب چلتا رہتا ہے ڈونٹ ٹیک اٹ ٹو یور ہارٹ" انشال نے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

"واٹ سوا یور یار سر کو پتہ ہے کہ میں لڑکیوں سے الرجک ہوں، پھر بھی۔۔۔ آئی نیڈ ٹو ٹاک ٹو ہم" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مے آئی کم ان سر" کچھ دیر بعد وہ سر عظیم کے آفس میں تھا۔

"آؤ ودان نوٹس مل گیا ہے تو بس بیٹا آج سے تیاری شروع کرو" انہوں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے کہا۔

"سر میں یہ نہیں کر سکتا۔ آپ کسی اور کو لے لیں اس سب کے لئے۔ میں تو فنکشن میں بھی آنے میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں" اسکی بات پر سر عظیم کا پارہ ہائی ہوا۔

"پھر وہی بات کیا پرابلم ہے تمہارے ساتھ"

"سر پرابلم کوئی نہیں بس میں یہ سب نہیں کر سکتا" اس سے بات نہیں بن پڑی۔

"میرا نہیں خیال کہ تم اتنے ان کانفیڈینٹ ہو کہ اتنے لوگوں کو فیس نہ کر سکو۔ جو ابھی سے لوگوں کو موٹیویشنل سیمنارز دیتا ہے وہ اتنے سے بندوں میں نروس ہو سکتا ہے؟"

"سر اس میں میں اکیلا ہوتا ہوں کوئی لڑکی ساتھ نہیں ہوتی" اس نے اب اصل وجہ بتائی۔

"پھر لڑکی والی بات۔ وہ تمہیں کھا جائے گی کیا۔"

سر کے غصے سے بھنانے پر اسکی ہنسی نکل آئی اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتا آفس کا دروازہ ناک ہوا۔

"کم ان" اجازت ملتے ہی یمینہ کا چہرہ دروازے میں نمودار ہوا۔

ودان نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

"لو جی آجاؤ اب تم بھی" انہیں شک پڑ گیا کہ اب وہ بھی انکار کے لئے آئی ہے۔

"سر وہ میں یہ کمپیرنگ والا کام نہیں کر سکتی۔" وہ اندر آتے ہی سر سے مخاطب ہوئی یہ جانے بغیر کے سر کے سامنے بیٹھا ہوا شخص کوئی اور نہیں ودان تھا۔

"تشریف رکھیں پھر میں آپکی کہانی سنتا ہوں" سر کے کہنے پر اس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جونہی ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا ایک لمحے کو وہ جز بز ہوئی۔

"جی بتائیں اب" سر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"سر وہ میں یہ کمپیرنگ والا کام نہیں کرنا چاہتی۔"

"کرنا نہیں چاہتی یا اسکے ساتھ نہیں کرنا چاہتی" سر نے اسے غور سے دیکھتے کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے کہا

"جی سر آپکی دوسری بات ٹھیک ہے" جس دھڑلے سے وہ بولی تھی اس نے ودان کو چونکایا تھا۔ "یعنی میرے منہ پر ہی کہہ گئی۔" اس نے دل میں سوچتے پیچ وتاب کھایا

"مائی گاڈ تم دونوں کیا مونٹسری کے بچے ہو ایسی حرکتیں وہ کرتے ہیں سر میں نے اسکے ساتھ نہیں بیٹھنا کیونکہ یہ میرے چپس کھاتا ہے اور دوسرا بولتا ہے سر میں نے اسکے ساتھ شیئر نہیں کرنا کیونکہ یہ مجھے پنسل مارتا ہے۔ حد ہوگئی۔ میرے کلاس کے سب سے بیسٹ سٹوڈنٹس کے ساتھ کیا پرابلم ہے مجھے ابھی بتائیں اور یہاں سے جب نکلیں تو آپ دونوں کے درمیان ہر طرح کا ایشو ریزولو ہو چکا ہو۔ میں بار بار یہ سب نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں جی پہلے آپ جتائیں ودان آپکو کیا پرابلم ہے" سر نے توپوں کا رخ اسکی جانب کیا۔

"سر مجھے ان سے کوئی پرابلم نہیں ہے میں نے آپکو جینرلی منع کیا تھا۔ بہر حال آپکی بات مجھے صحیح لگی ہے

ہمیں ایسی بچکانہ حرکتیں سوٹ نہیں کرتیں۔تو مجھے ان سے کوئی ایشو نہیں ہے آیم ریڈی ٹو پرفام دس کمپرینگ"
اسکے پینترا بدلنے پر وہ جتنی حیران ہوتی کم تھا۔
"اور آپ؟" اب سر کی توپوں کا رخ یمینہ کی جانب ہوا۔
"نہ۔نہیں سر کوئی ایسا ایشو نہیں ہے اٹس اوکے۔سوری ٹو بودر یو" اگر وہ سر کے سامنے اچھا بننے کی ایکٹنگ کرسکتا تھا تو وہ کیوں اسکے بارے میں کچھ کہہ کر بری بنتی۔اس نے بھی فوراً سے اپنا مائنڈ چینج کیا۔
"ویری گڈ آئی ہوپ یہ شو آپ دونوں بہت اچھا ہوسٹ کریں گے۔" سر نے دونوں کو شاباش دے کر اٹھنے کا اشارہ کیا۔
یمینہ نے اٹھتے ہوئے اسے غصے سے گھورا جو اپنی شرارتی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔

☆......☆......☆

منا کے چچا کو چودھریوں نے اپنے رشتے داروں کے گاؤں میں انکی حویلی میں نوکری دلوادی تھی۔لہذا انہیں اپنا پہلا گھر بیچ کر دوسرے گاؤں میں شفٹ ہونا پڑا۔
منا کو چچا کے گھر آئے کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ جوان بیٹے اور بہو کے غم میں دادی بیمار رہنے لگ گئیں۔انہوں نے جلد ہی چچا کی شادی کردی تاکہ ان کی بیوی آکر گھر اور منا کو سنبھالے۔
یہاں کے چوھدریوں کے پاس چچا کام کرتا تھا۔دادی بھی انکی حویلی جا کر سپروائزر کا کام انجام دیتی تھیں۔ایک دو مرتبہ منا بھی انکے ساتھ حویلی گئی۔
چوہدریوں کے بڑے بیٹے کی بیٹی شفاء سے اسکی بہت اچھی دوستی ہوگئی۔وہ اسی کی ہم عمر تھی اسکا ایک بڑا بھائی لاہور کے ہی کسی کالج میں پڑھتا تھا۔۔
چچا کی شادی کے کچھ ہی عرصے بعد دادی کا انتقال ہوگیا۔کچھ دیر تو چچی نے اسکے ساتھ اچھا سلوک رکھا۔مگر جیسے ہی اسکا بیٹا ہوا منا انہیں کھٹکنے لگ گئی۔منا نے یہاں آکر پڑھائی نہیں چھوڑی شفا اسے کتابیں لا دیتی اور سال میں اس نے میٹرک پاس کرلیا۔
اس دن وہ شفاء کو اپنے رزلٹ کا بتانے ہی جارہی تھی کہ اسکے اتنے اچھے نمبر آئے ہیں کہ کسی بھی کالج میں

اب وہ سکالرشپ کی بنیاد پر پڑھ سکتی ہے وہاں جا کر راستے میں شفاء کا بھائی مل گیا۔

"شفاء ہے گھر پر" اس نے دوپٹہ صحیح کرتے پوچھا

"بالکل ہے آپکی تعریف" اس نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا۔

"میں اسکی دوست ہوں" اس نے نظریں جھکائے ہی جواب دیا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا شفاء کا ٹیسٹ اتنا اعلیٰ ہو گیا ہے فرینڈز کے معاملے میں نہیں تو بہت پہلے چکر لگاتا یہاں کا" اس نے معنی خیزی سے کہا۔

ابھی وہ کچھ اور کہتا کہ پیچھے سے چودھرائن کی آواز آئی تو وہ جو دروازے میں اس کا رستہ روکے کھڑا تھا تیزی سے پیچھے ہٹا۔

منا تیزی سے اندر کی جانب بڑھی۔ اور چودھرائن سے اجازت لے کر شفاء کے کمرے میں چلی گئی۔

"منا تجھے پتہ ہے پھپھو کی شادی ہو رہی ہے اف کتنا مزہ آئے گا تم نے ہر فنکشن میں آنا ہے" شفاء نے اپنی پھوپھو کی شادی کا بتایا جو اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔

منا کا دل تو کیا کہ وہ اسکے بھائی کے متعلق اسے بتائے کے وہ کس قسم کی فضول باتیں اس سے کر رہا تھا۔ مگر پھر خاموش رہی اور اسے پھپھو کی مبارک دے کر اپنے پاس ہونے کا بتایا۔

"گریٹ یار تو اب تم کالج میں ایڈمیشن کا کیا کرو گی۔"

"چچا کو کہا تو ہے کہ مجھے ایڈمیشن دلا دیں لاہور میں وہاں جا کر میں خود ہی اپنے خرچے کا انتظام کروں گی۔ ویسے بھی ابو نے جو میری سیونگز کروائیں تھیں وہ میرے پاس ہی ہیں ایڈمیشن کا تو سارا خرچہ نکل ہی جائے گا۔ پھر دیکھیں گے۔"

"اللہ تمہارے حق میں بہتر کرے۔" شفاء نے سچے دل سے اسکے لئے دعا کی

☆......☆......☆

یہ میں نے کچھ میٹیریل نکالا ہے ریگارڈنگ دا کمپیرنگ" اگلے دن صبح میں کلاس سٹارٹ ہونے سے پہلے ودان نے اسے کچھ پیپرز پکڑائے۔

"اتنی پینڈو نہیں ہوں کہ مجھے کچھ آتا جاتا نہیں میں آل ریڈی میٹیریل لے کر سر سے اپروو کروا چکی ہوں اور آپ اپنے آپکو عقل کل کیوں سمجھتے ہیں۔ایک آپ ہی اس دنیا میں جینئس ہیں" کل کی بھی کھولن آج اسے نکالنے کا موقع مل گیا۔

"جی نہیں میں نے ایسا کوئی دعوی نہیں کیا" ودان نے پہلی مرتبہ اسکے تنے چہرے کو دلچسپی سے دیکھا۔

"کرنا چاہیئے بھی نہیں کلاسز آف ہونے کے بعد میں ہال میں آجاؤں گی تو ہم ریہرسل سٹارٹ کر دیں گے" کہتے ساتھ ہی آتش فشاں بنی وہ کاریڈور سے نکل کر گرائنڈ کی جانب چل پڑی جہاں اسے ثمین آتی ہوئی دکھائی دی۔

کلاسز آف ہونے کے بعد دونوں اپنا اپنا میٹیریل لئے ہال میں پہنچے۔

باری باری اپنی لائنز بولیں۔باقی کی انتظامیہ بھی وہیں تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب ان دونوں نے مائیک میں وہی لائنز بولیں تو ودان کی آواز بہت متوازن تھی۔جبکہ یمینہ کی آواز تھوڑی پھٹی پھٹی اور اتنی واضح نہیں تھی۔

"یمینہ آپکی آواز بہت عجیب سی آرہی ہے" سر باسط جو اس پورے فنکشن کو آرگنائز کروا رہے تھے وہ ناگواری سے بولے۔

"سر یہ مائیک کو بالکل پاس کر کے بول رہی ہیں۔اس کو پیچھے رکھیں گی تو ان کی آواز ٹھیک ہو جائے گی" ودان نے سر باسط کو کہا۔وہ جانتا تھا اب اس کو ڈائریکٹ کچھ کہا تو اس کا دماغ پھر خراب ہو جانا ہے۔اسی لئے اس نے خود سے اسے نہیں ٹوکا۔

یمینہ نے غصے سے اسے دیکھا۔اگلی مرتبہ اس نے تھوڑا فاصلے سے اپنی لائنز بولیں تو آواز بالکل صحیح لگی۔

"آپ مجھے پہلے نہیں بتا سکتے تھے۔سر سے انسلٹ ضرور کروانی تھی۔آپ جیسے لوگ کبھی دوسروں کو آگے بڑھتا نہیں دیکھ سکتے" جیسے ہی سر اسے اوکے کا کہہ کر مڑے اس نے ودان پر طنز کے تیر چلائے۔

"آپ اپنی ہر ناکامی کے بعد دوسروں کو یونہی موردالزام ٹھہراتی ہیں؟" وہ تو تھا ہی ٹھنڈے مزاج کا لہذا یمینہ کے طنز کے تیر راستے میں ہی گر گئے تھے۔وہ یمینہ کو لاجواب کر کے اسٹیج سے اتر چکا تھا۔

"اس بندے کے ساتھ رہ کر یقیناً مجھے بی پی ہائی کی بیماری ہو جانی ہے" یمینہ نے دل میں کرلاتے ہوئے سوچا۔

☆......☆......☆

۔منا کا ایڈمیشن اسکے حسب منشا کالج میں ہو گیا تھا۔اور ہاسٹل کا انتظام بھی۔اس نے شکر کیا کے اب اسے چچی کی کڑوی کسیلی باتیں سننی نہیں پڑھیں گی۔ایک دو سالوں میں اسکی زندگی کیا سے کیا ہو گئی تھی۔ماں باپ کی موت نے اسکو جہاں رشتوں کی محرومی دی تھی وہاں نڈر اور خود اعتماد بنا دیا تھا۔وہ جان گئی تھی کہ دنیا میں اکیلے رہ جانے والوں کو اپنا راستہ خود تلاش کرنا پڑتا ہے۔انگلی پکڑ کر چلانے والا تو اب کوئی تھا نہیں لہذا وہ وقت سے پہلے ہی بہت سمجھ دار ہو گئی تھی۔

زوبیہ پھوپھو کی مہندی کا دن تھا وہ حویلی میں ہی آئی ہوئی تھی۔ یلو اور اولیو گرین امتزاج کا شادی کی مناسبت سے لباس پہنے۔شفاء کی فرمائش پر کانوں میں جھمکے ڈالے۔اپنے گھنے بالوں کی چوٹی بنائے ہلکی سی نیچرل کلر کی لپ اسٹک لگائے وہ عام دنوں سے ہٹ کر بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"منا یار پلیز چیک کر آؤ گی اماں جی کے کمرے سے کے پھوپھو کا سوٹ پریس ہو گیا ہے" شفاء جو کہ زوبیہ کو تیار کر رہی تھی عجلت میں بولی۔

"او کے ابھی جاتی ہوں" منا تیزی سے باہر نکلی۔سیڑھیاں اتر کر اماں جی یعنی چودھرائن کے کمرے میں گئی۔اپنی ہی دھن میں اندر آتے اس نے دیکھا ہی نہیں کہ بیڈ کے بائیں جانب رکھے صوفے پر شفاء کا بھائی بیٹھا تھا۔اندر آتے سامنے ہی پھوپھو کے کپڑے بیڈ پر پریس ہے نظر آئے۔اس نے جلدی سے اٹھائے۔

"سنو لڑکی" جیسے ہی وہ مڑی کسی نے اسے پکارا۔مڑ کر دیکھا تو شفاء کا بھائی تھا۔کچھ نیا نیا جوانی کا خمار چڑھا ہوا تھا۔

وہ اسکے قریب آیا۔

"میری دوست بنو گی" اس نے بلا تمہید اپنی خواہش کا اظہار کیا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اسکے سامنے یمینہ وڈان کھڑی ہے۔

" آپ کی اس خواہش پر سمجھ نہیں آرہا کہ آپ کی ذہنیت پر افسوس کروں یا آپکو اگنور کر کے چلی جاؤں " اسکے مضبوط لہجے نے شہاب کو لحظہ بھر کے لئے ساکت کیا۔

" ارے تم تو فلسفہ بول رہی ہو آئی لائک اٹ " اس نے اپنی حریص نگاہیں اس کے وجود پر گاڑیں۔

" نہیں میں صرف بولتی نہیں دماغ ٹھکانے بھی لگا دیتی ہوں " تیکھی نظروں سے کہتے ساتھ ہی وہ مڑ کر جانے لگی کے ہاتھ ایک سخت شکنجے میں آگیا۔

حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات سمیت اس نے جیسے ہی مڑ کر دیکھا شہاب کی جتاتی مسکراہٹ نے اسکا دماغ بھڑکا دیا۔

" عمل کرنے میں تو ہم بھی پیچھے نہیں " اسکے ہاتھ کی جانب اشارہ کیا جو شہاب کی آہنی گرفت میں تھا۔

یمینہ نے کپڑے وہیں پھینکے اور وہی ہاتھ گھما کر اسکے منہ پر جڑ دیا۔

" یقیناً میرا یہ عمل آپکو آئندہ لڑکیوں سے محتاط ہو کر بات کرنے پر مجبور کر دے گا۔ " یمینہ کی آنکھوں سے اس وقت چنگاریاں نکل رہیں تھیں۔ جیسے ہی شہاب کی گرفت اسکے ہاتھ پر کمزور پڑی وہ فوراً وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

شہاب کو تو یقین ہی نہیں ہوا کتنی دیر کوئی ایک کمی کمین کی بیٹی اس قدر نڈر بھی ہو سکتی ہے۔

اگلے دن یمینہ ہاسٹل شفٹ ہو گئی۔ اس نے شفاء کو بھی ہاسٹل کا نام نہیں بتایا۔

شہاب نے بہت مرتبہ اسکی کھوج لگائی مگر شفاء بھی اسکے بارے میں نہیں جانتی تھی۔ یمینہ کا کوئی کانٹیکٹ نمبر بھی اسکے پاس نہیں تھا۔

یونیورسٹی شروع ہونے سے کچھ عرصے پہلے ہی ایک دن شفاء نے بتایا کہ اس نے اپنی اسی دوست کو فیس بک سے سرچ کیا ہے اور اسکا کانٹیکٹ نمبر بھی لے لیا ہے۔

شفاء نے اسکی تصویر شہاب کو دکھائی تبھی یونیورسٹی میں اس دن وہ یمینہ کو پہچان گیا اور غصے میں وہ سب کہہ بیٹھا جس سے وہ دان بھڑک گیا۔ اب تو اس لڑکی سے نفرت کی شدت میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

☆......☆......☆

" ہیلو شہزادے کیا کر رہا ہے " وہ ابھی لیپ ٹاپ آن کر کے دو دن بعد والی اسائنمنٹ پر کام کر ہی رہا تھا کہ

انشال کی کال آگئی۔

"کچھ نہیں یار لیڈر شپ اسٹائلز والی اسائمنٹ پر کام کرنے ہی لگا تھا۔" اسکے جواب پر انشال نے برا سا منہ بنایا۔

"دفع کر ابھی اسے جلدی سے جس بھی حلیئے میں ہے فوراً میری طرف آجا مگر دھیان سے اب نیکر میں نہ آجائیں"

"کبھی کبھی تم بہت ہی چیپ جاک کرتے ہو" ودان نے اسکی بات پر بدمزہ ہوتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتا آفت کیا آئی ہے۔"

"ایسے ہی یار آؤٹنگ کروانی ہے تیری چل کپڑے چینج کر اور جلدی سے نکل آ۔" انشال کے اصرار کرنے پر وہ جلدی سے اٹھا ٹراؤزر اور ٹی شرٹ چینج کی کہ خلیل صاحب کی کال آگئی۔

"کیسے ہیں بابا"

"بالکل ٹھیک بیٹا ہم اگلے مہینے واپس آرہے ہیں" اس خبر نے تو اسکا موڈ اور بھی خوشگوار کر دیا۔

"گریٹ بابا"

"ہاں بیٹا آکر سب سے پہلا کام یمینہ کو ڈھونڈنے کا کرنا ہے" انکی اداس آواز پر اسکی نظروں کے سامنے ایک چہرہ لہرایا۔

"مل جائے گی بابا آپ پریشان نہ ہوں" اس نے انہیں تسلی دلائی۔

"میرے بیٹے کو کوئی اور تو نہیں پسند آگئی" انہوں نے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔

"بابا آپ تو اپنے بیٹے کو جانتے ہیں آپکی جان سے پیاری بیٹی کے لئے میں نے خود کو سب حسیناؤں سے بچا کر رکھا ہوا ہے" بابا کے کہنے پر اس نے جلے دل سے کہا۔

"ہاہاہا" اسکی بات پر وہ بے اختیار قہقہہ لگا اٹھے۔

"اوکے بیٹا گھر کو ذرا چیک کر لینا ان دنوں جا کر۔" اسے ہدایات دیتے ساتھ ہی انہوں نے فون بند کیا۔

اور وہ جو تیار ہو چکا تھا گاڑی کی چابی پکڑی اور انشال کی طرف چل پڑا۔

گاڑی اسکے گھر کھڑی کر کے وہ انشال کی ہی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ بلوٹی شرٹ اور جینز میں اپنے رف سے حلیئے کے باوجود وہ انتہائی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"یار کیا تو مجھے ڈنر کروانے لے جا رہا ہے یا ڈیٹ پہ" گاڑی پی سی کی طرف موڑتے دیکھ کر اس نے شرارت سے انشال کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں یار تو اندر چل بتاتا ہوں" انشال نے اب بھی راز راز ہی رہنے دیا۔

گاڑی پارک کر کے وہ پی سی کے لان میں پہنچے تو وہاں رنگ و بو کا سیلاب تھا۔

"انشال بکواس کر بھی دے اب" ودان نے اب جھنجھلا کر اس سے پوچھا۔

"یار چاچو کے آفس کا فنکشن تھا تو انہوں نے بلایا میں نے سوچا تجھے بھی لے جاؤں" انشال کے بتانے پر اب ودان نے اسے گھورا۔

"پہلے بک بک نہیں کر سکتا تھا۔ سب انکے آفس کے بندے ہیں۔ تو نے تو ہمیں عبداللہ بنا دیا جو پرائی شادی میں ناچ رہا ہے" ودان نے خفت سے کہا۔

"چپ کر آ تجھے چاچو سے ملواتا ہوں" انشال نے اسکی بات پر ہنستے ہوئے کہا۔

دور کھڑے اسے طاہر صاحب کسی لڑکی کے ساتھ کھڑے نظر آئے جو سکارف میں تھی۔

اتنے آزاد ماحول میں جہاں لڑکیاں فیشن کے نام پر خود کو عیاں کر رہیں تھیں۔ وہاں ایک سکارف اور متانت سے دوپٹہ اوڑھے ایک لڑکی لوگوں کو حیرت زدہ ہی کر رہی تھی وہ دونوں بھی حیران ہوئے۔ لڑکی کی انکی جانب پشت تھی سو وہ اسے دیکھ نہیں پائے۔

"اسلام علیکم چاچو" انشال کو قریب آتا دیکھ کر وہ بھی خوشگوار تاثرات سمیت انکی جانب بڑھے۔

"وعلیکم سلام کیسے ہو بچو اچھا کیا کہ آ گئے" طاہر صاحب ودان سے بہت اچھی طرح واقف تھے اسے بھی انشال کے ساتھ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

"آؤ بھئی تمہیں اپنے آفس کی سب سے جینئس بچی سے ملوائیں" ان کو کہتے ساتھ ہی انہوں نے اسی سکارف والی لڑکی کو آواز دی جو کسی اور سے باتیں کر رہی تھی۔

جونہی اس نے طاہر صاحب کی آواز پر مڑ کر دیکھا۔انشال اور ودان ایک لمحے کے لئے اپنی جگہ فریز ہوئے کیونکہ وہ کوئی اور نہیں یمینہ تھی۔

وہ متوازن چال چلتی ان تک آئی۔

"بیٹا یہ یمینہ سفیر ہے تین سال سے میرے آفس میں جاب کر رہی ہے اور آئیم امپریسڈ کے سٹڈیز بھی کرتی ہے اور پارٹ ٹائم جاب بھی۔" وہ اس سے بہت متاثر تھے۔

اس نے قریب آ کر دونوں کو سلام کیا۔

"ان سے تو ہم بھی امپریسڈ ہیں مجھے نہیں معلوم تھا جس کا ذکر آپ اتنے عرصے سے کر رہے تھے وہ ہماری یونی فیلو ہو گی" انشال نے خوشگوار حیرت سے کہا۔

"اوہ تو تم لوگ جانتے ہو" طاہر صاحب نے حیرت سے کہا۔

"جی سر یہ میرے کلاس فیلو ہیں" اب کی بار یمینہ نے کہا۔

ودان ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔

"گریٹ پھر تو تم ان کو کمپنی دو۔ایکسکیوز می بیٹا میں آتا ہوں" کہتے ساتھ ہی کسی کے بلانے پر چلے گے۔

زنک کلر کے سادہ سے ڈریس میں بھی وہ اپنی باوقار شخصیت کے ساتھ سب میں نمایاں لگ رہی تھی۔

"ویٹر جوس پلیز" اس نے پاس کھڑے ویٹر کو آواز دے کر ان دونوں کو جوس کے گلاس دینے کو کہا۔

"آپ کو یہاں دیکھنا تو پلیزینٹ سرپرائز ہی ہے" انشال نے بات کا آغاز کیا۔اسکی بات پر ایک ہلکی سے مسکراہٹ اسکے چہرے پر بکھری اسی وقت ودان کی نظر اسکی جانب اٹھی۔اس سے پہلے وہ ادھر ادھر دیکھ کر اسے اگنور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میرے لئے تو خیر یہ صرف سرپرائز ہے" اسکی بات پر ودان کی نظر اسکے تیکھے نقوش والے چہرے پر رکی۔

"ہمیں نہیں معلوم تھا آپ اتنی جینئس ہیں"

"شکر ہے آپ نے تو تسلیم کیا ورنہ بہت سے لوگ اتنے خود پسند ہوتے ہیں اور خود کو اتنا جینئس تصور کرتے ہیں کے اپنے سامنے کسی کو آگے بڑھتا دیکھ نہیں سکتے" اس نے ٹھنڈے لہجے میں کمپیرنگ والی بات کا بدلہ ودان

سے لیا۔

"افسوس کے کچھ لوگ جینئس تو ہوتے ہیں مگر کامن سینس سے بے بہرہ۔اور یہی خامی ان کی ذہانت پر پانی پھیر دیتی ہے "اب کی بار ودان نے اسے جتایا۔

نجانے کیوں مگر اس لڑکی کے چہرے پر غصے والے تاثرات دیکھنے میں اب اسے مزہ آتا تھا۔کیا کشش تھی وہ خود بھی انجان تھا۔وہ بار بار اس کے چہرے میں الجھتا تھا۔کسی اور کے چہرے کا عکس نظر آتا تھا۔مگر وہ کسی ثبوت کے بنا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ کوئی کرارا سا ودان کو جواب دیتی کسی نے اسے پکار لیا۔

وہ کچا چبانے والی نظروں سے ودان کو گھورتی ایکسیوز کرتی چلی گئی۔

اس نے اپنی مسکراہٹ بمشکل جوس کا گلاس پیتے چھپائی۔

"تم دونوں تیسری جنگ عظیم لا کر رہو گے "انشال نے تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

وہاں سے واپس آ کر اس نے کچھ سوچتے ہوئے انشال کو کال ملائی جو سونے کی تیاری کر رہا تھا۔

"یار اپنے چاچو کو کہہ کر مجھے یمینہ کا بائیو ڈیٹا پتہ کروا دو۔انکے پاس تو سب ریکارڈ ہوگا اس کا "اسکے ہیلو کے جواب میں ودان نے بنا کوئی تمہید باندھے کہا۔

"یا اللہ میں کیا کوئی خواب دیکھ رہا ہوں یا یہ حقیقت ہے۔۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے جسے کرارے جواب دیئے جا رہے تھے اسی کا پتہ کروایا جا رہا ہے۔بھائی تو کہیں گرا تو نہیں کیا پتہ کہیں سر پر چوٹ سے تیری یاداشت گم ہو گئی ہو "انشال کے مذاق پر وہ بھنایا۔

" بکواس کم اور جو کام کہا ہے وہ کرو"

"بیٹا ایسے تو نہیں کہیں آج فنکشن میں کیوپڈ کا تیر تو نہیں چل گیا۔یہ ایک گھنٹے میں ہی میرے یار کو کیا سے کیا ہو گیا۔مجنوؤں والی بو آ رہی ہے تیرے لہجے سے "اس نے پھر چھیڑا۔اب کی بار ودان بھی مسکرا دیا۔

" تجھے کیا تکلیف ہے سیدھا سا ایک کام کہا ہے"

" نہ بیٹا یہ معاملہ سیدھا نہیں شدید گڑبڑ والا ہے۔جلدی سے پہلے اسکے پیچھے چھپے راز پر سے پردہ اٹھا۔" وہ

بھی انشال تھا اسکی رگ رگ سے واقف۔

"یار تو مجھے جتنی جلدی اسکی انفو دے گا اتنی جلدی اس راز پر سے پردہ اٹھے گا اب تجھ پہ ڈیپنڈ کرتا ہے تو کتنی جلدی یہ راز جاننا چاہتا ہے" ودان نے ہوشیاری سے اسے پھنسایا۔

"بہت چیز ہے تو، صبح ہی تجھے بتاتا ہوں فکر نہ کر کتنی دیر بچے گا۔" انشال کی دھمکی پر اب کی بار اس نے قہقہہ لگایا۔

☆......☆......☆

اگلے دن ودان پہلے اپنے گھر گیا۔ وہ ایک فلیٹ لے کر اسی میں رہ رہا تھا۔ اتنے بڑے گھر میں گھر والوں کے بغیر رہنا اسے اچھا نہیں لگتا تھا۔ سوان کے جانے کے بعد شروع میں وہ ہاسٹلز میں رہا اور پھر کچھ عرصے بعد فلیٹ خرید لیا۔

وہ اور انشال اپنی فری لانسنگ کی ایک کمپنی چلاتے تھے جس میں وہ گرافک ڈیزائنگ سے متعلق پراجیکٹس کر کے اپنا خرچہ خود اٹھاتے تھے۔ اسکے علاوہ بی بی اے کے بعد انہوں نے کچھ کورسز ایسے کیئے کے پھر وہ موٹیویشنل سیمینارز مختلف یونیورسٹیز کے لئے کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ سے ذمہ دار تھا۔ لہذا بہت جلدی اس نے خود کو اسٹیبلش کرنے کا سوچا۔

اب اس نے انشال کے ساتھ بزنس کا پلین کیا تھا۔ ٹینڈرز انہیں مل چکے تھے۔ خلیل صاحب نے بھی اپنا سرمایہ اس کو اپنے بزنس میں انویسٹ کرنے کا کہا۔

انہوں نے آفس لوکیشن دیکھ رکھی تھی۔ اب مسئلہ مارننگ میں آفس کو دیکھنے کا تھا۔ مگر اب خلیل صاحب کی واپسی کا سن کر وہ مطمئن ہو گیا تھا کہ مارننگ میں وہ اور ایوننگ میں انشال اور وہ خود آفس کو دیکھ لیں گے۔

کچھ عرصہ پہلے ہی اس نے اپنا گھر کرائے داروں سے خالی کروایا تھا۔

وہاں تھوڑی بہت مرمت کروانے کا کام تھا۔ ابھی وہ اپنے ایک دوست کا نمبر ڈھونڈ ہی رہا تھا جس سے گھر کی رینویشن کروا دے کہ انشال کی کال آئی۔

"میں نے جان بوجھ کر فون لیٹ کیا ہے" انشال کی شرارتی آواز پر وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"چلو اب جلدی سے بتاؤ کیا انفارمیشن ملی ہے" اس نے کوشش کی کہ وہ اپنا لہجہ تھوڑا سرسری رکھے۔

"اوئے ہوئے رومیو" انشال نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔اور پھر جو انفارمیشن انشال نے بتائی اسکے بعد کسی شک کی گنجائش نہیں تھی کہ یمینہ ہی اسکی منا ہے۔وہ پہلے ہی دن اسکے نام پر چونکا ضرور تھا اسکے چہرے میں بھی کوئی عکس نظر آتا تھا۔مگر تب کی دو چٹیا کرنے والی منا اور اب کی اسکارف میں لپٹی۔خوبصورت نقوش والی یمینہ میں بہرحال بہت فرق تھا۔ مگر کچھ دن تو اس نے خود کو جھٹلایا پھر آخر ایک دن ایڈمن آفس جا کر اسکی معلومات لینی چاہئیں تو ان لوگوں نے بتانے سے انکار کر دیا کہ اس طرح وہ کسی کی انفارمیشن لیک نہیں کرتے۔

اور کل رات یہ جان کر کہ وہ انشال کے چچا کے آفس میں کام کرتی ہے اس نے وقت ضائع کیے بغیر اسکی معلومات لینے کا سوچا وہ جانتا تھا کہ انشال یہ کام آسانی سے کروا لے گا۔اور وہی ہوا۔

"چل اب یہ بتا کہ ماجرا کیا ہے" وہ جانتا تھا اب تو انشال آسانی سے اسے چھوڑنے والا نہیں۔

"ماجرا یہ ہے کہ وہ تمہاری بھابھی ہے" ودان نے شرارتی لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہا ہے کہیں رات میں کوئی خواب واب تو نہیں دیکھ لیا۔وہ تجھے گھاس نہیں ڈالتی تو اسے میری بھابھی بنانے پہ تلا ہے۔" وہ جانتا تھا کہ انشال کو یقین نہیں آئے گا۔

"کیونکہ وہ جانتی ہے کہ میں گھاس نہیں کھاتا" یہ کہتے ساتھ ہی اس نے اپنے نکاح کی کہانی اسے کہہ سنائی۔

"یار یہ تو عجیب ہی کہانی ہوگئی ہے۔۔۔۔ اسے یاد ہوگا۔"

"یاد ہونا تو چاہیے کیونکہ وہ اتنی چھوٹی نہیں تھی کہ یاد نہ رہے۔"

"تو اب دو دلوں کا ملن کیسے ہوگا"

"یار ایک تو تم یہ انڈین موویز دیکھنا بند کر دو۔۔۔ سیریسلی اتنے چیپ ڈائیلاگز بولتے ہو"

ودان نے اکتاہٹ سے کہا۔

"یار ابھی بابا آرہے ہیں بلکہ سب واپس آرہے ہیں نیکسٹ منتھ انکو بتاؤں گا پھر کچھ دیکھتے ہیں" ابھی تو وہ خود اس حقیقت پر کچھ حیران تھا۔

"چل یار بیسٹ آف لک۔۔۔ ثمین کو بتا دوں" ثمین اور انشال کی خاموش محبت سے وہ واقف تھا۔دونوں

ایک دوسرے کو پسند تو کرتے تھے مگر ابھی کہنے کی ہمت نہیں تھی۔

"جی نہیں ابھی صبر لڑکیاں ویسے بھی ہلکے پیٹ کی ہوتی ہیں جتنا مرضی منع کر لو آگے بات پہنچانی ہی ہوتی ہے۔ابھی ویٹ کرواہی تو مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی کیسے ری ایکٹ کروں وہ جو کل تک دشمن اول تھی۔اب۔۔"

"اب دشمن جان بن گئی ہے" انشال نے اسکی بات اچکتے ہوئے کہا۔ودان بھی ہنس پڑا۔

"جی نہیں ابھی تنا بھی رومیو نہیں بنا" اس نے انشال سے زیادہ شاید خود کو جھٹلایا۔دل اسکی جانب کیوں کھنچتا تھا یہ آج اسے اندازہ ہوا۔اللہ نے تو اتنا پیارا رشتہ انکے مابین بنایا تھا وہ جو اسکی محرم تھی تو پھر کیوں نہ وہ اسکی جانب متوجہ ہوتا۔

انشال کا فون بند کر کے وہ گھر کے لان میں آ کھڑا ہوا۔

بے ترتیب سوچیں تھیں۔دل عجیب سی لے پر دھڑک رہا تھا۔اس نے نکاح کے بعد سے بار بار خود کو صرف یہی باور کروایا تھا کہ وہ کسی کی امانت ہے اور اسے کبھی بھی کہیں بھی اس میں خیانت نہیں کرنی۔اسے امید تھی کہ کبھی نہ کبھی وہ اسے ضرور ملے گی۔اسے یمینہ سے کوئی افلاطونی محبت نہیں تھی۔ہاں مگر اللہ کے بنائے ہوئے اس رشتے کا پاس ضرور تھا جو انکے مابین تھا۔

☆......☆......☆

"اسلام علیکم سوری تھوڑا لیٹ ہو گئی راستے میں رش بہت تھا" وہ بیک اسٹیج آئی جہاں ودان بیٹھا موبائل ہاتھ میں لئے ریلیکس انداز میں بیٹھا تھا۔بلیک ڈنر سوٹ میں وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک ہی ٹائی لگائے وہ واقعی یونی کا چارمنگ بوائے لگ رہا تھا۔

"میک اپ کرنے میں اتنا ٹائم ویسٹ نہیں کرنا تھا نا" ایک نظر یمینہ کو دیکھا جو خود بھی بلیک نیٹ کے ڈریس میں بلیک ہی اسکارف لئے دمک رہی تھی۔اس کے چہرے سے نظر پھیر کر وہ واپس موبائل کی جانب متوجہ ہوا۔

اس تعلق کے پتہ لگنے کے بعد یہ اسکی اس سے پہلی ملاقات تھی۔پچھلے کچھ دن ہو نہیں آ سکا تھا گھر کی رینویشن میں بزی تھی۔

سر کو بھی معلوم تھا کہ کمپیرنگ میں اسے کوئی مشکل نہیں ہو گی لہذا انہوں نے اسے کچھ نہیں کہا۔

"اس بات پر نو کمنٹس۔ اور دو دن سے آپ کہاں تھے اتنی مشکل سے تیاری کی میں نے ایٹ لیسٹ فائنل ریہرسل تو اکٹھے کر لیتے۔ اب اگر کہیں کچھ خراب ہوا تو اسکے ذمہ دار آپ ہوں گے۔" اس نے چڑ کر کہتے ہوئے کہا۔

"آپ تو بہت جینئس ہیں" اس نے مسکراہٹ ہونٹوں میں دباتے ہوئے گویا اسے چھیڑا۔ ایک عجیب سا استحقاق وہ محسوس کر رہا تھا اسکے لئے۔

"الحمد اللہ! میری تیاری تو بہت اچھی ہے جو لوگ اوور کانفیڈینٹ ہوتے ہیں ڈرنا ان کو چاہئے" ودان کو اسکی تیاری پر جتاتے ہوئے وہ دور پڑی ایک کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔

جیسے ہی سر نے انکو اسٹیج پر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں بیک اسٹیج سیڑھیاں چڑھنے لگے کہ یکدم یمینہ کا پاؤں لڑکھڑایا۔ ودان کی ساری توجہ اسکی جانب نہ ہوتی تو یقیناً وہ زمین بوس ہو جاتی۔ ودان نے فوراً اسکا بازو تھام کر اسے گرنے سے بچایا۔

"مس اوور کانفیڈنٹ دھیان سے" اسے ودان کی سرگوشی نما آواز آئی تو جھٹکے سے بازو چھڑایا۔

مائیک تک جاتے اسے کچھ لمحے لگے اپنا اعتماد بحال کرنے میں۔

"کتنے کیوٹ لگ رہے ہیں دونوں اکٹھے" ثمین جو انشال کے ساتھ بیٹھی ان دونوں کو اسٹیج پر بولتا دیکھ رہی تھی سرگوشی نما آواز میں بولی۔

"ہمارے بارے میں کچھ کہا آپ نے" انشال سمجھ تو گیا تھا کہ کس کے بارے میں بات ہو رہی ہے پھر بھی معصوم بن کر اپنا تذکرہ چھیڑا۔ لائٹ پیچ فراک اور چوڑی دار پاجامے میں سجی بنی ثمین آج اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

"جی نہیں ان دونوں کی بات کی ہے" انشال کو گھورتے بولی۔ جو بلیک ڈنر سوٹ میں بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"آپ دونوں ہر وقت مرچیں کیوں چباتی ہیں" انشال نے اسے نظروں کے حصار میں رکھا۔

"کیونکہ آپ چاکلیٹ بہت زیادہ کھاتے ہیں" اسکا طنز سمجھتے ہوئے اس نے قہقہہ لگایا۔ سامنے کوئی پرفارمنس چل رہی تھی لہذا شور کے باعث کسی اور تک اسکی آواز نہیں گئی۔

"میں تو ہوں ہی بہت سویٹ مجھے چاکلیٹ کھانے کی زیادہ ضرورت نہیں"

"ایک بات پوچھ سکتا ہوں۔" اس نے اپنی گہری نظریں اس کے صبیح چہرے پر جماتے ہوئے پوچھا۔

"خیال سے سوال زیادہ پرسنل نہ ہو" اسکی نظروں کا مفہوم وہ سمجھ رہی تھی۔

"میں نے کبھی کسی سے فلرٹ نہیں کیا۔ میں نے اور ودان نے بہت صاف ستھری زندگی گزاری ہے۔ سو میں زیادہ بات کو گھما پھرا کر کرنے کا قائل نہیں۔ کیا کوئی گنجائش نکل سکتی ہے کہ میں اپنے پیرنٹس کو آپکے گھر بھیجوں" اس کی بات پر ثمین کے چہرے پر جتنے رنگ بکھرے انشال کے لئے انہیں شمار کرنا مشکل ہو گیا۔

"جی" بہت دقت سے وہ بولی۔ انشال نے پرسکون سانس لی۔

"تھینکس" بمشکل اسکے چہرے سے نظریں ہٹاتے ہوئے اس نے کہا۔

شو بہت اچھا ہو گیا۔ وہ دونوں اکٹھے آئے تھے سو واپس بھی اکٹھے جا رہا تھے۔ واپسی کے راستے پر انشال نے ودان کو بتایا کہ اس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں ثمین کو پرپوز کر دیا ہے۔

"تیری تیزیاں میرے سامنے تو کبھی کنفیس نہیں کیا اور اسے پرپوز بھی کر دیا اور خیر سے تجھے یہی جگہ ملی تھی پرپوز کرنے کو" ودان نے اسے تاسف سے دیکھا۔

"اگر میں اکیلے میں ایسی کوئی بات کرتا تو جتنی جنگجو یہ دونوں ہیں میرا سر سلامت نہیں رہتا۔ اسی لئے میں نے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جہاں میں سیف رہوں۔۔ میرے خیال میں محبت جگہ اور وقت کا تعین کیئے بنا ہوتی ہے اور جب ہوتی ہے تو اسے پانے کے لئے دیر نہیں کرنی چاہئیے اور ویسے بھی میری تو بات چھوڑ تو نے کون سا ابھی کنفیس کیا ہے" انشال نے اسے گھیرتے ہوئے اپنی فیلنگز بھی بتائیں۔

"میں نے ابھی تک اسکے لئے ایسا کچھ فیل ہی نہیں کیا" ودان نے فوراً کہا۔

"بیٹا تیری رگ رگ سے واقف ہوں۔ اتنی جلدی تو کہاں کسی پر کھلتا ہے" انشال کی بات پر وہ خاموش ہی رہا اور پھر یکدم ہاتھ بڑھا کر اسٹیریو آن کیا۔

Sleeping at last

کا سانگ لگا ہوا تھا۔ اسے سنتے کچھ دیر پہلے یمینہ کے گرنے اور اسے تھام لینے کا منظر اسکی آنکھوں کے

I'vewaitedahundredyears

ButI'dwaitamillionmoreforyou

Nothingpreparedmefor

Whattheprivilegeofbeingyourswoulddo

IfIhadonlyfeltthewarmthwithinyourtouch

IfIhadonlyseenhowyousmilewhenyoublush

Orhowyoucurlyourlipwhenyouconcentrateenough

WellIwouldhaveknown

WhatIwaslivingforallalong

WhatI'vebeenlivingfor

Yourloveismyturningpage

Whereonlythesweetestwordsremain

IsurrenderwhoI'vebeenforwhoyouare

Fornothingmakesmestrongerthanyourfragileheart

IfIhadonlyfelthowitfeelstobeyours

WellIwouldhaveknown

WhatI'vebeenlivingforallalong

WhatI'vebeenlivingfor

http://sohnidigest.com

عجیب سا احساس تھا جسے وہ کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا

☆......☆......☆

اگلے دن جیسے ہی وہ یونیورسٹی آئی بینرز دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔ جگہ جگہ لڑکے سر پر کالی پٹیاں باندھے کھڑے تھے۔

"یہ آج کیا ہو رہا ہے" لان میں ہی ثمین نظر آ گئی۔ یمینہ اسکی جانب بڑھتے ہوئے بولی۔

"یار آج اپوزیشن لیڈر نے یونیورسٹی آنا ہے اور کوئی جلسہ کرنا ہے اسی کی تیاری ہو رہی ہے۔" ثمین کو بھی کچھ دیر پہلے ہی معلوم ہوا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آج کلاسز نہیں ہوں گی" اس نے مایوسی سے کہا۔

"پتہ نہیں یار چلو اندر کسی سے چل کر پوچھتے ہیں" کہتے ساتھ ہی وہ جونہی اسکا ہاتھ پکڑ کر اندر کی جانب بڑھی انشال سامنے سے آتا ہوا نظر آیا۔ ثمین نے اس سے آنکھیں چرائیں جس کی آنکھیں اسے دیکھ کر چمک اٹھی تھیں۔

"کیسی ہیں آپ لوگ" مسکراتے ہوئے اس نے دونوں کو مخاطب کیا۔

"ہم تو ٹھیک ہیں یہ آج جو ایکٹویٹی ہو رہی ہے تو کیا کلاسز ہوں گی"

"جی ہاں کیونکہ ابھی تو کلاسز آف ہونے کا کوئی نوٹس نوٹس بورڈ پر نہیں لگا۔ میرے خیال میں تو ہوں گی۔" اس نے یمینہ کو دیکھتے ہوئے بتایا۔

"آج ویسے یاجوج ماجوج کی جوڑی کیسے ٹوٹ گئی" یمینہ کی بات پر انشال نے قہقہہ لگایا۔

"اس میں یاجوج کون ہے اور ماجوج کون" اس نے بھی شرارتی انداز میں پوچھا۔

"یہ ریسپانسیبلٹی میں نے آپکو دی آپ جو چاہے بن جائیں" یمینہ نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"شکر کریں وہ ہے نہیں اگر وہ آپکے نادر خیالات سن لے تو آپکی خیر نہیں" ایسی ہی باتیں کرتے وہ کلاس میں داخل ہوئے۔

تین کلاسز کے بعد بارہ بجے کے قریب ٹیچرز نے کہہ دیا کہ اگلی کلاسز نہیں ہوں گی۔

"چلیں آپ دونوں کو چھوڑ آتے ہیں" انشال نے کلاس سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس وقت تو میرا ڈرائیور بھی نہیں ہوگا سو ہمیں اب آپ سے لفٹ ہی لینی پڑھے گی۔" شین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ودان بھی پاس ہی کھڑا ہوا تھا۔

"میں اپنی دو بکس کل لائبریرین کے پاس رکھوا کر گئی تھی اگر آپ لوگوں کے پاس ٹائم ہو تو پلیز میں لے آؤں" اس نے انشال سے پوچھا۔

"ہاں ہاں پلیز آپ لے آئیں۔" انشال کی اجازت ملتے ساتھ ہی وہ لائبریری کی جانب مڑی۔

کاریڈورز بالکل سنسان تھے سب سٹوڈنٹس جا چکے تھے۔وہ تیزی سے لائبریری کی جانب بڑھی۔

اندر گئی تو کوئی بھی نظر نہیں آیا۔وہ جھنجھلاتی ہوئی جیسے ہی لائبریرین کے آفس کی جانب بڑھی کہ شاید وہ یہاں بیٹھا ہو اسے اپنے پیچھے کلک کی آواز آئی۔ اس نے جیسے ہی مڑ کر دیکھا شہاب کھڑا اسکی جانب حریص نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

یمینہ نے تیزی سے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو غیر مکانئی انداز میں پیچھے کرتے ہوئے اندازے سے کالز لاگ اوپن کیا۔اس نے کچھ دیر پہلے ہی شین کو کال ملائی تھی۔لہذا اس نے اندازے سے انگوٹھے سے پہلی کال کو پریس کر دیا۔

"دروازہ کھولو" وہ لہجہ مضبوط کرتے ہوئے بولی۔

" آج تو یہ دروازہ تب ہی کھلے گا جب تم میرے ساتھ اپنا کوئی تعلق واضح کرو گی" اسکے گھٹیا مطالبے کا مطلب سمجھتے ہوئے اسکی حقیقی معنوں میں جان نکلی۔

"دیکھو تمہارے اس تھپڑ کا بھی میں کوئی بدلہ نہیں لوں گا جس کی تپش آج بھی مجھے اپنے گال پر اسی طرح محسوس ہوتی ہے جیسی اس دن محسوس ہوئی تھی۔بس تم میری محبت کا جواب محبت سے دے دو" اسکے قریب آتے ہوئے وہ بولا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا میری زندگی میں کسی مرد کی کوئی گنجائش نہیں ہے" اس نے اسے ہاتھ کے اشارے سے وہیں رکنے کا کہتے ہوئے سختی سے کہا۔

"تیری تو۔۔۔" اس سے پہلے کے وہ کوئی عملی کاروائی کرتا۔دروازہ زور سے دھڑ دھڑانے کی آواز آئی۔

"دیکھو اگر تم نے کسی کو بتایا کہ میں نے یہ سب جان کر کیا ہے تو یاد رکھنا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کس ہاسٹل میں رہتی ہو اور کس آفس میں کام کرتی ہو تمہیں اٹھوانا میرے لئے کوئی مشکل نہیں۔" ہونٹ بھینچتے ہوئے وہ جلدی جلدی بولا۔

جیسے ہی اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا ودان نے اندر آتے ہی اسے گریبان سے پکڑا۔

"میں نے تمہیں وارن کیا تھا نہ کہ اس سب کو اتنا مت بڑھاؤ" وہ غصے سے اسے دھکیلتا ہوا ٹیبل کی جانب لے گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو میں نے کچھ نہیں کیا غلطی سے دروازہ بند ہو گیا تھا۔۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا ودان نے ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر مارا۔

"بکواس مت کرو میں سب کچھ سن چکا ہوں" اس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے شیٹن کا فون آگے کیا جس پر یمینہ کی کال ابھی بھی آئی ہوئی تھی۔

شہاب اپنی جگہ چور سا بن گیا۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا اس سب کو اس نہج پر لے کر مت جاؤ کہ میں تمہارے پول کھول دوں مگر اب مجھے لگ رہا ہے کہ یہ سب ناگزیر ہو گیا ہے" ودان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تو علاج میں جلد کرواتا ہوں۔۔۔۔ چلیے" اسے دھکا تے ہوئے اس نے یمینہ کو چلنے کا اشارہ کیا۔

"کہاں چلنا ہے ابھی" انشال نے گاڑی چلاتے ہی ودان سے پوچھا۔

"ابھی تو ان کو بھی میرے فلیٹ پر لے کر چلو" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

وہ یمینہ سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا اور وہ اکیلی کبھی اسکے فلیٹ نہ جاتی لہذا اسے یہ قدم اٹھانا پڑا۔ شہاب کی باتوں سے اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ یمینہ سے اسے کوئی خار تھی جس کی بدلہ وہ آج لینا چاہتا تھا۔ یمینہ کی حاضر دماغی نے نہ صرف اسے بچایا تھا بلکہ ودان کی عزت کو بھی بچا لیا تھا۔

یمینہ نے گو کہ بہادری کا مظاہرہ تو کر دیا تھا مگر وہ ابھی تک شاکڈ تھی۔ دل میں ودان کو دیکھ کر کسی خواہش نے

شدت سے سر اٹھایا مگر اس نے خود کو جھٹلایا۔وہ آج خود کو بہت تنہا محسوس کر رہی تھی۔دو آنسو اسکی آنکھوں سے گر کر ہتھیلی پر پڑے۔

سب اس وقت خاموش اور شاکڈ تھے۔

ان سب کی یہ خاموشی ودان کے فلیٹ میں آنے تک نہیں ٹوٹی۔

ودان نے سب کو لاؤنج میں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود ان کے لیئے جوس نکال کر لایا۔

یمینہ کی جانب گلاس بڑھانے کے بعد اسکے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"وہ کس تھپڑ کی بات کر رہا تھا کیا ہوا تھا اس یونیورسٹی سے پہلے ایسا کیا ہوا تھا کہ اس نے آپ سے بدلہ لینے کا سوچا" ودان نے یمینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا بہت ہی پرسنل معاملہ ہے آپکا شکریہ کہ آپ نے میری مدد کی مگر اس سے آگے میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی۔میں کیوں بتاؤں" اس نے حیرت سے ودان کو دیکھتے ہوئے کہا۔ان کے درمیان کبھی بھی اتنی بے تکلفی نہیں رہی تھی کہ وہ اس سے اپنے مسئلے شئیر کرتی۔

"بتانا تو آپکو پڑے گا۔کیونکہ آپ کا اور میرا کچھ بھی پرسنل نہیں" اس نے سنجیدگی سے کہتے اسے کچھ باور کروانا چاہا۔

کہنا کیا چاہتے ہیں آپ" اس نے بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو نکاح ہمارے درمیان اتنے سال پہلے ہوا تھا اس نے مجھے یہ حق دیا ہے کہ میں آپ سے آپکی زندگی کے بارے میں ہر طرح کا سوال کر سکتا ہوں" ودان کے مضبوط لہجے نے نا صرف یمینہ کو ہلا کر رکھ دیا بلکہ شئین کو بھی چونکا دیا۔

تو کیا وہ شک جو اس کے نام سے اسے ہوا تھا وہ شک نہیں حقیقت تھی۔جس وقت اس نے آخری مرتبہ ودان کو دیکھا تھا تب وہ سکول بوائے تھا۔تب کے ودان میں اور اب کے ودان میں زمین آسمان کا فرق تھا۔کلین شیو تھا۔اور پتلا سا جسم جیسے عموماً اتنی عمر کے لڑکوں کا ہوتا ہے۔حتیٰ کہ آواز کے وکلو بھی تب بدل رہے تھے۔ اسی لئے وہ اسے پہچان ہی نہیں پائی۔ ویسے بھی نکاح سے پہلے بھی ان کی کبھی آپس میں نہیں بنی تھی۔

وہ تو حیرت سے کچھ بول ہی نہیں پائی۔

"یہ سب کیا ہے۔کس کا نکاح اور۔۔۔" ثمین بھی بے پناہ حیرت کا شکار تھی۔یمینہ نے تو کبھی اسے اپنے نکاح کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔اس نے حیران نظروں سے انشال کی جانب دیکھا جس کا چہرہ پر سکون تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ سب کچھ جانتا تھا۔

"مجھے بھی کچھ دن پہلے پتہ چلا ہے کہ جس رات آپکے آفس کے ڈنر پر میں اور انشال آئے تھے۔اسی رات میں نے انشال کو آپکی انفارمیشن پتہ کروانے کا کہا تھا۔

اسکے چچا نے آپکا سارا بائیو ڈیٹا بتا دیا اور وہ شک جو پہلے دن آپکا کلاس میں نام سن کر ہوا تھا وہ یقین میں بدل گیا۔کیا آپکو کبھی میرے نام پر شک نہیں ہوا تھا۔" ودان نے سب حقیقت بتاتے اس سے پوچھا۔آج تو اسکے لہجے کا انداز ہی اور تھا۔

"مجھے بھی ہوا تھا۔لیکن آپ اتنے چینج ہو چکے ہیں کہ بس ایک شک ہی رہا۔میں نے سوچا ضروری تھوڑی ہے کہ ایک آپ ہی دنیا میں ودان خلیل ہوں ہو سکتا ہے کوئی اور ہو۔اور میں کیسے بنا تصدیق کے ایک بندے سے جا کر پوچھ لیتی کہ آپ ہی میرے چچا کے بیٹے ودان ہیں" اس نے سر جھکائے سادگی سے کہا۔

"اب کوئی مجھے بھی کچھ بتائے گا یا میں بے وقوفوں کی طرح آپ تینوں کو دیکھتی رہوں" ثمین کو اپنے بے خبر ہونے کا غصہ تھا۔

انشال نے اسے غصے سے تلملاتے دیکھ کر ودان اور یمینہ کے نکاح کی ساری بات بتائی۔

"یا اللہ کتنی بے وفا دوست ہو کبھی جو تم نے مجھے ہوا لگنے دی ہو" اب اس نے غصے سے یمینہ کو دیکھا۔

"سوری یار" وہ تو ابھی تک خود بے یقین تھی کہ جس رشتے کی ملنے کی آس وہ کھو بیٹھی تھی وہ اچانک سے ودان کے روپ میں سامنے آ گیا تھا۔

"آپ کے چچا آپکو کہاں لے گئے تھے میں آپکے آبائی گاؤں تک آپ لوگوں کا پتہ کرنے آیا تھا" ودان نے پھر سے سوالات کا سلسلہ شروع کیا۔

اور یمینہ نے اسے ساری کہانی بتائی کے کیسے وہ اپنے چچا اور دادی کے ساتھ شہاب کے گاؤں پہنچی۔

"اور یہ تھپڑ والا کیا سین تھا" اب وہ دوبارہ اسی بات کی جانب آیا۔

یمینہ نے اسے زوبیہ پھوپھو کی مہندی پر ہونے والے اس ناخوشگوار واقعے کی تفصیل بتائی۔

ودان نے غصے اور غیرت سے اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچیں۔

"اس کا کچھ کرنا پڑے گا" اس نے انشال کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

" کرتے ہیں تو ٹینشن نہ لے" اس نے ودان کو تسلی دلائی۔ اس کے والد کا بہت اوپر تک اثر ورسوخ تھا۔ اب ان سے مدد لینی ناگزیر ہو گئی تھی۔

" چچا، چچی سب کیسے ہیں" حیرت سے نکل کر جب وہ کچھ باہر آئی تو یکدم یمینہ کو سب کا خیال آیا۔

" بالکل ٹھیک ہیں اگلے مہینے پاکستان شفٹ ہو رہے ہیں۔ میں نے ابھی ان کو کچھ نہیں بتایا آپکے بارے میں۔ سرپرائز دوں گا آپکو ساتھ گھر لے جا کر۔" ودان نے ہلکی سی مسکراہٹ سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا کیا نہ یاد آیا تھا اسے۔ مصباح چچی اور خلیل چچا کی تو وہ جان تھی۔ پرانی یادیں آنسو بن کر اسکی آنکھوں سے بہنے لگیں۔

ثمین جو اسکے قریب ہی بیٹھی تھی یکدم اسے ساتھ لگا لیا۔

" کیا ہے آپ نے میری دوست کو رلا دیا۔" ثمین نے مصنوعی خفگی سے ودان کو گھورا۔ جو خود بھی سفیر چچا کو یاد کر کے جذباتی ہو گیا تھا مگر مرد تھا نہ رو نہیں سکتا تھا۔

خاموشی سے نظریں جھکا کر بیٹھ گیا۔ پھر بے بسی سے روتی ہوئی یمینہ کو دیکھا انکے درمیان ابھی بھی اتنے خوشگوار تعلقات نہیں رہے تھے کہ وہ اسکے پاس بیٹھ کر اسے چپ کرواتا۔

"اچھا سنیں" یکدم انشال کی آواز آئی۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھی آنسو صاف کیئے۔ آنکھیں جھکی ہوئی ہی تھیں۔

"اب میں آپکو بھابھی کہہ سکتا ہوں" اس نے شرارتی لہجے میں یمینہ کو مخاطب کرتے ماحول کو بہتر کرنا چاہا۔

"جی نہیں" ودان کے سامنے بیٹھ کر اسکا شرمانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"اوکے" اس نے ہنستے ہوئے ودان کو ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "بیٹا ابھی دال نہیں گلنے والی"

"اور پلیز ابھی یہ بات صرف ہمارے درمیان رہے یونیورسٹی میں کسی کو پتہ نہ چلے میں سکون سے ابھی پڑھنا

چاہتی ہوں" اس نے سب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہم کون سا اشتہار لگانے جا رہے ہیں۔ میں بھی ابھی یہ سب افورڈ نہیں کر سکتا" ودان نے برا مناتے ہوئے کہا وہ دونوں واپس اپنے خول میں سمٹ گے۔

ویسے واقعی ودان بھائی کیا آپ اتنے ہی چینج ہو گے کہ یمینہ آپکو پہچان نہیں سکی۔ثمین نے حیرت سے پوچھا۔

" اسکی جوانی کی تصویریں دیکھ کر تو میں بھی حیران رہ گیا تھا۔ پورا چھلا ہوا آلو تھا" انشال کی بات پر یمینہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی۔

" کوئی اور بکواس رہ گئی ہے تو وہ بھی کر دے" یمینہ کی مسکراہٹ نے جلتی پر تیلی کا کام کیا۔

" چلیں اب آپ دونوں کو گھر ڈراپ کر آؤں اور اپنے متوقع سسرال کا پتہ بھی کر آؤں" وہ جو انشال کی بات پر اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی یکدم حیرت سے اسکی جانب دیکھنے لگی۔

" انشال" ثمین انشال کی شرارت پر یکدم چیخی۔

" ابھی ایسا کچھ نہیں ہوا" اس نے انشال کی مسکراتی نظروں سے نروس ہوتے ہوئے کہا۔ ودان اور انشال ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسے۔

" کیا کہہ رہے ہیں" یمینہ نے حیرت سے انہیں اور پھر ثمین کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا۔

" آپ چلیں میں راستے میں آپکو بتاتا ہوں" انشال نے بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

" تو آج بی جمالو کا رول پلے کرے گا"

" ہاں نہ ابھی دونوں سکھیوں کی لڑائی کرواؤں گا" ودان کی بات پر اس نے بھی شرارتی لہجے میں کہا۔

" جی نہیں یمینہ کبھی بھی مجھ سے نہیں لڑے گی" ثمین نے مضبوط لہجے میں کہا۔

" وہ تو ابھی پتہ چل جائے گا"

" آپ سب کی باتیں سنتے ایسا محسوس ہو رہا ہے کسی ایلین زبان میں بات کر رہے ہیں کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا مجھے" یمینہ نے اپنی لاعلمی پر انہیں لتاڑا۔

"بتاتا ہوں" انشال نے انہیں چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر واقعی سارے راستے ان دونوں کی لڑائی ہوئی اور انشال محظوظ ہوتا رہا۔

☆......☆......☆

اور اس دن کے بعد سے وہ دونوں یونیورسٹی میں ویسے ہی رہے ایک دوسرے سے خار کھائے ہوئے۔ اس رشتے کی حقیقت کو دونوں ماننے میں متعامل تھے یا پری ٹینڈ کر رہے تھے۔ یہ دونوں نہیں جانتے تھے۔ ہاں اتنا ضرور ہوا تھا کہ دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ اپنا موبائل نمبر ایکسچینج کر لیا تھا۔

اسی میں مہینہ کیسے گزرا پتہ ہی نہیں چلا اور خلیل صاحب اور انکی فیملی کے واپس آنے کا دن قریب آ گیا۔

رات میں وہ ہاسٹل کے کمرے میں بیٹھی اسائمنٹ بنا رہی تھی کہ موبائل پر ڈریگن کالنگ کا نام بلنک ہونے لگا۔ اس نے ودان کا نام ڈریگن کے نام سے سیو کیا ہوا تھا۔

"ہیلو" اس نے کچھ حیران ہوتے چھٹی بیل پر فون اٹھایا کیونکہ ودان نے اتنے دنوں میں کبھی اسے کال یا کوئی میسج نہیں کیا تھا۔ جس طرح وہ اسے اگنور کرتا تھا وہ اس سے زیادہ اسے اگنور کرتی تھی۔

" کل سب واپس آ رہے ہیں۔ آپ چلیں گی میرے ساتھ انہیں ریسیو کرنے" نا جانے دل میں کیا آیا کہ ودان نے اسے ساتھ لے جانے کا سوچا۔

" آپکو پوچھنا نہیں چاہیے تھا بس کہہ دیتے کے میں اس ٹائم پر آ رہا ہوں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ چچا چچی سے ملنے کے لئے میں کبھی انکار کرتی" انکے مابین رشتے نے تو نہیں ہاں مگر انکے ساتھ جڑے کچھ رشتوں نے انکے درمیان ایک مان کا رشتہ ضرور برقرار رکھا تھا۔

" کیا مجھے ایسا کوئی حق ہے" ودان کے سوال پر پہلی مرتبہ اسکا دل اس رشتے کی حقیقت کو مانتے ہوئے دھڑکا۔ مگر اس نے سختی سے اپنے دل کو سمجھایا۔ اس نے کبھی اس رشتے کو اس انداز میں سوچا ہی نہیں تھا جس میں عام لڑکیاں سوچتی ہیں یا پھر لڑکی ہو کر بھی اسکے اندر چونکہ لڑکیوں والی کوئی بات نہیں تھی لہذا وہ ایسا کچھ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ یا پھر وہ ابھی ودان کی اپنے لئے فیلنگز سے بھی بے خبر تھی نہ اس نے کبھی کوئی ایسا احساس دلایا تھا وہ ویسا ہی اجنبی تھا جیسے اس رشتے کو جاننے سے پہلے تھا تو پھر وہ لڑکی ہوتے ہوئے اپنی نسوانیت کو کیسے نیچا کرتی۔

وہ بری طرح کنفیوز تھی اس رشتے کو لے کر۔

"کس وقت جانا ہے" اس نے ودان کے سوال کو نظر انداز کیا۔

"میں صبح سات بجے آپکو پک کرنے آجاؤں گا۔اپنے ہاسٹل کا ایڈریس مجھے ٹیکسٹ کر دیں" اس نے کہتے ساتھ ہی فون رکھ دیا اسے میسج بھیجتے ساتھ ہی وہ وارڈن سے صبح اپنے جلدی جانے کی پرمیشن لینے چل پڑی۔ کیونکہ اگلے دن ہفتہ تھا اور اسے یونیورسٹی سے آف ہوتا تھا لہذا وارڈن کو بتانا ضروری تھا۔

☆......☆......☆

رات ساری وہ صبح سے سو ہی نہیں پائی ان سب سے ملنے کے خیال سے ہی دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی ساری رات ماضی کو یاد کرتے اور آنسو برساتے گزری۔ صبح ساڑھے چھ بجے ودان کا میسج آیا ریڈی ہونے کا وہ اپنے فلیٹ سے نکل رہا تھا۔

یمینہ تو کب کی تیار ہو چکی تھی۔ جلدی جلدی ناشتہ کیا حالانکہ خوشی کے باعث بھوک پیاس سب اڑی ہوئی تھی۔ مگر وہاں کتنا ٹائم لگ جاتا کچھ اندازہ نہیں تھا۔ پورے سات بجے کام والی اماں جی ودان کے آنے کا پیغام لے کر آئیں۔

ودان وارڈن کے پاس بیٹھا انہیں بتا چکا تھا کہ وہ اسکا رشتے دار ہے اپنا کانٹیکٹ نمبر سب لکھوایا تا کہ پھر بھی کبھی وہ اس سے ملنے آئے تو یمینہ کی پوزیشن مشکوک نہ ہو۔

پہلی مرتبہ یمینہ کے دل میں اسکے لئے نرم گوشہ پیدا ہوا۔

"چلیں" اس آتا دیکھ کر وہ جو کرسی پر بیٹھا وارڈن سے باتیں کر رہا تھا اٹھ کھڑا ہوا۔

وائٹ شلوار قمیض میں بازو فالڈ کیئے وہ ہلکی سی شیو میں وہ واقعی یمینہ کو بھی آج ڈیشنگ لگا۔

اس نے آہستہ سے سر ہلایا لائٹ پنک اور پیچ شرٹ اور ٹراؤزر پہنے پیچ سکارف لئے وہ ہمیشہ کی طرح گریس فل اور خوبصورت لگ رہی تھی۔

ودان نے آگے بڑھ کر اسکے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پھر خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

ودان کے لئے یہ پہلا موقع تھا کہ وہ کسی لڑکی کو یوں اپنے ہمراہ بٹھا کر سفر کر رہا تھا۔

اور پہلی مرتبہ ہی ایسا ہوا تھا کہ کسی لڑکی کی موجودگی اسے اریٹیٹ نہیں کر رہی تھی۔ یقیناً یہ اس حلال رشتے کی وجہ سے جس سے اللہ نے ان دونوں کی زندگی کی ڈور باندھ دی تھی۔ اس نے مڑ کر اسکی متورم آنکھوں کو دیکھا۔ کیسی بات تھی کچھ کہے بنا ہی وہ جان گیا تھا کہ وہ ساری رات اس پر بہت بھاری گزری ہوگی۔ سب کتنے پر جوش ہو جائیں گے یمینہ سے مل کر اور بابا شاید وہ عرصے بعد پر سکون ہوں گے۔ اب اسکی سوچوں کا رخ گھر والوں کی جانب مڑا۔

دونوں خاموش اور اپنی سوچوں میں گم تھے۔ انہی سوچوں میں ایئر پورٹ آ گیا۔ گاڑی پارک کر کے وہ دونوں اترے۔ گاڑی کو لاک کر کے وہ اسے لیے آگے بڑھا کہ سائیڈ سے آتا ایک لڑکا یمینہ سے ٹکرایا۔ جو اس سے دو قدم پیچھے چل رہی تھی۔ "اوپس کی آواز سن کے اس نے مڑ کر دیکھا۔ نجانے وہ جان بوجھ کر ٹکرایا تھا یا غلطی سے۔

"دیکھ کر نہیں چل سکتے آپ" ودان دو قدم پیچھے آتے اس سے سرد لہجے میں بولا۔

"سوری سر غلطی سے ہو گیا" ودان نے ناگواری سے اسے دیکھا اور یمینہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے قریب کرتا چل پڑا۔ اس نے حیران ہو کر اسکی جانب دیکھا آج تو وہ اسے حیران کرنے پر تلا ہوا تھا۔ یمینہ کے لئے یہ استحقاق بھرا لہجہ وہ عجیب سی کیفیت سے دوچار ہوئی۔

وہ دونوں ویٹنگ ایریا میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ فلائیٹ لینڈ کرنے کی اناؤنسمنٹ ہو چکی تھی۔ یمینہ کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا۔ سامنے لگی ایل سی ڈی میں وہ لوگ انہیں باہر آتا دیکھ رہے تھے۔

جیسے ہی وہ لوگ نظر آئے ودان تھوڑا سا آگے بڑھا جبکہ یمینہ وہیں کھڑی رہی وہ تو ابھی جانتے بھی نہیں تھے تو وہ کیسے ایک دم سے انکی جانب بڑھ جاتی۔ باوقار سے خلیل چاچو اور گریس فل سی مصباح چچی کو اس نے محبت پاش نظروں سے دیکھا۔ انکے پیچھے پیاری سی ایک لڑکی یقیناً رحمہ تھی اور ایک ہینڈسم سا لڑکا سبحان تھا۔ وقت نے کتنا کچھ بدل دیا تھا۔ وہ پیچھے کھڑی حسرت سے ان سب کو گلے ملتے دیکھ رہی تھی۔

ودان نے سب سے مل کر پیچھے مڑ کر یمینہ کو دیکھا اور پاس آنے کا اشارہ کیا۔ سب نے حیران نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

مصباح تو یکدم پریشان ہوئیں۔۔کہیں ودان نے کوئی لڑکی۔۔۔انہوں نے سوچا۔یمینہ کی جگہ کسی اور لڑکی کو اپنی بہو کے روپ میں دیکھنے کا خیال ہی ان کے لئے سوہان روح تھا۔

یمینہ کے پاس آتے ہی ودان نے مسکراتے ہوئے خلیل صاحب اور مصباح کی جانب دیکھا۔

"میٹ یور بہو" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوا اور انکی الجھن میں اضافہ کیا۔

"یمینہ ودان" اسکے اتنا کہتے ہی مصباح کی آنکھوں سے آنسو جھڑی کی صورت گرے اور خلیل صاحب نے ہاتھ بڑھا کر اسے خود میں بھینچتے اپنے آنسو کو آنکھوں سے گرنے سے نہ روکا۔

یمینہ کسی ننھے بچے کی طرح انکے ساتھ لگ گئی۔انکے ساتھ لپٹے ہوئے اسے سفیر صاحب کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر کے پورے حق سے اس خوشبو کو محسوس کیا۔رو رو کر اسکی ہچکی بندھ گئی۔

چچا سے ملنے کے بعد وہ چچی سے ملی جنہوں نے ماں کی طرح اسے خود میں سمیٹ لیا۔رحمہ بھی بڑھ کر ان دونوں کے ساتھ لگ گئی۔

"تھینک یو بیٹا" خلیل صاحب نے اپنے آنسو صاف کرتے ودان سے کہا۔جو خلیل صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

"پلیز بابا" اس نے محبت سے انہیں ٹوکا۔

"بس کریں لیڈیز مجھے بھی اپنی بھابھی سے ملنے دیں اور آئم شیور میں انکی طرح آپکو رلاؤں گا نہیں" سبحان نے آگے بڑھتے یمینہ کو کندھوں سے تھام کر مصباح سے الگ کرتے اپنے ساتھ لگاتے پیار سے اسکے آنسو صاف کرتے کہا۔

اسکی بات پر سب ہنس پڑے اور آنسوؤں کی آمیزش میں گھلی یہ مسکراہٹ ودان کو مسمرائز کر گئی۔اسکی نظروں نے کچھ پل اس دشمن جان کے چہرے سے ہٹنے سے انکار کیا۔

یمینہ نے ہنستے ہوئے سبحان کے بال بگاڑے۔چند لمحوں میں وہ اتنے پیارے رشتوں کی محبت سے مالا مال ہو گئی تھی۔بہت کٹھن سفر اس نے تنہا کاٹا تھا مگر منزل اتنی خوبصورتی سے اسے مل جائے گی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ابھی کچھ دن پہلے وہ کتنی تنہا تھی اور اب۔اس نے بے اختیار ودان کی جانب دیکھا۔جو سامان والی ٹرالی

چلاتے چچا سے کوئی بات کہہ رہا تھا۔ یہ سب رشتے اسے اسی ایک شخص کی بدولت تو ملے تھے۔ آج وہ اسے ویسا ہی پیارا لگ رہا تھا جیسی تعریفیں وہ لڑکیوں سے اسکی سنتی تھی۔

گاڑی میں بیٹھتے نجانے کیا ہوا اس نے موبائل میں میسج ٹائپ کیا اور ودان کو سینڈ کیا۔

گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اسکے موبائل کی میسج ٹون بجی۔

جیسے ہی اس نے موبائل آن کیا ویمپائر کا میسج دیکھا۔ ودان نے اس کا نام ویمپائر کے نام سے سیو کیا ہوا تھا۔ میسج اوپن کیا تو تھینک یو کا میسج تھا۔ اس نے موبائل بند کر کے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔ یمینہ جو کہ اسے ہی دیکھ رہی تھی اپنے اگنور کیے جانے پر ششدر رہ گئی۔ اپنی کچھ دیر پہلے کی سوچوں پر مٹی ڈالی۔

"ہم مغرور انسان بندہ کوئی یور ویلکم یا مینشن ناٹ ہی لکھ دیتا ہے یہ ہے ہی نہیں اس قابل کے میں اسکے بارے میں کچھ اچھا سوچوں" غصے سے پیچ و تاب کھاتے اس نے سوچا۔

ودان جانتا تھا کہ اسکے اگنور کرنے پر وہ چڑے گی۔ اور اب اسے چڑانے میں مزہ آتا تھا۔ اس نے بیک ویو مرر میں اسکی غصے والی شکل دیکھی اور زیر لب مسکرایا۔

☆......☆......☆

گاڑی انکے گھر میں داخل ہوئی تو بچپن کے سب واقعات کسی فلم کی طرح نظروں کے سامنے گزرے۔ ودان نے پچھلے دنوں بہت سی چیزیں تبدیل کروادیں تھیں اور بہت سی نئی چیزوں کا اضافہ کروادیا تھا۔ اسکے باوجود اس گھر کی خوشبو ویسی ہی تھی۔

کچھ دیر وہ سب بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر تھکے ہوئے تھے سو اس نے خود ہی انکو زبردستی سونے کے لئے اٹھایا۔ ان سب کے جاتے ہی وہ ودان کے پاس آئی جو ایل سی ڈی پر خبریں دیکھنے میں مصروف تھا۔

" آپ مجھے مارکیٹ سے کچھ چیزیں لادیں گے۔ چچی ایک دم سے کہاں کچن کے کاموں میں مصروف ہوں گی تو میں سوچ رہی ہوں کہ ایک دو ہانڈیاں بنا کر فریز کر جاؤں تاکہ کچھ دن وہ ریلیکس رہیں" وہ جلدی جلدی ایک کاغذ پر کچھ لکھتی اسے کہہ رہی تھی۔

کتنا ڈفرنٹ لگ رہا تھا اس کے منہ سے اسائنمنٹ کے علاوہ اس طرح کی پرسنل گفتگو سننا۔ ودان نے اسکے

مصروف انداز کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

"لائیں میں لا دیتا ہوں" اسکے ہاتھ سے کاغذ لیتے ہوئے اس نے کہا۔ کچھ دیر بعد اسکی مطلوبہ چیزیں لے آیا۔ کچن کی سلیب پر رکھیں اور خود بھی وہیں کھڑا ہو گیا۔ یمینہ ایک ایک شاپر چیک کر رہی تھی۔

"بنانا کیا کیا ہے آپ نے" بالآخر اس نے پوچھا۔

ایک قورمہ سالن بنا دیتی ہوں، ایک منچورین اور ایک قیمہ مٹر۔ سب ڈفرنٹ ہو جائے گا۔" وہ دونوں اس وقت نہایت ہی نارمل انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ اگر انشال یا ثمین میں سے کوئی انہیں اس طرح دیکھ لیتا تو یقیناً بے ہوش ہو جاتا۔

"لائیں پھر آپکی ہیلپ کرواتے ہیں اگر آپکو ناگوار نہ گزرے تو" ودان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ایک شرط پر آپ اس وقت یہ ایڈمٹ کریں گے کہ آپ میرے اسسٹنٹ کے طور پر ابھی یہاں کام کر رہے ہیں" اسکے مغرور انداز پر وہ مسکرایا۔

"او کے باس" ودان نے فوراً مان لیا۔

وہ جلدی جلدی اسے سبزیاں کاٹ کر دے رہا تھا۔

"آپ کو یاد ہے چاچا فضل جو ہمارے پرانے کک تھے"

"ہاں اور ہم انہیں کتنا تنگ کرتے تھے" ودان کے کہنے پر اسے وہ کیوٹ سے چاچا فضل یاد آئے جو ودان لوگوں کے ہاں کچھ عرصہ کام کے لئے آئے تھے۔

"آج اگر وہ بھی یہاں ہوتے تو میں انہیں اسسٹ کر رہا ہوتا" ودان کے شریر لہجے پر یمینہ کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"چھوڑیں یہ یہاں اور جائیں آپ باہر میں خود کر لوں گی سب" غصے میں وہ اس سے چھری لینے کے لئے جیسے ہی آگے ہوئی چھری کی تیز دھار اسکے ہاتھ پر کٹ لگا گئی۔

یکدم خون نکلا۔

"کیا ہو گیا ہے یار مذاق کر رہا تھا۔" ودان نے اسکے ہاتھ سے خون ٹپکتے دیکھ کر خفگی سے کہا۔ اور جیسے ہی

اس کا ہاتھ پکڑنے کے لئے ہاتھ آگے کیا وہ اپنا ہاتھ پشت کے پیچھے لے گئی۔

"نو تھینک یو" غصے سے کہتی وہ مڑنے لگی کہ ودان نے اسے بازو سے پکڑ کر واپس اپنے سامنے کیا۔

"ہر وقت غصہ اچھا نہیں ہوتا ہاتھ آگے کریں" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ تشویش سے بولا۔

"نہیں کروں گی" اس نے بھی ضدی لہجے میں کہا حالانکہ تکلیف سے برا حال تھا۔

"آپکے خیال میں میں خود آپکا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا تو نہایت غلط خیال ہے آپکا" اس کی چیلنج کرتی نظروں میں دیکھتے اس نے یمینہ کو جھٹکے سے خود سے لگاتے بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

وہ تو ششدر رہ گئی۔ اسکی اس حرکت پر وہ اتنی ساکت ہوئی کہ مزاحمت بھی نہ کر سکی

ودان نے آرام سے اسکا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا۔

"چھوڑیں مجھے" ہوش آتے ہی وہ پھر سے ضدی لہجے میں بولی۔

"چھوڑ دوں گا۔ مجھے بھی ایسا کوئی شوق نہیں آپکے ساتھ رومانس کرنے کا مگر اس وقت آپ میری مہمان ہیں اور میں نہیں چاہتا ہماری وجہ سے آپ کسی تکلیف سے گزریں۔ اب چپ چاپ یہاں بیٹھ جائیں۔" اس نے یمینہ کا ہاتھ پکڑے نجانے اسے باور کروایا یا خود کو۔ اسے کچن میں موجود ٹیبل کے قریب رکھی چیئر پر بٹھایا۔ خود جلدی سے کچن کی ایک کیبنٹ سے ڈیٹول اور کاٹن نکالی اسکا زخم صاف کیا پھر اٹھ کر کاٹن آئل میں ڈپ کر کے پٹی لی اور اسکے ہاتھ پر باندھنے لگا۔

"کاش جتنی کیئر یہ شو کر رہا ہے اسکے دل میں بھی میری اتنی ہی کیئر ہوتی مگر اس رشتے کے حوالے سے جو ہمارے درمیان ہے" یمینہ نے اسے اپنے ہاتھ پر پٹی باندھتے دیکھ کر سوچا۔

پھر خود ہی اپنی سوچ پر لاحول پڑھی۔ "میں کیا سوچ جا رہی ہوں یہ تو میرا دشمن اول ہے"

اسکے ہاتھ پر پٹی باندھ کر وہ اسے منع کرتا رہا مگر اس نے بھی سب بنا کر دم لیا۔ وہ سارا وقت اسکی مدد کرواتا رہا۔ مگر اب کوئی اور مذاق کرنے کی ہمت نہیں کی۔

کھانا کھا کر اس نے ان سے اجازت چاہی رات کا۔

"ارے کیوں بھئی" مصباح نے حیرت سے پوچھا۔

"چچی آپ سب تھکے ہوئے ہیں میں ایک دو دن میں آؤں گی پھر ابھی آپ لوگ ریسٹ کریں" اس نے اٹھنے کے لئے پر تولے۔

"بھئی اس کو جلد ہی یہاں لانے کا انتظام کریں" مصباح نے یکدم خلیل صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ودان اور یمینہ اس ذکر پر خفیف سے ہوئے۔

"کرتے ہے جلد بندوبست" انہوں نے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا۔

"جاؤ ودان ابھی منا کو چھوڑ آؤ" انہوں نے ان دونوں کی کیفیت دیکھتے ہوئے انہیں منظر سے ہٹایا۔

وہ سب سے مل کر گاڑی میں بیٹھی۔

وہ خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

اس نے ایک نظر اسکے زخمی ہاتھ کو دیکھا۔ دل تو کیا کہ اس ہاتھ کو تھام کر اسکی ساری تکلیف ختم کر دے۔ مگر جس بے اختیاری کا مظاہرہ وہ اس وقت کچن میں کر چکا تھا۔ ابھی دوبارہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ تو اسکی حیثیت کو قبول ہی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اور شاید وہ خود بھی ابھی اپنے رشتے کو نام دینا چاہتا تھا۔ وہ اسکا ساتھ اپنے دل کی پوری آمادگی کے ساتھ چاہتا تھا۔ ایک دو لمحوں کے زیر اثر نہیں۔ جب تک اسکے لئے یمینہ کے بغیر رہنا ناگزیر نا ہو جاتا وہ اس رشتے کو آگے بڑھانا نہیں چاہتا تھا۔

ابھی تو دل پر ہلکا ہلکا اثر ہونا شروع ہوا تھا۔

"آئسکریم کھائیں گی" دور سے نظر آتے آئسکریم بار کو دیکھتے اچانک ہی اسے خیال آیا۔

"جی نہیں" وہ ابھی تک منہ پھلائے ہوئے تھی۔

اسکے جواب پر وہ مسکرایا۔

"اٹ واز آ جوک" اس نے اسکا موڈ ٹھیک کرنا چاہا۔

"آپکے اور میرے درمیان مذاق کا کوئی رشتہ نہیں" سامنے دیکھتے وہ سنجیدہ لہجے میں بولی۔

"اور ویسے بھی آپ یہ جتا چکے ہیں کہ میں مہمان تھی تو مہمانوں سے اتنا بے تکلف نہیں ہوتے" اس نے اب کی بار اسکی آنکھوں میں دیکھ کر طنز کیا۔ اسکی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

"شدید نفرت شدید محبت کی علامت ہوتی ہے" اس کا لہجہ پھر سے شرارتی ہوا۔

"اونہہ" اس نے ہنکارا ابھرا۔

"ویسے میں بہت اچھا فیس ریڈر ہوں"

"ہم۔۔۔اتنے کوئی آپ نجومی" اس نے سر جھٹکا۔

"اچھا باقی باتیں چھوڑیں آئسکریم کا بتائیں"

"آپکے پیسوں سے تو میں آب حیات بھی نہ پیوں" اس کا غصہ جوں کا توں تھا۔

"سوچ لیں" اسکی بات پر ودان نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔

"سوچ کے ہی بولا ہے وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"اوکے ے ے ے" اسکی بات پر وہ اوکے کو لمبا کرتا ہوا بولا۔

باقی کا سفر خاموشی سے گزرا۔

☆......☆......☆

"یار کل انشال کے پیرنٹس گھر آ رہے ہیں اور مجھے بہت ٹینشن ہو رہی ہے" سر واسع کی کلاس آف ہوئی تو ثمین نے پریشانی سے یمینہ سے کہا۔

" کس خوشی میں ، میں آؤں جب اس نے پرپوز کیا تھا تب تم نے مجھے بتایا تھا۔اب میں تمہیں یاد آ گئی ہوں" وہ خفگی سے بولی۔

"یار پرپوز کہاں کیا تھا بس پوچھا تھا کہ میرے پرینٹس گھر آ سکتے ہیں" ثمین نے وضاحت دی۔

"تو تمہارے خیال میں انگوٹھی پہنا کر وہ تمہیں پرپوز کرتا ارے یہ بھی تو پرپوز کا ہی ایک طریقہ ہے نا"

"اچھا پلیز نا اب جانے بھی دو نا اس بات کو بس تم کل آ رہی ہو۔ویسے تم کتنی لڑاکی ہو نا ودان بھائی کا کیا بنے گا" ثمین نے اسے چھیڑا۔

"تم جتنا مرضی مجھے چھیڑنے کی کوشش کر لو شرمانا میں نے پھر بھی نہیں ہے" اس نے ثمین کی بات ہواؤں میں اڑائی۔

"اف ڈھیٹ بھی ہو" ثمین نے منہ بنا کر کہا

"شکریہ کوئی اور بھی تعریف رہ گئی ہے تو وہ بھی کرلو" اس نے چڑتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آ رہی ہو نا"

"جتنی تعریفیں تم میری کر رہی ہو دل تو بالکل نہیں کر رہا مگر کیا کروں تمہارے علاوہ کوئی اور دوست ہے بھی نہیں کہ تم سے لڑ کر اسکے پاس چلی جاؤں" اس نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا۔

"یاہو! تھینک یو" ثمین نے خوش ہوتے اسے زور سے اپنے ساتھ بھینچے گالوں پر چٹاچٹ پیار کیا۔ کہ یمینہ بھی محبت کے اس اظہار پر حیران رہ گئی۔

"آپ جب خوش ہوتی ہیں تو سامنے والے کے ساتھ ایسے ہی اظہار کرتی ہیں۔" انشال جو انہیں یہ بتانے آیا تھا کہ اگلے ہفتے ان کا ٹریپ ناردن ایریاز جا رہا ہے ثمین کی اس حرکت پر شریر سی مسکراہٹ لئے انکی جانب بڑھتے ہوئے بولا۔ وہ بیچاری اپنی جگہ خفیف سی ہو گئی۔

"جی نہیں وہ تو بس ایسے ہی"

"ایسے ہی ان پر پیار آ گیا۔ اور کس کس پر ایسا پیار آ سکتا ہے"

"سینئر پلیز میں یہیں بیٹھی ہوں" یمینہ نے اسے گھورتے ہوئے احساس دلایا کہ اپنے رومانس پر بریک لگائے۔

"اوہ سوری ایک تو ان کو دیکھنے کے بعد کچھ اور دکھائی نہیں دیتا۔" وہ ہنستے ہوئے ثمین کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"ابھی کوئی بات فائنل نہیں ہوئی سو ذرا دھیان سے" ثمین نے اسکی باتوں پر برا مانتے ہوئے کہا۔

"اچھا سوری۔ آپ لوگوں کے لئے ایک گڈ نیوز اگلے ویک اینڈ پر ہمارا ٹرپ ناردن ایریاز جا رہا ہے"

"واؤ کتنا مزہ آئے گا" ثمین خوش ہوئی۔

"نہیں یار میں تو نہیں جاؤں گی" یمینہ نے فوراً انکار کیا۔

"اف کبھی کسی بات پر ہاں بھی کہہ دیا کریں" انشال نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"اس نے بس ایک ہی مرتبہ ساری ہاں کہہ دی تھی" ثمین کی بات پر دونوں نے کچھ نا سمجھتے ہوئے اسے

دیکھا۔ "ودان بھائی کے لئے" وہ معنی خیزی سے مسکرائی۔

"شٹ اپ" اس کا ذکر آتے ہی کچھ دن پہلے کی ساری باتیں یاد آئیں۔

"ہاہاہاہا صحیح کہا" انشال نے قہقہہ لگایا۔

☆......☆......☆

اگلے دن وہ یونی سے ثمین کے ساتھ ہی اسکے گھر چلی گئی۔ انشال بھی گھر والوں کے ساتھ آیا تھا۔ کچھ دن پہلے ہی اسکے پیرینٹس نے ثمین کے پیرینٹس سے بات کر لی تھی اور آنے کا مقصد بھی فون پر بتا دیا تھا۔ دونوں فیملیز کو انشال اور ثمین پسند آئے تھے اور اسی دن بات پکی کرتے ہوئے مہینے بعد نکاح کا فیصلہ ہو گیا تھا۔ انشال دو ہی بھائی تھے۔ انشال بڑا تھا۔ چھوٹے بھائی نے پڑھنے کے لئے باہر جانا تھا اور کب واپس آتا کچھ پتہ نہیں تھا لہذا انکی خواہش پر نکاح کی تقریب کا فیصلہ ہوا۔

ثمین اکلوتی تھی اسی لئے یمینہ انکی جانب سے بہن کے فرائض سر انجام دے رہی تھی۔ سب کو سرو کرنے کی ذمہ داری اس نے لی تھی۔

خوشگوار ماحول میں سب معاملات طے ہوئے۔ ودان کسی وجہ سے نہ آسکا۔ انشال نے اسے میسج کر کے رشتہ پکا ہونے اور نکاح کی خبر کر دی تھی۔

ثمین کے گھر سے واپسی پر انشال نے ہی اسے ڈراپ کیا ابھی وہاں سے واپس آئے اسے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اسکے باس یعنی انشال کے چچا کا فون آ گیا۔

"اسلام علیکم سر خیریت" صبح ہی تو اس نے سر کو چھٹی کا بتا دیا تھا۔

"وعلیکم سلام۔ مبارک ہو بیٹا بہت بہت" ان کی بات پر وہ یہی سمجھی کہ سر انشال اور ثمین کی مبارک دے رہے ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ وہ سب کلاس فیلوز ہیں۔

"خیر مبارک سر آپکو تو زیادہ مبارک ہو" اس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل جناب آخر اتنا عرصہ تم نے سرو کیا میری بیٹیوں جیسی ہو۔ مگر بھئی یہ خالی خولی مبارک سے کام نہیں چلے گا مٹھائی لے کر آؤ کل سب سٹاف تمہیں وش کرنا چاہتا ہے" وہ ناسمجھی سے انکی بات سن رہی تھی۔

"مجھے کس خوشی میں وش کرنا ہے۔ بات تو مثین اور انشال کی طے ہوئی ہے اور سر نے پورے سٹاف کو بتا دیا"

وہ حیرت سے سوچ رہی تھی۔

"سر میں کچھ سمجھی نہیں"

"ارے بھئی ریزائن تو میں تمہارا تب ہی قبول کروں گا جب تم مٹھائی کھلاؤ گی اور تم نے بتایا تک نہیں کہ تمہاری شادی کی بات چل رہی ہے" سر کی بات سن کر تو وہ ششدر رہ گئی۔

"ریزائن۔۔شادی۔۔کیا کہہ رہے ہیں سر" اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"ارے بھئی صبح ہی تو تم نے اپنا ریزائن بھیجا ہے اور وجہ اس پر شادی ہی لکھی ہے۔اب مٹھائی نہیں کھلانا چاہتی تو اور بات ہے" انہوں نے برا مناتے ہوئے کہا۔

انکی بات پر اسکے دماغ میں کسی کا لمبا سے اوکے کہنا گونجا۔

اس نے غصے سے دانت پیسے۔

"نہیں سر ایسی بات نہیں میں آؤں گی ایک دو دن تک" اس نے جلدی سے بات سنبھالی۔

"اوکے بیٹا ضرور اللہ تمہیں خوش رکھے۔اللہ حافظ" سر کو خدا حافظ کہتے ہی اس نے فون بند کرتے ایک اور نمبر تیزی سے ملایا۔

"بہت ہی کوئی گھٹیا حرکت کی ہے آپ نے" اسکے ہیلو کہتے ہی وہ پھٹ پڑی۔

"وضاحت کریں گی" اسکی مسکراتی آواز سے اسے اچھی طرح اندازہ ہو گیا کہ وہ شرمندہ ہرگز نہیں۔

"کیا مصیبت تھی آپکو میری جاب ختم کروانے کی۔صرف ایک اتنی سے بات کا آپ نے بدلہ لیا ہے۔اب میں دوسری جاب کہاں سے ڈھونڈوں گی اتنی جلدی۔" اسکی ڈھٹائی پر وہ روہانسی ہو گئی۔

"آپ کو ضرورت ہی کیا ہے آپکا شوہر بہت اچھا کماتا ہے آپکی ہر ذمہ داری اب مجھ پر ہے۔بابا نے اور میں نے یہ مل کر ڈیسائیڈ کیا تھا"

"چچا کو اپنی اس شیطانی حرکت میں مت لائیں۔میں جانتی ہوں یہ سب آپکے ہی دماغ کا کیڑا ہوگا۔ویسے بھی آپ کہاں برداشت کریں گے کہ زندگی میں کچھ کرسکوں" اس نے دل کی بھڑاس نکالی۔

"اتنے سے دنوں میں کتنا سمجھنے لگ گئیں ہیں آپ مجھے" صاف لگ رہا تھا کہ وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔

"اچھا اس بات کو چھوڑیں۔ یہ بتائیں کل اپنے پرانے گھر چلیں گی میرے ساتھ" ودان کی بات پر وہ کچھ دیر کے لئے چپ کر گئی۔

"نہیں مجھ میں ہمت نہیں" کچھ دیر بعد وہ بولی۔

"کیوں"

"بس ویسے ہی" اب وہ اسے کیا بتاتی کیا کیا یادیں جڑیں تھیں وہاں سے۔

"میں اسکو چیک کر کے آیا ہوں۔ اس گھر کو ٹھیک کروانا چاہتا ہوں سوچا آپکو بھی ساتھ لے جاؤں۔ جو جو وہاں سے لینا ہو لے لینا یا جیسے بھی وہاں کی چیزوں کو رکھنا ہو بتا دینا۔ ہم میں سے سب سے زیادہ آپکا حق ہے وہاں۔ میں وہاں کی کوئی بھی چیز آپکی اجازت کے بغیر چھیڑنا نہیں چاہتا۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا تھا یہ شخص کبھی دل کے اتنے قریب محسوس ہوتا اور کبھی اتنا دور۔

"اوکے کب جانا ہے"

"یونی سے سیدھا آپ گھر آ جانا آپکو پک کر کے لے جاؤں گا۔" اگلے دن ودان نے یونیورسٹی نہیں جانا تھا سو اس نے اسے گھر آنے کا کہا۔

"اوکے" کہہ کر اس نے فون رکھ دیا۔

☆......☆......☆

اگلے دن یونیورسٹی سے سیدھا وہ ودان کے گھر گئی۔ چچی نے اسکی پسند کا پالک گوشت بنایا ہوا تھا۔

ابھی کھانا رکھ ہی رہے تھے کہ ودان آفس سے آیا۔ ابھی خلیل صاحب کو یہاں کے کسٹمرز کے ساتھ ڈیلنگ کا اتنا اندازہ نہیں ہوا تھا۔ لہذا ودان آف ڈیز میں آفس جا کر انکی مدد کرتا تھا۔

آج بھی کوئی اہم میٹنگ تھی سو اس نے یونیورسٹی سے آف لے لیا تھا۔

اپنے ہمیشہ والے رف اینڈ ٹف حلیئے میں اسکن کلر کی ڈریس شرٹ پہنے ڈارک براؤن ٹائی لگائے اور براؤن ہی کلر کی ڈریس شرٹ پہنے وہ بہت ہی ہینڈسم لگ رہا تھا۔

کھانا کھا کر اس نے یمینہ کو چلنے کا کہا۔

گاڑی میں بیٹھتے اسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ کبھی دوبارہ اس گھر میں جا سکے گی جہاں بہت سی یادیں تھیں خوشگوار اور تکلیف دہ بھی۔

ودان نے گاڑی چلاتے اسکے پریشان چہرے کی جانب دیکھا۔

پھر ہاتھ بڑھا کر اسکی گود میں رکھے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اسے لگا آج یمینہ کو سب سے زیادہ اسکے سہارے کی ضرورت ہے۔

یمینہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔

"اتنی پریشان کیوں ہیں" یمینہ نے کوئی جواب نہیں دیا یا پھر اس سے کوئی جواب ہی نہیں بن پڑا۔

جیسے ہی گاڑی گھر کے دروازے کے باہر آ کر رکی۔ وہ بری طرح چونکی۔ خوفزدہ نظروں سے ایسے گھر کے دروازے کی جانب دیکھا جیسے ابھی ابھی اسکے ماں باپ کی میتیں یہاں سے نکلی ہوں۔

ودان گاڑی سے باہر آیا پھر اسکی جانب آ کر اسکی سائیڈ کا دروازہ کھول کر اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا۔

کچھ دن پہلے ہی وہ یہاں آیا تھا تو ایک لاک ماسٹر کو بلا کر یہاں کا تالا کھلوا کر اندر کے حالات چیک کر کے آیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اب یمینہ کو اس گھر کا اختیار سونپ دے وہ جیسے چاہے اسے استعمال کرے۔ سفیر صاحب اپنی بیماری کے دنوں میں یہ گھر یمینہ کے نام کر چکے تھے اور اسکے پیپرز خلیل صاحب کو دے گئے تھے۔ حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ یمینہ ہی ان سے جدا ہو گئی۔ اب جب وہ ملی تھی تو انہوں نے یہ ذمہ داری ودان کو دی کہ وہ نا صرف اسے اسکے گھر لے کر جائے بلکہ وہ پیپرز بھی اسے دے دے۔

دوازہ کھول کر وہ اسکا ہاتھ تھامے اندر لایا۔

وہ چاروں جانب برستی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

"میری جان آ گئی سکول سے" اسے ایسے لگا کہیں سے روما کی آواز آئی ہے۔

"میری بیٹی تو ہے ہی سب سے اچھی" کسی کونے سے سفیر صاحب کی مسکراتی آواز آئی۔ اندر لا کر ودان نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ بھی بھول گئی کہ وہ کس کے ساتھ آئی ہے۔ ایک ایک چیز پر ہاتھ پھیر کر جیسے وہ ان کا

لمس ڈھونڈ رہی تھی۔

"میری بیٹی تو آج شہزادی لگ رہی ہے۔اب میں سکون کی نیند سو سکوں گا" یہ الفاظ اسکے نکاح کے وقت کے تھے۔تب تو نہیں مگر بعد میں اسے انکے معنی پتہ چلے تھے۔

پھر اس کمرے کی جانب بڑھی جہاں اسکے جان سے پیارے ماما بابا رہتے تھے۔

وہ بیڈ جہاں آخری مرتبہ اسکے بابا لیٹے تھے۔اسی جگہ سے لپٹ لپٹ کر وہ اور اسکی ماں گھنٹوں روتے تھے۔

وہ آہستہ سے وہاں نیچے کارپٹ پر بیٹھ کر اس تکیے پر ہاتھ پھیرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ودان اسکے رونے کی آواز سن کر اندر آیا۔پھر اسکے پاس دو زانو بیٹھ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔دل کیا اسکا سارا غم اپنے اندر اتار لے۔

وہ بھی تو اس سے لپٹ کر خوب روئی۔

"منا بس یار۔۔اس لئے تو یہاں نہیں لایا تھا۔۔۔ششش" اسے چپ کرواتے اس کا چہرہ اونچا کیا اسکے آنسو صاف کیئے اسے لگا آج اسکی ذات ان آنسوؤں میں بہہ جائے گی۔

"میں کیا کروں مجھے ماما اور بابا بہت یاد آ رہے ہیں کوئی بھی تو ایسا لمحہ نہیں جب میں نے انہیں یاد نہ کیا ہو۔ میں تو بالکل اکیلی رہ گئی ہوں۔اللہ نے میرے بابا اور ماما کو اپنے پاس بلاتے یہ بھی نہیں سوچا کہ میں تنہا کیسے رہوں گی" آج وہ اس سے وہ سب شیئر کر رہی تھی جو وہ کبھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ کیوں اور کیسے مگر آج واقعی اسے ودان کے سہارے کی ضرورت محسوس ہوئی تھی ایک ایسے کاندھے کی ضرورت جس پر سر رکھ کر وہ اپنی سب تکلیف کو بھول جائے اور اپنے سارے غم کہہ لے۔اور آج ایسا ہی ہوا تھا۔

"کہاں آپ اکیلی ہو بابا امی، سبحان رحمہ اور میں ہم سب ہیں نا آپکے ساتھ۔ایسے نہیں سوچتے۔" اس نے پیار سے کہتے اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھا۔پھر اسے اپنے ہونے کا مان بخشنے کے لئے اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ دیئے۔اور پھر اسی ننھے بچے کی طرح اسے خود میں سمیٹ لیا۔

"آپ تو بہت بریو ہو یار لیکن ابھی اس وقت چھوٹی سے بچی لگ رہی ہو۔"

"اکیلا پن انسان کو بہادر بنا دیتا ہے اور رشتے کمزور۔جب سے چچا چچی آئے ہیں مجھے لگتا ہے میں پھر سے

کمزور بن گئی ہوں۔ چھوٹی سی بچی جو اپنے گھر والوں کی انگلی پکڑ کر چلتی ہو۔" اسکے سینے پر سر رکھے وہ اپنی ہر کیفیت اس سے شئیر کر رہی تھی۔

"نہیں میرے خیال میں رشتے آپکو مضبوط بنا دیتے ہیں۔ کیا میرے رشتے نے آپکو شہاب جیسے درندے سے نہیں بچایا۔" اس کے جواب پر وہ کچھ لمحے لاجواب ہو گئی۔

"میں یہاں آپکو صرف اسی لئے لے کر آیا ہوں کہ آپ اس حقیقت کو پوری طرح سمجھ جائیں کہ چچا اور چچی اب اس دنیا میں نہیں۔ پتہ نہیں کیوں مگر مجھے لگتا ہے آپ ابھی تک اس حقیقت کو ماننے کو تیار نہیں۔ یہ ہی رشتے بھی اللہ ہمیں دیتا ہے اور ان کو واپس بھی اللہ لے لیتا ہے۔ ہمیں صرف اسکی حکمت کے آگے خود کو سرینڈر کرنا ہے۔ آپکی پوری پرسنیلٹی میں ایک عجیب سی یاسیت ہے۔ شاید آپکو اندازہ نہ ہو۔ میں نے کبھی آپکو کھل کر مسکراتے نہیں دیکھا کیونکہ آپ نے اپنی زندگی کے گرد اسی ایک غم کا حصار کھینچ لیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ کچھ دیر پہلے مجھے یہ نہ کہتیں کہ آپ اکیلی رہ گئی ہیں۔ آپ کو ہم سب کے ملنے کے بعد کسی کے ہونے کی تسلی تو ہوئی ہے مگر آپ نے ان رشتوں کی حقیقت کو قبول نہیں کیا۔ نہیں تو آپ کبھی بھی جاب والی بات پر ایسے ری ایکٹ نہ کرتیں۔ چلیں میرے ساتھ تو آپکی دشمنی ہے مگر بابا پر تو آپکا پورا حق ہے نا۔ آپ ان سے مان سے کہتیں کہ میں اب کوئی جاب نہیں کرنا چاہتی۔ مگر آپ نے وہ مان ہمارے رشتوں کو ابھی دیا ہی نہیں کیونکہ آپ اس غم سے نکلیں ہی نہیں۔ آپ اس حقیقت کو قبول کریں تبھی آپ ایک پرسکون زندگی گزار سکیں گی۔ نہیں تو ہر خوشی آپکی ادھوری رہ جائے گی۔ اور آپکے خیال میں اس طرح چچا اور چچی کی روح پرسکون رہ پائے گی۔"

وہ حیران تھی کہ اس شخص نے کس باریک بینی سے اسکی ذات تک کو پڑھ لیا ہے۔ جس کو وہ خود سے غافل سمجھتی تھی۔

"اب آپ مجھ سے پرامس کریں کہ آپ کوئی نیگیٹو بات اپنی زندگی اور حالات سے متعلق نہیں سوچیں گی۔ یہ سب دنیا کا دستور ہے اور اس کو ایسے ہی چلنا ہے۔ نبیوں اور ولیوں کی زندگی کی مثالیں صرف پڑھنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ان پر عمل کرنے کے لئے ہیں۔ سب کو اپنوں کے بچھڑنے کے اس عمل سے گزرنا ہوتا ہے مگر اس سب پر صبر بھی تو ہمیں ہی کرنا ہے نا۔ صبر وہی ہوتا ہے جو ہم کریں وہ نہیں جو وقت کے ساتھ ہمیں آجائے۔ اللہ

انہیں صابروں کے ساتھ ہوتا ہے جو اسکی رضا میں راضی ہو کر اسکی خوشنودی کے لئے صبر کرتے ہیں۔"

ودان کی باتیں اسکے دل میں اتر رہیں تھیں۔

اس نے اب کی بار سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا جو ہاتھ آگے کئے اس سے وعدہ لے رہا تھا۔

اس نے ہولے سے اس سے دور ہوتے اسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا۔

"تھینک یو" ودان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔ بہت عرصے بعد ایک آسودہ سی مسکراہٹ اسکے لبوں کو بھی چھوگئی۔ ودان نے اسکے ہاتھ کو سیدھا کر کے اسکی انگلی پر چوٹ کا نشان دیکھا جو کچھ دن پہلے اسکو چھری سے لگا تھا۔ ودان نے اس پر ہولے سے اپنی شہادت کی انگلی پھیری۔

کچھ دیر بعد وہ اسکے ساتھ واپس ہاسٹل گئی۔

گاڑی سے اتر کر جب وہ اندر کی جانب بڑھی ودان کو لگا وہ ادھورا رہ گیا ہے۔ آج پہلی مرتبہ اسے یمینہ کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ "تو کیا وہ لمحہ آگیا ہے کے اسکے بنا رہنا ناگزیر لگنے لگا ہے" اس نے اپنے دل سے پوچھا اور جواب ہاں میں ملتے ہی اسے لگا اب بابا سے رخصتی کی بات کرنی ہی پڑے گی۔ اپنی ہی کیفیت پر مسکراتے ہوئے وہ گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

☆......☆......☆

اگلے کچھ دن ودان اتنا مصروف رہا کہ خلیل صاحب سے بات کرنے کا ٹائم نہیں نکال سکا۔ انہیں دنوں انکے ٹرپ پر جانے کا دن آگیا۔ ثمین نے یمینہ کو بلیک میل کر کے جانے پر تیار کر ہی لیا۔

جمعرات کی شام میں انکی بسیں یونیورسٹی سے بھر کر نکلی تھیں۔ رات میں انہوں نے اسلام آباد، مری اور مظفر آباد سے ہوتے ہوئے انہوں نے جمعہ کی دوپہر شوگران پہنچنا تھا۔

کچھ اسٹوڈنٹس تو سارا راستہ ہلہ گلہ کرتے گے۔ جبکہ کچھ نے تو نیندیں بھی پوری کیں۔

یمینہ اور ثمین کچھ دیر تو باتیں کرتیں رہیں جبکہ کچھ وقت انہوں نے سو کر گزارا۔

انشال اور ودان بھی انہی کی بس میں تھے مگر ان سے لاتعلق بیٹھے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ لوگ انکے بارے میں کوئی اسکینڈل بنائیں۔ بہت سے ٹیچرز بھی انکے ساتھ تھے۔

ٹیچرز خود بھی بے حد انجوائے کر رہے تھے۔ بچوں کے ساتھ بچے بننے کا بھی الگ ہی مزہ ہوتا ہے۔
شوگران میں ہوٹل کی بکنگ تھی۔ ایک کمرے میں چار لڑکیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ اسی طرح ایک کمرے میں چار لڑکوں نے رہنا تھا۔
شوگران اتر کر سب کو کپکپی شروع ہو گئی۔
"اف یار ہمارا پاکستان کتنا خوبصورت ہے۔ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا۔" یمینہ حیرت اور خوشی سے بولی۔
دن کے اجالے میں جب انہوں نے اللہ کی قدرت کے نظارے دیکھے تو سب دنگ رہ گئے۔
کچھ لوگ تو اپنی فیملیز کے ساتھ یہاں آتے رہتے تھے۔ مگر بہت سے ایسے تھے جو پہلی بار آئے تھے۔
"ہاں جی اور ابھی تم کتنے نخروں کے بعد آئی ہو۔ مجھے کریڈٹ دو جو تمہیں زبردستی تیار کروا کر لائی ہے۔" ثمین نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا۔
"یا اللہ کن خوشامد پسندوں میں پھنس گئی میں" یمینہ نے ہاتھ بلند کر کے چھت کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔
وہ دونوں اس وقت ہوٹل کے کمرے میں فریش ہونے آئیں تھیں۔ منہ ہاتھ دھو کر راستے کی تھکن اتاری اور پھر سر پر گرم اسکارف لیتیں شرگس پہنے باہر ہال میں آئیں جہاں سب اسٹوڈنٹس بیٹھے تھے اور انہیں کھانا سرو کیا جا رہا تھا۔
ان دونوں کو قسمت سے انشال اور ودان کے بالکل سامنے کی کرسیاں ملیں۔ ودان تو ایسے انہیں اگنور کر رہا تھا جیسے جانتا ہی نہ ہو۔ تو کیا اس دن اسکے گھر میں بیٹھ جو تسلی بھرے جملے تھے وہ صرف ہمدردی تھے کیا انکے پیچھے کوئی ایسا جذبہ نہیں تھا جس کی تاریں دل سے جڑیں تھیں۔ ودان کو ایک نظر دیکھ کر وہ الجھن کا شکار ہوتی سوچتی چلی گئی۔
چلو یار باہر چلتے ہیں۔ لڑکیاں سب گروپ کی شکل میں باہر کی جانب بڑھیں۔ وادی سی بنی تھی جس کے ارد گرد خوبصورت منظر تھے۔
یمینہ اور ثمین ایک چھوٹی سی پہاڑی پر جا کر بیٹھ گئیں۔ دنیا کے جھمیلوں سے دور یہ پرسکون نظارے انسان کو کسی اور ہی دنیا میں لے جاتے ہیں۔ وہ سب بھی اس سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔
لڑکے بھی باہر آ چکے تھے اور ودان کا کیمرہ حرکت میں آ چکا تھا۔ وہ اس اینگل پر جا کر کھڑا ہوا جہاں سے

سامنے چھوٹی سی پہاڑی پر بیٹھی یمینہ اسے صاف دکھائی دے رہی تھی۔اس نے کتنی ہی تصویریں اسکی لے ڈالیں جو کبھی تو ثمین کی بات پر ہنستی، کبھی کسی بات پر منہ بناتی اور کبھی اسی گھوری سے نوازتی۔

"ہائے ہائے پہلا بیچارہ شوہر دیکھا ہے جو چھپ چھپ کر اپنی ہی بیوی کی تصویریں بنا رہا ہے" انشال نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے آہیں بھرتے ہوئے کہا۔

انشال کی بات پر مسکراہٹ دباتے اس نے کیمرے کا رخ بدلا۔

"تو جا کر کوئی ایک آدھ بات چیت کیوں نہیں کر لیتا اس سے" انشال نے اسے اکسایا۔

"کیونکہ مجھے ایسی کوئی ضرورت نہیں" اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"صدقے جاؤں کچھ دن پہلے کون آہیں بھر بھر کر اپنی بیوی کے اپنے ساتھ لپٹ کر رونے کے قصے سنا رہا تھا۔کون یہ کنفیس کر رہا تھا کہ اب اور اسکے بغیر نہیں رہنا۔اور کون یہ کہہ رہا تھا کہ میرے بس میں ہوتا تو وقت کو وہیں روک دیتا"

"سچ کہتے ہیں اپنے دوست کو اتنا بھی رازداں نہیں بناؤں کہ وہ او ور ہی ہو جائے" ودان نے اسکی باتیں دہرانے پر اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاہاہا بیٹا میں تو پھر بھی تیرا پیچھا نہیں چھوڑنے والا" انشال نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسے مزید چڑایا۔

کچھ دیر بعد لڑکے اور لڑکیوں کا ایک گروپ ہائکنگ کے لئے تیار ہوا۔

"چلو یمینہ ہم بھی چلتے ہیں ودان بھائی اور انشال جا رہے ہیں" ثمین نے انشال کا میسج ملتے ہی یمینہ سے کہا۔

"ایک تو تمہاری سی آئی ڈی بڑی تیز ہے" وہ انکے اس میسجنگ والے کام سے بڑی تنگ تھی۔

"ظاہر ہے جوان خون ہیں اور نیا نیا ریلیشن ہے ہمارا تمہاری اور ودان بھائی کی طرح بڈھے نہیں جن کا نکاح ہوئے بھی صدیاں گزر گئیں" یمینہ نے اسے چڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں جی ہم نے تو آب حیات پیا ہوا ہے نا جو اتنی صدیوں کے بعد بھی جوان نظر آتے ہیں" وہ حسب سابق چڑ گئی۔

"اتنی لڑاکا ہو تبھی ودان بھائی تمہیں منہ نہیں لگاتے" ثمین مسلسل اسکے تلملانے کا مزہ لے رہی تھی۔

"وہ منہ لگا کر تو دکھائیں"

"ہاہاہا میں ودان بھائی کو میسج کرتی ہوں کہ یمینہ کی کیا خواہش ہے" اب کی بار ثمین کے ذو معنی لہجے پر پہلے تو اسے سمجھ نہیں آئی۔ لیکن جیسے ہی اپنے الفاظ یاد آئے اس پر چڑھ دوڑی۔

"اف انشال بھائی کے ساتھ ایسی چیپ باتیں کر کر کے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"

"جی نہیں ہم فضول باتیں نہیں کرتے"

"ہاں بالکل وہ تمہیں ایکسٹرا کلاسز دیتے ہیں نا"

"اف اب چلنے کا بتاؤ گی کے میدان گرم رکھو گی۔"

"چلو بھئی" اس نے ثمین کی بات مانتے ہوئے اسے گرین سگنل دیا۔

اب وہ دونوں بھی اس گروپ کے ساتھ ہائیکنگ پر جا رہی تھیں۔ شوگران کا سری پائے ہائیکنگ ٹریک بہت مشہور ہے وہ لوگ بھی وہیں گے۔

ودان اور انشال جان بوجھ کر انکے بالکل پیچھے تھے۔ اسٹیکس پکڑے وہ لوگ اوپر کی طرف جا رہے تھے۔ تیز ہوا چل رہی تھی۔ کسی کسی مقام پر تو توازن رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ ایسی جگہ جا کر وہ لوگ تھوڑی دیر رک جاتے۔

کچھ دیر رکنے کے بعد ابھی ثمین اور یمینہ دو قدم ہی چلیں تھیں کہ ثمین کی کسی بات پر اس نے ثمین کی جانب دیکھا اور وہیں اسکے پاؤں لڑکھڑائے اور وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی۔

یہ تو شکر تھا کہ ودان کا دھیان انکی جانب تھا۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے تھاما۔ لمحوں میں اسے لگا اسکی جان نکل گئی ہے۔ وہ تو شکر تھا کے اتنے موٹے کپڑے انہوں نے پہن رکھے تھے تو کچھ بچت ہو گئی۔ مگر سیدھے گرنے اور ڈھلان سے نیچے آنے کے باعث اسکے گلوز پھٹ گئے۔

ودان نے ایک ہاتھ ڈھلان پر مضبوطی سے جما کر دوسرے سے اسے بازو کے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

تھوڑا سا اسکا سانس بحال ہوا تو اسے اپنی اور ودان کی آکورڈ پوزیشن کا اندازہ ہوا۔

بہت سے اسٹوڈنٹس تو آگے نکل چکے تھے۔ انکے ساتھ بس کوئی ایک دو اسٹوڈنٹس تھے۔

"ٹھیک ہونا آپ" پریشان لہجہ قریب سے سنائی دیا۔ وہ خود کو سنبھالتے اسکے بازو کو پیچھے کر کے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"جی" مختصراً جواب دیا۔ اتنی دیر میں انشال اور رشین بھی انکے پاس آگئے۔

اور کچھ اور اسٹوڈنٹس انکے پاس آئے۔

"چوٹ تو نہیں لگی۔۔ سب ٹھیک ہے نا" سب باری باری پوچھ رہے تھے۔

چوٹ سے زیادہ وودان کی قربت نے اسے حواس باختہ کیا تھا۔

"او کے پھر ہم چلتے ہیں تم ایسے کرو انہیں واپس لے جاؤ" انشال نے باقیوں کو ہٹانے کے لئے کہا اور رشین کو اشارہ کرتے آگے بڑھ گیا۔

"ہاتھ دکھائیں" وودان اور وہ دونوں نیچے ہی بیٹھے تھے۔ یمینہ کی ٹانگ میں جھٹکا لگا تھا جس کی وجہ سے وہ ابھی اٹھنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔

اسکے ہاتھوں میں پہنے ہوئے پھٹے ہوئے گلوز اسکی آنکھوں سے اوجھل نہیں رہ سکے تھے۔

یمینہ نے خاموشی سے ہاتھ آگے کر دیے۔ ایک مرتبہ پہلے اسکے ہاتھ پیچھے کرنے پر جو ہوا تھا وہ ابھی اس کھلی جگہ پر وہ سب افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

"یہ تو بہت چھل گیا ہے" وودان نے اسکے گلوز اتارتے ہوئے کہا جن کے ناہموار زمین ہونے کی وجہ سے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ وودان نے اپنا بیگ پیک اتار کر اس میں چیک کیا۔ انہوں نے کاٹن اور پٹی پہلے سے رکھی ہوئی تھی۔ کیونکہ ہائکنگ کے دوران اکثر ایسے واقعات ہو جاتے ہیں لہذا فوری ٹریٹمنٹ کی بھی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ وودان نے تیزی سے کاٹن پر ہلکا سا اپنی پینے والی پانی کی بوتل سے تھوڑا سا پانی نکال کر اسکا زخم صاف کیا اور پھر ایک دوائی لگا کر اسکے ہاتھ پر پٹی باندھ دی۔

"لگتا ہے ساری عمر پٹیاں باندھتے ہی گزرے گی" وودان نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"تو کس نے کہا ہے ہمدردیاں کرنے کو مت کریں" وہ ہمیشہ کی طرح چڑ گئی۔

"آپ اتنا غصہ کیوں کرتی ہیں میری ہر بات پر" اس نے آخر آج پوچھ ہی ڈالا۔

"آپ تو جیسے عطر میں ڈوبی باتیں کرتے ہیں نا۔ ہر وقت طنز کے تیر چلاتے ہیں" یمینہ کا ہاتھ ابھی بھی ودان کے ہاتھ میں تھا۔ جسے وہ آہستہ آہستہ سہلا رہا تھا۔ مگر یمینہ اپنے غصے کے باعث اس کا اتنا کیئرنگ انداز نوٹ نہیں کر سکی۔

"ہاہاہا طنز کے تیر اور آپ تو جیسے الف لیلی سناتی ہیں مجھے" ودان نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسکی بات پر وہ برا سا منہ بنا کر ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔ " کس قدر خوبصورت جگہ ہے" اس نے دل میں سراہا۔

"اب نیچے آپ اپنے پیروں پر جائیں گی یا میرے کندھوں پر" ودان نے وہاں کی بڑھتی ہوئی سردی کے پیش نظر اس سے پوچھا۔

"اونہہ۔۔۔ الحمدللہ ابھی اتنی بری حالت نہیں ہوئی۔ اپنے پیروں پر ہی جاؤں گی۔" اسے ودان کا لہجہ مذاق اڑاتا لگا۔ ودان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال کر وہ کھڑی ہوئی۔ جبکہ ودان نے اس سے پہلے کھڑے ہو کر اپنا ہاتھ اسکی جانب بڑھایا اسے سہارا دینے کے لیئے مگر یمینہ نے نظر انداز کیا۔

مگر وہ اپنا توازن برقرار نہ کر پائی اور اس سے پہلے کے دوبارہ دھڑام سے زمین پر گرتی ودان نے اسے جلدی سے تھام لیا۔

" کبھی کبھی انسان کو ایسے دعوے نہیں کرنے چاہئیں جن کے بارے میں اسے پتہ ہو کہ وہ نہیں کر سکتا" ودان نے اپنی مسکراتی نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

اب کی بار یمینہ خاموش رہی۔ وہ آہستہ آہستہ اسے سہارا دیئے نیچے اترنے لگا۔

تھوڑی تھوڑی دیر بعد اسے کسی جگہ بٹھا دیتا۔ تا کہ وہ زیادہ تھک نہ جائے۔ یمینہ کا دل اسکے ہاتھوں کی گرمی محسوس کر کے اسکی جانب جھکنے لگا جسے وہ ڈانٹ ڈپٹ کے خاموش کروا رہی تھی۔

"اتنی خوبصورت جگہ پر ایک سیلفی تو بنتی ہے آپ یہاں بیٹھیں میں ایک سیلفی لے لوں" ودان نے اسے ایک جگہ بٹھا کر کہا۔

"ہمم شوخا کہیں کا" یمینہ نے جھنجھلاتے ہوئے سوچا وہ جلد از جلد نیچے جا کر روم میں لیٹنا چاہتی تھی۔

ودان نے موبائل نکالتے اسکی جانب دیکھا جو اسے اگنور کئے سامنے دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر دنیا جہاں کی کوفت تھی۔

اس نے کیمرہ آن کر کے ایسے اینگل سے تصویر لی کے کیمرے کے آگے وہ خود اور پیچھے بیٹھی یمینہ بھی آ رہی تھی۔ گو کہ اسکا سائیڈ پوز ہی تھا۔ مگر ایک کپل کی صورت میں یہ انکی پہلی اکٹھے سیلفی تھی۔

"میری سڑیل حسینہ" تصویر دیکھ کر وہ مسکرایا۔

وہ پھر سے اسے پکڑے نیچے کی جانب بڑھا۔ جیسے ہی وہ ہوٹل کی جانب آیا۔ ٹیچرز بھی یمینہ کو دیکھ کر پریشان ہوئے۔ کسی نے جھٹ سے ڈاکٹر کو فون کیا اور کوئی اسے کمرے تک پہنچانے گیا۔

☆......☆......☆

جو پین کلرز ڈاکٹر اسے دے کر گیا تھا اسکے زیر اثر وہ گھنٹہ دو سوتی رہی۔

شام میں اسکی آنکھ موبائل کی وائبریشن سے کھلی۔ آنکھیں بمشکل کھول کر موبائل دیکھا تو ودان کی کال تھی۔

تھوڑا سا اٹھ کر بیٹھی اور کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو" نیند سے ابھی بھی اسکی آواز ہلکی سی بھاری ہو رہی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے اب" لہجے میں فکر تھی۔

"بہتر ہے مگر ٹانگ میں بہت درد ہے۔" اس کی آواز میں نقاہت تھی۔

"یہاں بہت سے اسٹوڈنٹس ہیں، نہیں تو میں ابھی آ جاتا آپکو دیکھنے۔" اب کی بار اس کی آواز میں بے چارگی تھی۔

"نہیں نہیں آپ تو سیلفیاں لیں" اسکی طنز بھری آواز نے اسے قہقہہ لگانے پر مجبور کیا۔

"آپکو یہ غم ہے کہ میں نے آپکے ساتھ کیوں نہیں لی" اسکی مسکراتی آواز آئی جس نے یمینہ کو بھی مسکرانے پر مجبور کیا۔ پتہ نہیں کیوں اس سے الجھنے میں مزہ آتا تھا۔

"جی نہیں ایسا کوئی شوق نہیں مجھے۔ انہی کے ساتھ تصویریں لیں جو آپکو میرے ساتھ آتا دیکھ کر جل رہیں تھیں"

"ہاہاہا! اچھا لسن" اس نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

"یہاں سے سیدھا کل رات میں آپکو گھر لے جاؤں گا۔وارڈن کو کال کر کے بتا دینا کہ آپ دو تین دن کے لئے ہاسٹل نہیں آنا" اسکی پلاننگ پر وہ حیران ہوئی۔

"لیکن کیوں"

"اس لئے کے اس حالت میں آپ کیسے اکیلی وہاں اپنا خیال رکھیں گی۔گھر میں تو سب ہوں گے آپکی تیمارداری کے لئے" اس کا اپنے لئے پریشان ہونا اسے کتنا اچھا لگ رہا تھا کاش وہ اسے بتا سکتی۔

"اب ایسے تو اچھا نہیں لگتا کہ میں چچی اور رحمہ سے تیمارداریاں کروانے چل پڑوں" اسے پتہ ہی نہیں چلا وہ کب اور کیسے اپنے دل کی بہت سی باتیں اس سے شئیر کرنے لگ گئی تھی۔ یہ شاید اس دن کے بعد سے تھا جب اپنے گھر گزاری اس شام یمینہ نے ودان سے اپنے دل کی وہ سب باتیں کیں تھیں جو اس نے کسی اور سے شئیر نہیں کیں تھیں۔

"اوہو تو آپ چاہتی ہیں کہ پورے بینڈ باجوں کے ساتھ آ کر آپ کو لے جایا جائے" ودان شوخ ہوا۔

"بہت ہی فضول سوچ ہے آپکی" اس نے منہ بناتے کہا۔

دل کہ حال تو بتا تا نہیں بینڈ باجوں کی بات کر رہا ہے۔اس نے دل میں دہائی دیتے سوچا۔

"فضول نہیں نیک سوچ ہے" اس سے پہلے کہ یمینہ کچھ کہتی ثمین کمرے میں آئی۔

" کیسی ہو اب" آتے ہی اس نے فکرمندی سے پوچھا۔

"او کے میں فون بند کر رہی ہوں اب" ودان کو کہتے ساتھ ہی اس نے کال کاٹ دی۔

"اوہو میں تو سمجھی تھی طبیعت خراب ہے یہاں چھپ چھپ کر باتیں کی جا رہی ہیں"۔اس نے بیڈ پر اسکے پاس بیٹھتے چھیڑا۔

"جی نہیں تم سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے فون بند کیا ہے"

"ہائے یار بالکل مزہ نہیں آیا تمہارے بغیر" ثمین نے اسے ساتھ لگانا چاہا۔

"پرے ہٹو پتہ چل گیا ہے میڈم کو جتنا مزہ نہیں آیا" اس نے مصنوعی غصہ دکھایا۔

"اچھا اپنا تو بتاؤ"

"بس یار ویسے ٹھیک ہوں ٹانگ میں تھوڑا درد ہے"

"لاؤ کوئی مساج کریم ڈاکٹر نے دی ہے تو میں مل دیتی ہوں" یمینہ نے سائیڈ ٹیبل سے ایک کریم دی۔

☆......☆......☆

اگلے دن انہوں نے ناران کی جانب نکلنا تھا۔لیکن رات میں ایسی بارش شروع ہوئی کہ راستوں میں پھسلن کے سبب وہ آگے نہیں جا سکے۔

یمینہ کی طبیعت پہلے سے بہتر تھی۔ رات میں انہوں نے وہاں سے نکلنا تھا۔لہذا سب لڑکیاں پاس کے بازار میں شاپنگ کے لئے جا رہیں تھیں۔

"چلو نا یار تم بھی" ثمین نے یمینہ سے اصرار کیا جو اپنی طبیعت کی وجہ سے اونچی نیچی سڑک پر جانے سے انکاری تھی۔

"یار رات میں مشکل سے درد کچھ ٹھیک ہوئی ہے یہ نہ ہو کہ کہیں پاؤں غلط پڑ جائے تو اتنا بھی چلنے سے جاؤں۔کوئی بات نہیں تم چلی جاؤں نا"

"اوکے میں تمہارا بیگ لے جاؤں میری شرٹ کے ساتھ سوٹ کر رہا ہے" ثمین نے اسکے بلیک اور براؤن بیگ کی جانب اشارہ کیا۔

"لے لو مگر اب بالکل ہی اسے اپنا سمجھ کر اس میں سے پیسے اڑانے کی ضرورت نہیں" یمینہ نے اسے تنبیہ کی۔

"اف کتنی کنجوس ہو" وہ اسے چڑاتے ہوئے اسکا بیگ لئے باہر نکل گئی۔

"یمینہ نہیں آئی" ودان نے ثمین کو اکیلے آتے دیکھ کر پوچھا تو ثمین نے اس کے نہ آنے کی وجہ بتائی۔

شام میں جس وقت سب اسٹوڈنٹس اپنا اپنا سامان لئے ویٹنگ ایریا میں نکلنے کے لئے تیار کھڑے تھے کہ شہاب نے ایک جانب کھڑے ٹیچرز کو کچھ کہا اور تھوڑی ہی دیر میں وہاں افراتفری پھیل گئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" سب لڑکیوں کے بیگز چیک کیے جا رہے تھے۔

اتنی دیر میں سر واسع لڑکیوں کی جانب آئے۔

"بیٹا آپ لوگ پلیز اپنے بیگز چیک کریں شہاب کی واچ کہیں گم گئی ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ کسی نے چوری کی ہے کیونکہ اس پر ڈائمنڈز لگے ہوئے تھے۔ میں جانتا ہوں کہ ہمارے اسٹوڈنٹس میں سے کوئی ایسے نہیں کر سکتا مگر اسکی تسلی کے لئے آپ لوگ ایک مرتبہ چیک کرلیں۔ سمیعہ بیٹا آپ پلیز سب کے بیگز خود چیک کریں" انہوں نے کلاس کی ایک اسٹوڈنٹ کو کہا اور خود بھی پاس کھڑے ہو گے۔ شہاب بھی وہاں آچکا تھا۔

یمینہ کا بیگ چیک کرتے ایک گھڑی اس میں سے نکلی جسے دیکھ کر وہ بھی ششدر رہ گئی۔

"یہی ہے سر دیکھا آپ نے میں نے کہا تھا نا کسی نے چوری کی ہے" سب ساکت تھے۔

اور یمینہ اسکا تو رنگ منٹوں میں زرد ہوا۔

ودان جو اسی جانب دیکھ رہا تھا۔ غصے سے شہاب کی جانب بڑھا۔

"جھوٹا الزام مت لگاؤ۔ اب اس طرح تم نے اسے ٹریپ کیا ہے" ودان نے اسے کندھے سے کھینچتے اسکا رخ اپنی جانب کرتے غصے سے کہا۔

"اوہ تمہیں بڑا درد اٹھتا ہے اس کا۔ لگتی کیا ہے تمہاری۔۔ گرل فرینڈ یا۔۔۔ رکھیل" شہاب نے شیطانی مسکراہٹ اس پر اچھالتے طنز کیا۔

ودان نے زوردار تھپڑ مار کر اسکے طنز کی کھولن نکالی۔

"تم جیسے گھٹیا لوگوں کی سوچ بس یہیں تک ہے" اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے اس نے شہاب کو گھورا۔

"کیا ہو گیا ہے ودان" سب ٹیچرز انکی جانب آئے۔

"سر وہ میری بیوی کے لئے گھٹیا الفاظ استعمال کرے اور میں خاموش رہوں" ودان کی بات پر تو سب ٹیچرز کو بھی سانپ سونگھ گیا۔ اور شہاب کی حالت تو سب سے زیادہ غیر ہو گئی۔

یمینہ نے بھی حیرت سے آتش فشاں بنے ودان کو دیکھا جس نے سب کے سامنے اس راز کو کھول دیا تھا۔

"بکواس کر رہا ہے ثبوت دکھاؤ یہ صرف اسے بچانے کے لئے یہ بکواس کر رہا ہے۔ میں تو کیس کروں گا اس پر جیل جائے گی یہ" شہاب نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اس سے پہلے تو تمہیں جیل پہنچاؤں گا جو یونیورسٹی کے ہاسٹل میں منشیات فروشی کا کام کرتا ہے" ودان کو اب اسکے پول کھولنا ضروری لگا۔

سب ٹیچرز حیران پریشان تھے کے آخر ہو کیا رہا ہے۔

پولیس آچکی تھی۔انہوں نے دونوں کے بیان سن کر یہ کیس اسلام آباد پولیس کے حوالے کیا۔

ودان نے خلیل صاحب کو کال کی۔اور انہیں اسی وقت اسلام آباد کے تھانے میں پہنچنے کا کہا نکاح نامے سمیت۔اپنے بیگ سے اس نے لیپ ٹاپ نکالا اور ایک سی ڈی پولیس کے حوالے کی جس میں شہاب کی منشیات فروشی سے متعلق بہت سی ویڈیوز بنائیں گئیں تھیں۔اور اسکی ایک کاپی انشال کے ابو پہلے سے ہی اپنے ایک دوست جو کہ پولیس میں اعلی عہدے پر تھا اسے دے چکے تھے۔

"یار تم مجھے تو بتا سکتے تھے" سر عظیم نے ودان کے پاس آتے اسے نکاح سے متعلق کہا۔

"سر میں نے بتانا تھا بس ٹائم نہیں مل سکا۔"

"سر ابھی تو ان سب کو ہمارے ساتھ اسلام آباد تھانے جانا پڑے گا۔وہیں سارا معاملہ چیک کیا جائے گا" پولیس آفسر نے سر عظیم کی جانب آتے ودان، یمینہ اور شہاب کی جانب اشارہ کیا۔

"سر اس لڑکی نے چوری نہیں کی یہ اس گھٹیا انسان نے جان بوجھ کر اسے ٹریپ کیا ہے" ودان کو یمینہ کو پولیس اسٹیشن لے جانے والی بات کھلی۔اس نے وضاحت کی۔

"دیکھیں ابھی کچھ ثابت نہیں ہوا۔پلیز آپ لوگ کوپریٹ کریں" اس نے ودان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سمجھایا۔باقی سب اسٹوڈنٹس کو جانے کا کہا۔جبکہ ودان، یمینہ اور شہاب کو روک کر اسلام آباد آفس پہنچانے کا انتظام کیا جانے لگا۔سر عظیم بھی انکے ساتھ رک گئے۔

"یار میں رک جاؤں تیرے ساتھ" انشال نے ودان کے پاس آ کر پوچھا۔

"نہیں یار بس تو انکل کو ساری سچویشن بتا دے اور انکے دوست سے کہنا کہ انکی انوالومنٹ چاہیئے۔" ودان نے رسان سے اسے منع کیا۔

"وہ تو میں نے ابھی ڈیڈی کو بتا دیا ہے"

"ویٹس گریٹ۔بس تم دعا کرنا" ودان نے اسے کہتے ساتھ ہی یمینہ کی جانب دیکھا جواب بھی کسی شاک کی سی کیفیت میں کھڑی ہوئی تھی۔

ودان نے اس کی جانب قدم بڑھائے۔

"منا" ودان نے اسے آواز دی۔اس نے خالی آنکھوں سے ودان کی جانب دیکھا۔

"یہ سب میں نے نہیں کیا" بمشکل وہ یہ الفاظ ادا کر سکی،آنسو لڑی کی صورت اسکی آنکھوں سے بہے۔

"مجھے یقین دلا رہی ہیں؟ کیا ہو گیا ہے آپکو مجھے یہ سب بتانے کی ضرورت ہے کیا؟ میں جانتا ہوں یار کہ یہ سب آپ نے نہیں کیا۔یہ صرف ایک چال چلی ہے اس۔۔۔۔خبیث انسان نے" ودان نے اسے دائیں بازو کے گھیرے میں لیا۔ "پلیز اسٹاپ کرائنگ ڈیئر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اللہ ہے نا ہمارے ساتھ۔۔ہاں۔۔۔ایسے مایوس مت ہوں سب کچھ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔آپ پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ آپ دیکھنا میں ابھی کرتا کیا ہوں اس کے ساتھ۔جس نے میری عزت پر دوبارہ حملہ کرنے کی کوشش کی ہے۔" ودان نے سرد لہجے میں کہا۔

باقی کے سب سٹوڈنٹس کو ٹیچرز لے جا چکے تھے۔جبکہ انہوں نے پولیس گاڑی میں جانا تھا۔

"رات کے گیارہ بجے وہ اسلام آباد تھانے میں پہنچے۔شہاب نے اپنے کزنز میں سے ایک کو بلا لیا تھا۔

جبکہ خلیل صاحب بھی پہنچ چکے تھے۔جیسے ہی یہ لوگ تھانے میں داخل ہوئے یمینہ خلیل صاحب کو سامنے دیکھ کر ایک مرتبہ پھر سے بکھر گئی۔

انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگا کر تسلی دی۔

انشال کے ابو کے دوست ایس پی کی کال بھی آ چکی تھی اور اس نے وہاں کے ایس ایچ او کو ساری تفصیل بتا دی تھی کہ شہاب کے خلاف نہ صرف ثبوت ہیں بلکہ اسکے وارنٹ گرفتاری بھی جاری ہو چکے ہیں اور جیسے ہی انہوں نے یونیورسٹی ٹرپ کے ساتھ لاہور پہنچنا تھا اسے وہیں سے گرفتار کر لیا جانا تھا۔

مگر قسمت سے اس کا موقع نہیں آیا۔

اسکے کزن نے اور شہاب نے بہت واویلا کرنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکے کیونکہ ہوم منسٹر نے

بھی اسکا نوٹس لیا تھا۔

"اور آپ اس سے پوچھیں کہ کیسے اس نے یہ گھڑی والا الزام اس معصوم لڑکی پر لگوایا۔ یہ پلاننگ اس نے کیسے کی" ودان نے غصے سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں بھئی جوان بڑا جوشیلا ہے تو بتا کیسے یہ سب کیا تھا" پولیس آفسر نے سخت لہجے میں پوچھا۔باقی سب کرسیوں پر بیٹھے تھے۔

"اس لڑکی نے ہی میری گھڑی چوری کی تھی" وہ اب بھی اپنی بات پہ سے ایک انچ ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔

"بیٹا ڈرائینگ روم کی سیر کے بعد مانے گا یا پہلے ہی شرافت سے بتادے گا۔" پولیس آفسر اپنی چیئر سے کھڑا ہو کر شہاب کے پاس آکر اسکی گردن پر اپنی اسٹک کی نوک رکھتا ہوا بولا۔

"میں نے کہا نا اس نے۔۔۔۔" وہ ابھی بھی مکر رہا تھا۔

"اے بتاؤ نہیں تو کھال کھینچ لوں گا" پولیس آفسر نے اسکی کمر پر زور سے اسٹک مارتے ہوئے چلا کر کہا کہ یمینہ کی تو چیخ نکل گئی۔

جبکہ شہاب کراہ کر رہ گیا۔

"یہ سب نہیں کر سکتے آپ" اس کا کزن چلایا۔

"بکواس کی تو تجھے اس سے پہلے سلاخوں کے پیچھے بھیجوں گا۔ اب تو بتائے گا یا"

"بتاتا ہوں" پولیس آفسر کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی شہاب التجائیہ انداز میں بولا۔

"جب ہمارا ٹرپ شروع ہوا تھا تب ہی میں نے اچھی طرح اسکے بیگ کو دیکھ لیا تھا۔ آج دوپہر میں جب اسکی دوست اس کا بیگ لے کر روم سے باہر آئی میں نے اس کا پیچھا کیا اور شاپنگ کرتے ہوئے ایک جگہ جان کر اس سے ٹکرایا اور ایسے ظاہر کیا کہ اسے گرنے سے بچایا ہے جبکہ میں اس وقت اسکے بیگ میں اپنی گھڑی منتقل کر چکا تھا۔ میں اس سے دوستی کرنا چاہتا تھا اور اس نے مجھے اس سوال کے بدلے تھپڑ مارا تھا اس تھپڑ کا میں بدلہ لینا چاہتا تھا۔ اسی لئے میں نے یہ سب کیا" اسکی بات سن کر اس کا کزن بھی ششدر رہ گیا۔

باقی سب بھی خاموش تھے۔ جبکہ ودان نظریں نیچی کیئے خود پر ضبط کر رہا تھا نہیں تو دل تو اس کا کر رہا تھا کہ اٹھ

کر اسکا منہ توڑ دے جس سے وہ اسکی بیوی کے بارے میں ایسی باتیں کر رہا تھا۔

"اچھا سر ہمیں اجازت دیں اب" خلیل صاحب نے اٹھتے ہوئے پولیس آفیسر سے اجازت چاہی۔ ودان جو کہ اسکی ٹیبل کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھا تھا اٹھ کھڑا ہوا۔

پولیس آفسر سے ہاتھ ملاتے اسکا شکریہ کہا پھر شہاب کے نزدیک جا کر رکا۔

"آج کے بعد تمہیں اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ سب سے بڑا پلینر وہ اللہ ہے ہم بہت طریقے نکالتے ہیں بہت سے پلینز بنا کر دوسروں کے لئے گڑھے کھودتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے اس میں ہم خود گر پڑیں گے۔ میں نے تمہیں بہت مرتبہ وارن کیا بات صرف مجھ تک رہتی تو میں شاید تمہیں معاف کر دیتا مگر بات اب میری بیوی کی تھی۔ اس کے ساتھ غلط کرنے والے ہر بندے کو میں اس کے انجام تک پہنچاؤں گا۔ انجوائے دا اینڈ آف دس ریوینج" ایک ایک لفظ بڑے پرسکون انداز میں کہتا وہ اسے بہت کچھ جتا گیا۔

اور پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

☆......☆......☆

"اسی دن کے لئے کہہ رہی تھی کہ رخصتی کروائیں اب مگر نہیں میری کس نے سننی ہے یہاں" مصباح ساری روداد سن کر بولیں۔

پولیس اسٹیشن سے نکلتے ہی وہ لوگ رات دو بجے کی لاہور کی فلائٹ پکڑ کر گھر آئے تھے۔

مصباح پریشان بیٹھیں انکا انتظار کر رہیں تھیں۔ گھر سے جانے سے پہلے خلیل صاحب نے مختصراً مصباح کو بتا دیا تھا کہ وہ دونوں کسی مشکل میں ہیں۔

"امی کی بات صحیح ہے" ودان جو پہلے ہی رخصتی کا خواہشمند تھا ماں کی بات کی تائید کرنے لگا۔

"اچھا اب تو آرام کرنے دیں۔ اللہ کا شکر ہے اس نے ہر طرح کی مشکل سے بچا لیا ہے۔ ریسٹ کر لیں پھر اس بات کو ڈسکس کرتے ہیں" خلیل صاحب نے یمینہ کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کے ہاتھ پر ابھی بھی خراش کے نشان تھے اور اتنی پریشانی لینے کے بعد وہ بہت ہی پژمردہ سی نظر آ رہی تھی۔

مصباح نے اسے صوفے سے اٹھایا اور رحمہ کے کمرے میں لے آئیں۔ تا کہ وہ ریسٹ کر لے۔

"کچھ کھانا پینا ہے بیٹا"

"نہیں چچی ایئر پورٹ پر چچا نے سینڈوچز لے لئے تھے۔ وہی کھا لیے ہیں تو اب بالکل بھوک نہیں لگ رہی" تھکی ہوئی آواز میں اس نے مصباح کو منع کیا۔

"ٹھیک ہے بیٹا آرام سے لیٹ جاؤ" کہتے ساتھ ہی وہ چلیں گئیں۔

فجر کا وقت قریب ہی تھا۔ یمینہ نے اٹھ کر وضو کیا پھر نماز ادا کی۔ سلام پھیر کر وہ یکدم سجدے میں گر کر رونے لگی۔

"اے اللہ آپ کا میں کیسے شکریہ ادا کروں کہ آپ نے آج مجھے نا انصافی اور ایک گھٹیا پلیننگ کی بھینٹ چڑھنے سے بچالیا میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں جو آپکے کرم اور رحمت کو بیان کر سکیں۔" وہ خاموش لب بس آنسو بہاتی گئی۔ کبھی کبھی الفاظ وہ بات اللہ تک پہنچانے کا سبب نہیں بن سکتے جو آپکے آنسو بن جاتے ہیں چاہے وہ تشکر کے ہوں یا ندامت کے۔

☆......☆......☆

شام میں مصباح اور خلیل نے مل کر فیصلہ کر لیا کہ اسی ہفتے میں جمعہ کی رات کو ریسیپشن دے کر یمینہ کی رخصتی کروا دیں گے۔

"مبارک ہو" رحمہ کمرے میں آئی جہاں یمینہ بیڈ پر بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔

"خیریت کس بات کی مبارک باد کہیں تمہارے سسرال والے تو نہیں آ گئے۔" رحمہ کی بات خلیل صاحب کے ایک دوست کے بیٹے کے ساتھ طے ہو چکی تھی جو کینیڈا میں ہی ہوتے تھے۔ اور انہوں نے شادی کی تاریخ پکی کرنے انہی دنوں میں آنا تھا۔

"ابھی تو آپ اپنے پیا دیس جانے کی تیاری کریں پھر میں جاؤں گی۔" رحمہ نے شوخی سے کہا۔

یمینہ نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپکے اور بھیا کے ریسیپشن کی تیاری ہو رہی ہے اس جمعہ کو۔" اور جمعہ آنے میں صرف تین دن رہ گئے تھے۔ یمینہ اتنی جلدی پر پریشان ہو گئی۔ ابھی تو ان دونوں کے مابین کوئی انڈرسٹینڈنگ کا رشتہ نہیں بنا تھا۔ ابھی تو

دونوں ایک دوسرے کو برداشت مشکل سے کرتے تھے۔تو ایک نئے رشتے کا آغاز کیسے کر لیتے۔ودان کی کسی بات سے ایسا محسوس ہی نہیں ہوتا تھا کہ وہ اس کو بیوی کے رشتے میں قبول کر چکا ہے۔ہاں اس نے اسے بچایا ضرور تھا مگر اسکے نام جڑنے کی وجہ سے اسے آخر تو اپنی عزت کا خیال رکھنا تھا۔مگر وہاں سے آ کر بھی صبح سے شام ہو گئی تھی اس نے آ کر ایک مرتبہ بھی یمینہ کا حال نہیں پوچھا تھا۔یہ سب یمینہ کا خیال تھا۔

وہ اس بات سے انجان تھی کہ اس سب کے پیچھے اصل زور ہی ودان نے ڈالا ہے کہ اب رخصتی کرنی بہت ضروری ہو گئی ہے۔

وہ رحمہ کی خوشی نظر انداز کر گئی۔

"چچی کہاں ہیں" اس نے سنجیدہ نظروں سے رحمہ کو دیکھا اسے کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔

"ممی تو اپنے روم میں ہیں" رحمہ بھی سنجیدہ ہوئی۔

"اور کون کون ہے وہاں"

"کوئی بھی نہیں بابا تو باہر کہیں گئے ہیں اور سبحان لاؤنج میں بیٹھا ہے بھیا بھی کہیں باہر گئے ہیں" اسکے بتانے پر یمینہ کو لگا یہ سب سے مناسب وقت ہے مصباح سے بات کرنے کا۔

وہ وقت ضائع کیے بنا تیزی سے باہر نکلی اس کا رخ مصباح کے کمرے کی جانب تھا۔

"چچی میں آجاؤں" اس نے دروازہ ناک کر کے تھوڑا سا کھول کر سر اندر کرتے اجازت لی۔

"ارے بیٹا اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے آؤ نا"

وہ جو پیپر پین پکڑے کچھ لکھنے میں مصروف تھیں انہوں نے مسکراتے ہوئے اسکی جانب دیکھا۔

وہ آہستہ سے چلتی انکے سامنے بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔انہوں اس کے چہرے پر کوئی غیر معمولی بات نظر آئی جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھیں۔

وہ سر نیچے کیے گود میں رکھے ہاتھوں کو مروڑ رہی تھی۔

"میری جان کیا بات ہے جو بھی کہنا ہے یہ سمجھ کر کہو کہ تم اس وقت اپنی ماں کے سامنے بیٹھی ہو۔" انہوں نے اس کی جھجک بھانپ لی۔

"چچی میں ۔۔۔ آپ ابھی یہ سب ریسیپشن کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ مگر میں ابھی ۔۔۔ میرا مطلب ہے میں ابھی پڑھنا چاہتی ہوں ۔۔ میں ابھی رحمہ کے ہی روم میں رہ لوں ۔ میں نے اس ماسٹرز کے لئے بہت محنت کی ہے میں نہیں چاہتی کہ شادی کی ذمہ داریوں میں لگ کر میں اس سے غافل ہو جاؤں ۔۔۔ بس مجھے اس کو مکمل کرنے تک کا وقت دے دیں ۔۔۔ "اس نے جھجکتے ہوئے جس انداز سے کہا مصباح کو اس پر بے اختیار پیار آیا۔ آگے بڑھ کر اسے ساتھ لگایا۔

"میری جان اتنا گھبرا کر کیوں یہ سب کہا۔ میں ودان کی ماں بعد میں پہلے تمہاری ہوں ۔ تمہیں یاد ہے نا میں نے ہمیشہ تمہیں بہت پیار دیا ہے ۔ جب تم میرے پاس آتی تھیں ہر مرتبہ یہ خواہش زور پکڑتی تھی کہ کسی طرح تمہیں اپنے پاس روک لوں ۔ تو اب جب اللہ نے تمہیں مجھے دے دیا ہے تو کیا میں تمہیں ویسے ہی پیار نہیں کروں گی ۔ تم سے باقی ہر رشتہ بعد میں پہلے تم میری بیٹی ہو ۔ ودان کی تم فکر مت کرو اسے اور تمہارے چچا کو میں سمجھا لوں گی ۔ میں جانتی ہوں تم نے کتنے مشکل دن گزارے ہیں لیکن اب اور نہیں ۔

ہم یہ سب اسی لئے کر رہے ہیں کہ ایک مرتبہ تمہارا اور ودان کا ریلیشن سب میں ڈکلئیر کر دیں ۔ تم ٹینشن مت لو ۔ تم مجھے اتنی پیاری نہ ہوتیں تو اپنے بیٹے کے ساتھ میں یہ ظلم کبھی نہ کرتی ۔ "انہوں نے اسکے سر پر پیار کرتے ہوئے اسے اپنے اور ساتھ لگایا۔

☆......☆......☆

"یہ کیا بات ہے اب "رات میں خلیل صاحب نے ودان کو سٹڈی روم میں بلا کر میمنہ کی خواہش کا ذکر کیا اور ودان شدید کوفت سے دو چار ہوا۔

"بیٹا بات اس کی غلط بھی نہیں ۔ شادی شدہ زندگی کی ذمہ داریوں میں لگ کر بچیاں اس طرح پڑھ نہیں پاتیں "انہوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی ۔

"دس از کمپلیٹلی ان فئیر آپ لوگ فضول میں اسے فیور کر رہے ہیں ۔ "ودان نے خفگی سے منہ پھلایا۔

"اب کیا کریں ہمیں وہ ہے ہی اتنی پیاری" خلیل صاحب کو تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کا ہمیشہ سے سنجیدہ رہنے والا بیٹا اب محبت میں رومیو بنا ان کے سامنے بیٹھے اپنی کیفیت آشکار کر رہا ہے ۔

"میں تو سوتیلا ہوں نا جیسے" اس کے چڑنے پر وہ ہنس پڑے۔

"بابا آپ یہ ٹھیک نہیں کر رہے اس کا آگے ہی دماغ ٹھیک نہیں آپ اور اسے آسمانوں پر چڑھا رہے ہیں۔ میں ذرا اچھی طرح بتاتا ہوں اسے اس سب کا مطلب" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیا کر دے۔ اب جب وہ اسکی رگ رگ میں بس گئی تھی تو پھر سے وہ فاصلے بیچ میں لا رہی تھی۔

"ہیلو مسٹر خبردار! میرے سامنے ہی بیٹھ کر میری ہی بیٹی کو ڈرانے دھمکانے کی بات کر رہے ہو" خلیل صاحب نے مصنوعی غصے کا اظہار کیا۔

"اوہو آپکی بیٹی" اس نے بھی انہیں کے انداز میں کہا۔

وہ ہنس پڑے۔

"شرم نہیں آتی باپ کے سامنے اپنی بے تابیاں دکھا رہے ہو" انہوں نے اسے شرم دلانے کی کوشش کی۔

"آپ پہلے میرے بیسٹ فرینڈ ہیں پھر باپ ہیں" اس نے ان کی بات کا کوئی اثر نہیں لیا۔

"اللہ تم دونوں کو خوش رکھے" انہوں نے دل سے دعا دی۔

مگر اس دن کے بعد سے یمینہ ایسے اسکے سائے سے بھی چھپی کے تین دن وہ نظر ہی نہیں آئی۔ جب پوچھو کہاں ہے بازار چکر کرنے میں اور اب ایک پورا دن پارلر گزار کر آئی۔ فون اور میسیجز کا وہ ریپلائی نہیں کر رہی تھی۔ ودان جھنجلا کر رہ گیا۔

اسی میں انکی ریسیپشن کی رات آگئی۔

وہ ہال میں موجود تھا۔ اسکی یونیورسٹی کے بہت سے لوگ۔ رشتے دار سب اکٹھے تھے۔

یمینہ ابھی نہیں پہنچی تھی۔

"اور جی آج کیسا محسوس کر رہے ہیں" انشال کے پوچھنے پر اسے ایسا لگا کسی نے جلتی پر تیل رکھ دیا ہے۔

"خاک محسوس کرنا ہے" ودان نے اسے یمینہ کی خواہش بتائی۔

"میں بھی سوچ رہا تھا کہ اتنے تیز ھے لوگوں کا اتنی آسانی سے ایک ہونے کے لیے مان جانا بڑی حیرت کی بات ہے" انشال نے مسکراہٹ دبا کر ودان کو گویا آگ لگا دی۔ وہ اس وقت بلیک ڈریس پینٹ اور کوٹ میں

وائٹ شرٹ اور پیچ ٹائی لگائے بہت ہی چارمنگ لگ رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے کوئی جواب دیتا یمینہ گاڑی سے اترتی ہوئی نظر آئی۔

سب نے ودان کو کہا کہ آگے بڑھ کر اسکے ساتھ کھڑا ہو اور اس کو لے کر پھر ہال میں انٹر ہو۔

تمام لائٹس آف کر دی گئیں تھیں۔ صرف ایک سپاٹ لائٹ جل رہی تھی جس کی روشنی میں یمینہ اور ودان ہاتھ تھامے آہستہ آہستہ چلتے آ رہے تھے۔

تالیوں کی گونج اور ہلکے سے میوزک میں ان کو سب نے ویلکم کیا۔

یمینہ پیچ اور سٹیل گرے میکسی پہنے لائٹ سا سیٹ پہنے خوبصورت سے میک اپ میں آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ ہر دیکھنے والی آنکھ نے رشک سے ان کے کپل کو دیکھا۔

ودان کی مضبوط گرفت میں اس کا ہاتھ آج کپکپا رہا تھا۔

وہ اسے لئے اسٹیج کی جانب بڑھا اور پھر سب لائٹس آن کر کے اسٹیج کے گرد ودان کے سب کلاس فیلوز جو کھڑے تھے انہوں نے اسپیشل شوٹرز بنوائے تھے جن میں گلاب کے پھولوں کی پتیاں تھیں انہوں نے لائٹ آن ہوتے ہی وہ چلائے۔

ان دونوں کے ہر طرف پھولوں کی پتیاں اڑتی ہوئی اتنا خوبصورت منظر پیش کر رہیں تھیں جس کو ہر کسی کے کیمرے نے خود میں محفوظ کر لیا۔

ودان کبھی اسکے پاس آجاتا اور کبھی اٹھ کر دوستوں میں چلا جاتا۔ جیسے ہی کھانے کا ٹائم ہوا فوٹوگرافر انہیں لے کر اسی ہال کے گراونڈ میں آ گیا تاکہ انکا فوٹو شوٹ کر سکے۔

ودان پہلے سے ہی یمینہ کے فیصلے پر بھرا بیٹھا تھا اب تو اسے تنگ کرنے کا اور بھی موقع مل گیا۔

جب فوٹوگرافر اس کا ہاتھ پکڑنے کا کہتا ودان اتنے زور سے پکڑتا کہ یمینہ اسے گھور کر رہ جاتی۔

اور پھر ودان نے ایسے ایسے پوز بنوائے کہ یمینہ کا دل کیا یہیں سے بھاگ جائے۔

وہ رونے والی ہو گئی۔ ودان کی حرکتوں پر۔

"اف مجھے چکر آ رہے ہیں۔۔۔ پانی پانی۔۔۔۔" اس نے سر پکڑ کر قدموں میں تھوڑی لڑکھڑاہٹ پیدا

کی۔ودان واقعی گھبرا گیا۔

"کیا ہوا منا۔۔بیٹھ جائیں" اس نے جلدی سے پاس پڑی کرسی پر اسے بٹھایا۔

یمینہ نے اپنی اتنی اچھی ایکٹنگ پر خود کو داد دی۔

"مجھ سے کھڑے نہیں ہوا جارہا پلیز اندر لے جائیں" اس نے آواز میں نقاہت پیدا کی۔

ودان نے باقی فوٹو سیشن کا سلسلہ بند کروایا۔

اور اسے لے کر اندر کی جانب بڑھا۔

"اف اگر اسے پتہ چل جائے کہ میں ڈراما کر رہی ہوں اس نے یہیں مجھے کچا چبا جانا ہے۔پوز ایسے بنوا رہا تھا جیسے بڑی محبت ہو ہم میں۔۔۔ہم بس دکھاوا مجھے تنگ کرنے کے لیے" اس کے ساتھ چلتے یمینہ نے سوچا۔

اندر لے جا کر تھوڑی دیر بعد اس نے ڈرامہ ختم کیا۔تو ودان کی جان میں بھی جان آئی۔ مگر اسے ابھی بھی پتہ نہیں چلا تھا کہ یمینہ نے یہ سب جان بوجھ کر کیا تھا۔وہ یہی سمجھا تھکاوٹ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

جس وقت فنکشن ختم ہوا۔اور سب مہمان باہر آئے۔جتنے کپلز تھے ان سب کو ودان کے فرینڈز نے فلائینگ لینٹرز دیں۔سب نے فضا میں اڑائیں اور سب سے بڑی آخر میں ودان اور یمینہ نے مل کر اڑائی۔ پورے آسمان میں ایسا لگا چھوٹے چھوٹے ستارے ٹمٹمانے لگ پڑے ہیں۔یمینہ نے اپنے پورے ریسپشن میں اس اینڈنگ کو سب سے زیادہ انجوائے کیا۔

واپس آکر رحمہ کے کمرے میں جاتے ساتھ ہی اس نے کپڑے چینج کر کے میک اتار کر وضو کر کے نماز پڑھی۔رحمہ آتے ساتھ ہی چینج کر کے سو بھی چکی تھی۔وہ بیڈ کے دوسری جانب آکر لیٹنے لگی کہ ڈریگن کا موبائل پر واٹس ایپ میسج آیا۔

اس نے جیسے ہی اوپن کیا۔وائس میسج آیا ہوا تھا اس نے ہینڈ فری لگا کر پلے کیا تو ودان کی گھمبیر آواز میں

OneTwo

کے سانگ وواوٹ یو کی چند لائنز گنگنائیں ہوئیں تھیں۔

I can read your foolish mind

Goingdark from time to time

How's my heart supposed to beat

How's my heart supposed to beat without you

How am I gonna make it through

Without You

ودان کی گھمبیر آواز میں گائے گئے اس گانے نے اسکا دل اور ہی انداز میں دھڑکایا۔

"تو کیا وہ بھی مجھے اسی انداز میں سوچنے لگا ہے جس میں میں اسے اب سوچتی ہوں یا پھر یہ بھی چڑانے کا کوئی انداز ہے۔۔۔" یمینہ کی سوچ کا دائرہ ابھی بھی وہیں اٹکا ہوا تھا۔

☆......☆......☆

"یار آج شام میں آجا نکاح کے لیے میری شلوار قمیض لینے جانا ہے" انشال کے نکاح کے دن بھی قریب آتے جا رہے تھے۔اور ودان بھائی بن کر اسکے ہر کام میں آگے تھا۔

ادھر ان کے اپنے گھر میں ودان اور یمینہ کے ریسپشن سے اگلے دن ہی رحمہ کے ہونے والے سسرال کا فون آ گیا کہ وہ اسی ہفتے آ رہے ہیں اور انکے آنے کے دس دن بعد انکی شادی کی ڈیٹ فائنل کر دی گئی۔

یونیورسٹی میں ان کا سیکنڈ سمسٹر شروع ہو چکا تھا۔ودان اور یمینہ اکٹھے آتے جاتے تھے۔ودان اب چاہتا بھی تو یمینہ کے لیے وہ اجنبیت اور لاتعلقی آ ہی نہیں پاتی جو وہ ودان سے روا رکھے ہوئے تھی۔

وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر وہ کیوں اس بے گانگی کو طول دے رہی ہے۔ایسا نہیں تھا کہ وہ اس سے نارملی بات نہیں کرتی تھی مگر اپنے رشتے کے حوالے سے کچھ بھی کہنے سے کتراتی تھی۔

ان کی نوک جھونک اسی طرح برقرار تھی۔

اس دن ودان اور سبحان لاونج میں بیٹھے میچ دیکھ رہے تھے کہ یمینہ تیزی سے اندر آئی۔

"سبحان میرا موبائل دیکھا ہے کہیں" پریشان سی آواز ودان کو پیچھے سے سنائی دی۔

"نہیں بھابھی" سبحان اور رحمہ اسے ودان کے حوالے سے ہی بلاتے تھے اب۔

"ہائے اللہ کہاں چلا گیا" اس نے پریشانی سے چاروں جانب دیکھتے ہاتھ سر پر رکھا۔

"بھائی آپکے پاس موبائل ہے بیل دیں۔ بھابھی سائلنٹ تو نہیں تھا" سبحان نے ودان کو کہتے ساتھ ہی یمینہ سے تصدیق کی۔

"نہیں سائلنٹ تو نہیں تھا" یمینہ کی آواز میں اب بھی پریشانی گھلی تھی۔

"مل جائے گا یار ٹینشن مت لو" ودان نے اسکے موبائل پر بیل دیتے اسے تسلی دی۔

بیل کی آواز ودان کے پاس رکھے کشن کے نیچے سے آئی۔

اس نے جیسے ہی کشن اٹھا کر موبائل پکڑا تو ڈریگن کالنگ دیکھ کر اس نے گھور کر یمینہ کو دیکھا۔

وہ اپنی پریشانی میں بھول چکی تھی کہ اس نے ودان کا نام ڈریگن سے سیو کیا ہے۔

سبحان کی بھی جیسے ہی نظر اسکرین پر پڑی اسکی منہ سے ہنسی کا فوارہ نکلا۔

"ہاہاہاہا بھاء! یہ تو محبت کی انتہاء ہوگئی ہے" اس نے ودان کو چھیڑا۔

" کسی کے موبائل پر اسکی اجازت کے بغیر نظر بھی نہیں ڈالتے" یمینہ کہاں شرمندہ ہونے والی تھی اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹتے ہوئے بولی۔

"جب بیوی اپنی ہو تو اسکی چیزوں پر نظر ڈالنے کے لئے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی" ودان نے اسے اپنے مابین رشتہ جتایا۔

"ان پر تو غصہ ہو رہے ہیں آپ نے بھابھی کا نمبر کس نام سے سیو کیا ہے وہ بھی تو بتائیں نا" سبحان کی نظر کال ملاتے وقت اسکے موبائل پر پڑ چکی تھی۔

"شٹ اپ" ودان نہیں جانتا تھا کہ سبحان دیکھ چکا ہے لہذا اب بات کھلنے کے ڈر سے جلدی سے پوچھا۔ ورنہ اپنا نام دیکھ کر وہ واقعی ویمپائر بن جاتی۔

" کس نام سے سیو کیا ہے دکھائیں مجھے" یمینہ بھی متجسس ہوئی۔ اتنا تو وہ جانتی تھی کوئی اچھا نام نہیں ہوگا مگر اتنا برا تھا یہ بھی وہ نہیں سوچ سکتی تھی۔

"جائیں اب مل گیا ہے نا موبائل میچ دیکھنے دیں۔" وہ جو اسکے صوفے کے پاس کھڑی تھی ودان نے اسے

ٹالنے کے لیے جلدی سے کہا اور اپنی توجہ ٹی وی کی جانب مبذول کی۔

"دیکھے بغیر تو میں نہیں جاؤں گی" اسکی بات پر سبحان ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

"بھائی دکھاؤ نا اب" اس نے ودان کو چڑایا۔ جبکہ یمینہ اپنا نام دیکھنے کے اشتیاق میں اس کے اور قریب آ گئی۔

"تم اپنی بکواس بند رکھو۔ کوئی نام نہیں رکھا جائیں اب" ودان نے موبائل ٹی شرٹ کی فرنٹ پاکٹ میں ڈالتے ہوئے اسے ایک مرتبہ پھر ٹالنا چاہا۔

مگر یمینہ نے اسکی پاکٹ سے بڑے مزے سے موبائل اچک لیا۔

ودان تو اس کی جرات پر ہکا بکا رہ گیا۔ پھر جلدی سے کھڑے ہوتے اسکا بازو پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا۔

"دیکھنے دیں مجھے کہ کیا رکھا ہے" یمینہ نے موبائل اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ کر اسکی پہنچ سے دور کرنا چاہا جو ہاتھ آگے بڑھا کر موبائل اس سے لینے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جان من رکھا ہے۔ بس سکون آ گیا منا دیں واپس" وہ جھنجھلایا

جب کہ منا نے تیزی سے کھول لیا یہ بھی شکر تھا کہ اس پر پیٹرن یا پاس ورڈ نہیں رکھا تھا۔

جیسے ہی اس نے کال لوگ میں چیک کیا تو اسکا نمبر ویمپائر کے نام سے سیو تھا۔

اسکا تو غصے اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات سمیت منہ ہی کھل گیا۔

ودان بھی موبائل اسکے ہاتھ سے لینے کی کوشش ترک کر چکا تھا۔

"ایسی لگتی ہوں میں آپکو" وہ تو صدمے میں ہی چلی گئی۔ مڑ کر ودان کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"اور میں ڈریگن دکھتا ہوں آپکو" اس نے الٹا سوال کیا۔

"لڑکوں کے امیج کی خیر ہوتی ہے ایشو سارا لڑکیوں کے امیج کا ہوتا ہے" اس نے تاسف سے ودان کو دیکھا۔

"واہ کیا لاجک ہے" ودان نے اسے طنزیہ سراہا۔

"اب تو بالکل آپکا بائیکاٹ" غصے سے اسکا موبائل اسکے ہاتھ پر رکھتی وہ دھپ دھپ کرتی چلی گئی۔

جبکہ سبحان کی بتیسی ابھی تک باہر تھی۔

"تو پھوٹ ڈلوا دے" ودان نے جلے دل سمیت اسے کہا۔

پہلے کون سا ان کے خوشگوار تعلقات تھے ودان نے حسرت سے سوچا۔

☆......☆......☆

"مبارک ہو جی آپکے سسرال والوں کی بھی آمد ہو ہی گئی۔آج شام میں آ رہے ہیں"

یمینہ ابھی ابھی چچی کے پاس سے اٹھ کر آئی تھی جہاں رحمہ کے سسرال والوں کا فون آیا تھا۔وہ ایک دن پہلے ہی کینیڈا سے آئے تھے اور اب ان سے ملنے کے لیے آنا چاہتے تھے۔

خلیل صاحب نے انہیں ڈنر پر بلایا تھا۔لہذا یمینہ نے چچی کے ساتھ مل کر ساری ڈشز تیار کیں۔

" کون سے شیف کو بلوایا تھا۔" ودان کچن میں آیا جانتا تھا کہ سب انہوں نے گھر پر بنایا ہے۔مگر یمینہ کو سامنے دیکھ کر اسے تنگ کیے بنا رہ نہ سکا جس نے واقعی اس دن کے بعد سے ودان کا بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔

اس سے بات چیت بند تھی۔یمینہ نے تیکھی نظروں سے اس کی جانب دیکھا جو اسکے قریب کھڑا شاشلک کی پلیٹ میں سے ایک اسٹک اٹھا کر کھانے لگا کہ یکدم وہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑی۔

"بہت ہی کوئی بری نظر ہے آپکی" ودان نے افسوس سے سر ہلاتے یمینہ کی جانب دیکھا جو اپنی مسکراہٹ روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"شکر کریں بری ہے۔۔"

"ہمیں تو یہ بری بھی منظور ہے مگر شرط یہ ہے کہ آپ ڈالیں تو سہی۔" ودان نے شکر کیا کہ اس نے چپ شاہ کا روزہ توڑا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی رحمہ کے سسرال والے آ گئے۔

ودان نے وہ گری ہوئی اسٹک اٹھا کر سائیڈ پر رکھی اور یمینہ پر ایک گہری نظر ڈالتا باہر چلا گیا۔جو اس وقت موو کلر کا شیفون کا فراک پہنے دوپٹہ سلیقے سے سر پر جمائے بے حد حسین لگ رہی تھی۔ودان خود ڈارک گرین کرتے اور وائٹ شلوار پہنے ہوئے بازو آگے سے فولڈ کیے بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"اسلام علیکم" وہ جوس کے گلاس لے کر ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی۔ اور ہولے سے سب کو سلام کیا۔ (شیراز) لڑکے کے ماں باپ اور بہن موجود تھے۔وہ دو ہی بھائی تھے ایک نے تو شادی سے ایک دن پہلے ہی آنا تھا اور شیراز انکے ساتھ نہیں آیا تھا۔

"وعلیکم سلام ماشاء اللہ بہت ہی پیاری بہو ہے آپکی" انہوں نے یمینہ کے سلام کرنے پر اٹھ کر اسے گلے لگاتے ستائش بھری نظروں سے دیکھتے مصباح سے کہا۔

"بہو نہیں جی بیٹی۔اصلی بیٹی تو اب یہی ہے رحمہ تو اب آپکی بیٹی بن گئی ہے" انہوں نے فخر اور محبت سے یمینہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو سب کو جوس سرو کر رہی تھی۔

ودان ابھی اٹھ کر گیا تھا۔

جیسے ہی وہ اندر آیا یمینہ کو صوفے پر بیٹھے دیکھ کر خود بھی اسکے ساتھ بیٹھ گیا اور بازو پیچھے کر کے صوفے کی پشت پر ایسے رکھا کہ یمینہ اسکے حصار میں آ گئی۔

" چھچھوروں والی حرکتیں مت کریں" یمینہ نے آہستہ سے کہتے اس طرح اسے دیکھا کہ باقیوں کو یہی لگا کہ وہ بہت نارمل گفتگو کر رہے ہیں۔

"شریف شوہر کے روپ میں میں آپکو قبول نہیں تو سوچا اب تھوڑا چھچھورا ہی بن جاؤں" ودان نے بھی اسکی جانب مسکراتے ہوئے دیکھا اور اس مسکراہٹ میں جو زچ کرنے والے تاثرات چھپے تھے یہ بس یمینہ ہی جانتی تھی۔

" کل پریزنٹیشن ہے اور انکے جانے کے بعد آپ نے مجھے سنانی ہے"

" کیوں آپ نے میرے نمبر لگانے ہیں کیا۔"

" نہیں جتنی آپ تل ہیں کہیں کل میری ناک نا کٹوا دینا۔اب تو سب کو پتہ ہے کہ آپ میری بیوی ہیں۔میرا امپریشن خراب ہوگا۔" اسکی مسلسل زچ کرنے والی مسکراہٹ پر یمینہ تلملائی۔ پھر وہاں سے اٹھ کر ٹیبل پر کھانا سیٹ کرنے لگی۔

کھانا کھانے کے بعد جیسے ہی وہ لوگ واپسی کے لیے نکلے اور یمینہ کچن سمیٹ کر فارغ ہوئی۔ ودان کے

میسجز پہ میسجز آنا شروع ہو گئے کہ پریزینٹیشن کی تیاری کے لیے میرے روم میں آئیں۔

یمینہ مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق رحمہ کے کمرے سے پریزینٹیشن کا میٹیریل لینے چل پڑی۔

بارہ بج چکے تھے۔ تھکن سے برا حال تھا لیکن اسے پتہ تھا جو صاحب بہادر کے دماغ میں آ جائے کر کے دم لیتا تھا۔ مگر رات کے اس پہر اسکے کمرے میں جاتے ہوئے ایک عجیب سی جھجک محسوس ہو رہی تھی۔ ودان کا کمرا اوپر کی منزل میں تھا۔

وہ اکثر اسکے روم میں آ جاتی تھی اسکے کپڑے رکھنے یا کام والی سے کبھی کبھی کام کروانے مگر تب جب ودان کمرے میں نہ ہو۔ آج وہ پہلی مرتبہ اسکی موجودگی میں جا رہی تھی۔

دھڑکتے دل سے اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

" کم ان " کی آواز پر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔

یکدم کمرے کی لائٹ بند ہو گئی۔

سوائے ٹیرس سے ہلکی سی روشنی کے علاوہ اور کوئی لائٹ نہیں آ رہی تھی۔

" ودان " وہ خوفزدہ ہو کر بولی۔

اس نے ادھر ادھر ہاتھ مارے اور ساتھ ودان کو آواز دی۔

کہ یکدم اسکے بیڈ کے سامنے پڑی ہوئی ٹیبل کے پاس ماچس کی روشنی میں ودان نظر آیا۔

" یہ کیا مذاق ہے " اسے تھوڑی سی تسلی ہوئی ودان کو دیکھ کر تو ناراضگی سے بولی۔

ودان نے کوئی جواب نہ دیا اور جھک کر کوئی کینڈل سی آن کی۔

مگر وہ کینڈل نہیں پتیوں سے جڑا ایک گلوب سا تھا۔ جیسے ہی اسکے اوپر کی کینڈل جلائی وہ یکدم پھول کی شکل میں کھل کر گھومنے لگا اور ہلکا سا میوزک اس میں سے سنائی دینے لگا۔

پاس ہی کیک پڑا تھا۔ جس پر بڑا بڑا ہیپی برتھ ڈے لکھا تھا۔

" ودان نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھاما اور اسے ٹیبل کے پاس لے آیا۔

نظریں اب بھی اسکے صبیح چہرے پر جمی تھیں۔

یمینہ کو بھول چکا تھا آج کا دن اور یہ تو وہ بہت سالوں سے بھول چکی تھی کہ اسکی برتھ ڈے کب آتی تھی۔ جب منانے والے ہی نہیں رہے تھے تو اسے یاد کر کے کیا کرنا تھا۔

ودان کی اس کیئر پر اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ودان اسے سب سے پہلے وش کرنا چاہتا تھا اور چاہتا تھا کہ جیسے ہی یہ دن شروع ہو وہ یمینہ کے سب سے قریب ہو۔ پریزینٹیشن کا بہانہ کر کے اس نے یمینہ کو اسی لیے بلایا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ اگر ویسے ہی آنے کو کہا تو وہ کبھی بھی نہیں آئے گی۔

"رونے کی نہیں ہو رہی اس کینڈل کی لائٹ میں تو واقعی ویمپائر ہی لگ رہی ہیں۔ کاش میں کیک پر اس وش کے ساتھ ویمپائر کا اضافہ بھی کروا لیتا۔" ودان کی اس بات پر جو دکھ اور خوشی کے ملے جلے تاثرات تھے انہیں بھاڑ میں جھونک کر وہ پنجے تیز کر کے اس سے لڑنے کو تیار ہو گئی۔

"کس نے کہا تھا پھر یہ سب کرنے کو کوئی احسان نہیں کیا مجھ پر آپ کا فرض ہے میرا خیال کرنا"

وہ کہاں کوئی بات خود پر آنے دیتی تھی۔ اور ودان کا جو ارادہ تھا اسے تکلیف کی کیفیت سے باہر لانے کا وہ اس میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"اچھا چلیں لڑ بعد میں لینا پہلے کیک کاٹیں۔" اسے کیک کاٹنے کا کہتے ساتھ ہی ودان نے وہاں سے ہٹ کر کمرے کی لائٹس آن کیں۔

ٹیبل پر کیک کے ارد گرد گلاب کی پتیوں کا دائرہ بنایا ہوا تھا۔

"چاہے جو بھی ہے مگر میری زندگی کے اہم دنوں کو یادگار اور خوبصورت یہ ضرور بناتا ہے" اس نے دل میں ودان کی اس چھوٹی سی مگر بھرپور سیلیبریشن کو دل میں خوب سراہا تھا۔

"چلیں جی اب کیک کاٹیں یا پہلے ایکس تو پیں چلواؤں" ودان کی بات پر وہ ایک مرتبہ پھر سے کوفت میں مبتلا ہوئی۔

"اف اگر یہ بندہ محبت سے بول لے تو اس کا کیا چلا جاتا ہے" اس نے سڑے دل سے کیک کاٹا۔

"کھلائیں گی" ودان نے شرارت سے کہا۔

"جی کیوں نہیں" یمینہ کے شرافت سے ماننے پر وہ حیران ہوا جیسے ہی اس نے انگلی میں اٹھا کر کیک اسکے

قریب کیا اور ودان نے منہ کھولا یمینہ نے کیک اسکے گالوں پر لگا دیا۔ اور اسکی شکل دیکھ کر خود ہنستی چلی گئی۔

"یہ دشمنی کا عملی آغاز آپ نے کیا ہے اب میں جو کچھ کروں چیخنا نہیں" ودان نے خطرناک تیوروں سے اسکی جانب دیکھا۔

"نہیں" یمینہ کو خطرے کی بو آئی اور اس نے دوڑ لگانے کی کوشش کی کہ ودان نے اسکا بازو پکڑ کر اسے قابو کیا اور کیک کا بڑا سا پیس اٹھا کر اسکے پورے منہ پر مل دیا۔

یمینہ تو اپنی درگت پر رونے والی ہو گئی۔

ودان نے جلدی سے موبائل نکال کر اسکی ایک تصویر لی اور پھر ہنستا چلا گیا۔

یمینہ یکدم اسکی وارڈروب کی جانب مڑی ودان حیران ہوا کیونکہ اسکے خیال میں تو اسے آسمان زمین ایک کر دینا چاہیے اپنی حالت پر۔ یمینہ نے اسکی وارڈروب کھولی جہاں آج صبح ہی اس نے ودان کی شرٹس پریس کر کے ہینگ کیں تھیں۔ یمینہ نے اس میں سے جلدی سے اسکی ایک بلیک شرٹ نکالی جو اسکی فیورٹ تھی۔

اس سے پہلے کہ ودان کچھ سمجھتا اس نے اس شرٹ سے اپنا چہرہ صاف کیا۔

"منایو۔۔۔۔۔ یہ میری فیورٹ شرٹ تھی" وہ صدمے سے چیخا۔

"اور میں آپکی فیورٹ بیوی" یمینہ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے اسے اور بھی چڑایا۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے پکڑتا اب کی بار یمینہ نے دروازے کی جانب دوڑ لگائی۔

اور کھلکھلاتے ہوئے باہر نکل گئی۔

جو بھی تھا ودان نے واقعی آج کا دن اسپیشل بنا دیا تھا۔ اس نے کمرے میں آ کر منہ دھوتے ہوئے سوچا۔

پھر موبائل پکڑ کر اسے میسج کیا۔

"تھینکس فار دس میکنگ مائی برتھ ڈے سو اسپیشل" اور موبائل رکھ کر مسکراتے ہوئے لیٹ گئی۔

جبکہ ودان کو یمینہ کی محبت کے آگے اب اپنی کسی چیز کے کھو جانے کا کوئی افسوس نہیں تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے سوچا۔

☆......☆......☆

"بھائی امی کہہ رہی ہیں کہ ہمیں مارکیٹ تک لے جائیں۔" وہ جو ہوٹل کی بکنگ کروا کر ابھی آیا تھا رحمہ کے کہنے پر سر ہلایا۔

"چائے پلا دو یار پہلے پھر جہاں کہو گی لے جاؤں گا" اتنی تھکاوٹ کے باوجود وہ اسے انکار نہیں کر سکا۔وہ اب ایک دو دن کی ہی تو مہمان تھی۔

رحمہ اچھا کہتی واپس چلی گئی اور وہ بیڈ پر نڈھال ہو کر لیٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد مصباح چائے کا مگ اور سینڈوچز لیے کمرے میں داخل ہوئیں۔

"ارے امی آپ کیوں آ گئیں۔کسی اور کے ہاتھ بھیج دیتیں" وہ انہیں اندر آتا دیکھ کر تیزی سے اٹھا اور ان کے ہاتھ سے ٹرے تھام کر بیڈ کے سامنے رکھے چھوٹے سے ٹیبل پر رکھی۔

" کسی کو کیوں سیدھا کہو میری بیوی کو بھیج دیتیں" انہوں نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے شرارت سے کہا۔دونوں دیوار کے پاس رکھے کاؤچ پر بیٹھے تھے۔

"ماں ہو تو آپ جیسی بن کہے راز جاننے والی" وہ دان نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔اس دشمن اول کا ذکر آتے ہی اسکی تھکاوٹ خود بخود ختم ہو گئی تھی۔

"اوہ دل کو دل سے راہ تھی تبھی یہ سینڈوچز چائے کے ساتھ اسی نے بھیجے ہیں" وہ مسکراتے ہوئے اس کا چمکتا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔

"اوہ پلیز کہیں میں بے ہوش ہی نہ ہو جاؤں" اس نے حیرت زدہ ہوتے کہا۔

"بدتمیز! ہر وقت میری بیٹی کو تنگ کرتا رہتا ہے" مصباح کی بات پر وہ ہنس پڑا۔

"اچھا چلو اب جلدی سے یہ کھا لو اور گرم چائے پیو" انہوں نے اسے چائے کی جانب متوجہ کیا۔

وہ آگے بڑھ کر ٹیبل اٹھا کر اپنے سامنے لے آیا۔

مصباح اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔کل تک جن کو وہ اپنے ہاتھ سے کھلاتی تھیں آج وہ اپنی فیملیوں والے ہو گئے تھے۔رحمہ کا خیال آتے ہی وہ وہ دان کے کندھے پر سر رکھ کر سسک پڑیں۔

"امی! کیا ہوا ہے" وہ دان انہیں روتا دیکھ کر پریشان ہو گیا" یکدم انہیں سیدھا کرتے اپنے ساتھ لگایا۔

"بس رحمہ کی رخصتی کا سوچ کر دل بھر آیا ہے" انہوں نے آنسو صاف کرتے کہا۔

"تو کینیڈا کون سا دور ہے جب کہیں گی آپکو اس سے ملانے لے جاؤں گا۔ اور ویسے بھی میں نے اپنی شادی اسی لیے جلدی کروائی ہے تاکہ آپ میری بیوی کے ساتھ اتنا لڑیں کہ آپکو رحمہ کی زیادہ یاد نہ آئے۔ وہ بھی لڑنے میں خوش رہتی ہے اور آپکو اس سے لڑنے کے گٹس میں سکھا دوں گا"

"بہت بری بات ہے ودی" انہوں نے ہنستے ہوئے اسکے کندھے پر دھموکا جڑتے کہا۔

"اتنی پیاری ہے میری بیٹی۔ خبردار جو اسے کچھ کہا۔" انہوں نے اسے غصے سے اسے گھورنا چاہا۔ جس پر اس غصے کا کوئی اثر نہیں ہونے والا تھا۔

"پیاری تو وہ واقعی ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر وہ ڈرون ہے جو امریکہ افغانستان پر چھوڑتا ہے" ودان کی باتوں پر انہیں اپنی ہنسی روکنی مشکل ہو گئی۔

"میری تعریف میں دیوان پورا ہو چکا ہے تو چائے پی کر اٹھ جائیں۔ ہمیں بہت سی جگہوں پر جانا ہے" یمینہ کی آواز پر ان دونوں نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔ جہاں کھلے دروازے میں یمینہ کھڑی ہوئی تھی۔

"شکر یہ غیبت نہیں ہوئی" ودان نے اسے دیکھ کر شرارتی لہجے میں کہا۔

"تھی غیبت ہی وہ الگ بات ہے کہ میں نے بروقت آ کر آپکو غیبت سے بچا لیا۔" یمینہ نے اسے طنزیہ نظروں سے دیکھا۔

"چلیں کسی طرح یہ تو پتہ چلا کہ آپ میری ویل ویشر ہیں" ودان کہاں ہارنے والوں میں سے تھا۔ چائے کا آخری گھونٹ بھرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ سینڈوچ وہ پہلے ہی کھا چکا تھا۔

"دیکھ لیں کتنا رعب ڈالتی ہے میرے پہ" وہ مصباح کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"اچھا ہے تبھی تم قابو میں رہو گے" انہوں نے یمینہ کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔ خود بھی اٹھتے ہوئے دروازے کے پاس کھڑی یمینہ کو پیار سے ساتھ لگایا۔

اس نے گردن اکڑاتے ودان کو دیکھا۔

☆......☆......☆

یمینہ، ودان، رحمہ اور سبحان چاروں لبرٹی مارکیٹ کے لیے نکلے۔

بہت سی برائیڈل دکانیں پھریں مگر کوئی قابل ذکر ڈریس پسند نہیں آ رہا تھا۔ یمینہ نے بھی مہندی پر پہننے کے لیے ڈریس لینا تھا۔

"ان عورتوں کے ساتھ تو کبھی شاپنگ پر نہیں آنا چاہیے" سبحان اکتا کر بولا۔ اتنا پھرنے کے بعد بھی وہ دونوں کوئی فیصلہ نہیں کر پائیں تھیں جبکہ ودان اور سبحان اپنے لیے مہندی کے لیے شلوار قمیضیں اور ولیمے کے لیے سوٹس لے بھی چکے تھے۔

"یہ عورتیں کس کو کہا" یمینہ اور رحمہ چیخیں۔

"اپنی ہونے والی بیویوں کو" سبحان نے جلدی سے کہا اس سے پہلے کے یمینہ اسکی درگت بناتی۔

"پھر ٹھیک ہے۔۔۔۔ لیکن بیویاں مشکوک بات ہے"

"اگر اتنا دماغ آپ اپنا ڈریس سلیکٹ کرنے میں لگا دیں تو ہم گھر جلدی چلے جائیں بھوک سے برا حال ہو گیا ہے" ودان نے اسکا دھیان ہٹایا

"تو وہ جو میں نے سینڈوچز کھلائے تھے" یمینہ نے حیرت سے ایسے پوچھا جیسے دو نہیں درجن کھلائے ہوں۔

"وہ تو آپکی دو باتیں سن کر ہضم بھی ہو گے" ودان نے ادھر ادھر ہینگرز پلٹتے ہوئے کہا۔

"میں دماغ کھاتی ہوں آپکا" اس نے دانت پیستے ہوئے کہا

"کھاتی ہیں کیا مطلب ہے کھا چکی ہیں" ودان نے ہمیشہ کی طرح اس کے غصے کو ہوا دی۔

پھر یکدم اس کا ہاتھ پکڑ کر رحمہ اور سبحان کی جانب آیا جو تھوڑا فاصلے پر لگے ہینگرز کی جانب متوجہ تھے۔

"میں اور یمینہ وہ سامنے والی شاپ پر جا رہے ہیں ابھی آتے ہیں" وہ حیرت کی تصویر بنی یمینہ کو اپنے ساتھ لے کر آگے بڑھا۔

"توبہ کب ہم ان دونوں کو محبت کرنے والے کپل کی طرح دیکھیں گے" رحمہ نے تاسف سے سر ہلایا۔

"تمہیں انکی لڑائی میں بھی شدید محبت نظر نہیں آتی" سبحان نے ان دونوں کو محبت بھری نظروں سے سامنے لگی گلاس وال سے دیکھا۔

"تمہیں ہی نظر آتی ہے انکی محبت مجھے تو دونوں ٹام اینڈ جیری لگتے ہیں" رحمہ کی بات پر سبحان نے قہقہہ لگایا۔

"ہوا کیا ہے آپکو" اس نے ودان کے ساتھ چلتے ہوئے اب کی بار جھنجھلاہٹ سے پوچھا۔

"آپ نے تو سلیکشن کرتے صدیاں لگانی ہیں میں ہی اب آپکے لیے کوئی ڈریس سلیکٹ کرتا ہوں" وہ اسے یہ نہیں کہہ سکا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میری پسند کا ڈریس پہنیں جانتا تھا اس میں رومانس کے جراثیم ذرا بھی موجود نہیں اور اس بات پر اس نے اڑ جانا ہے کہ آپکی پسند کا نہیں پہننا۔ایک بوتیک میں جا کر اس نے فرنٹ ڈسپلے پر لگے ہوئے اورنج اور اولیو گرین کلر کے شرارہ سوٹ نکلوانے کو کہا۔

"مجھے یہ نہیں پہننا اتنا شارپ کلر" یمینہ نے دیکھتے ہی انکار کیا۔اب وہ ڈیزائنر کبھی ودان کی شکل دیکھے اور کبھی یمینہ کی جو لائٹ اورنج اور اولیو گرین کو شارپ کلر کہہ رہی تھی۔

"بھائی آپ نکالیں پلیز" ودان نے ڈیزائنر کو سوٹ دکھانے کا اشارہ کیا۔

جیسے ہی وہ اسکے پاس سے گزرا ودان ہولے سے اسکے پاس آیا۔

"اصل میں یہ کلر بلائنڈ ہیں تو انہیں کلرز کا اتنا اندازہ نہیں" ودان کی آواز اتنی آہستہ نہیں تھی کہ یمینہ تک نہ پہنچتی۔اس کا منہ تو صدمے سے کھل گیا۔

جیسے ہی وہ ڈیزائنر انکے پاس سے ہٹا۔یمینہ نے ہاتھ بڑھا کر ودان کی بازو پر زوردار چٹکی کاٹی۔

ودان سی کر کے رہ گیا۔

"جنگلی" ودان نے بازو سہلاتے کہا۔

"یہ کلر بلائنڈ کس کو کہا ہے" یمینہ نے اب کی بار آنکھیں سکیڑ کر کہا۔

"کب کس نے کہا یہ" ودان نے ادھر ادھر دیکھنے کی ایکٹنگ کی۔

"اب تو کبھی نہیں پہنوں گی" یمینہ نے ودان کے جھوٹ پر اسے دھمکی دی۔

"چلیں کوئی بات نہیں میں اپنی دوسری بیوی کے لیے رکھ لوں گا"

ودان کی بات پر اسکا غم و غصے سے برا حال ہو گیا۔

"مجھے تو کلر بلائنڈ کہا ہے نا دھیان رہے ایسی باتوں پر کہیں میں آپکو بلائنڈ ہی نہ کردوں" یمینہ کی جیلسی اور تلملانے نے ودان کے دل میں ٹھنڈ ڈال دی۔

"اوہو تو میڈم اوپر اوپر سے پوز کرتیں ہیں اندر سے حالات میرے جیسے ہی ہیں" ودان نے دل میں سوچا۔

اور پھر اس کے نہ نہ کرنے کے باوجود وہی ڈریس لے کر دم لیا۔

وہاں سے نکلے تو رحمہ بھی اپنے لیے ایک ڈریس پسند کر چکی تھی جسے پھر یمینہ نے بھی اوکے کر دیا۔

جیسے ہی وہ لوگ گھر پہنچے مصباح سے ملنے والی خبر نے ودان کے دل میں لڈو کھلائے جبکہ یمینہ کو ٹینشن شروع ہو گئی۔

"بیٹا کل سے تم لوگوں کے چاچو اور پھوپھو کی فیملیز آ رہیں ہیں۔تو میں چاہتی ہوں کہ کچھ دن تم انکے سامنے ودان کے روم میں سو جاؤ ہم تو تمہاری بات کو سمجھتے ہیں مگر ہر کوئی تو نہیں نہ سمجھتا۔لوگوں کو ویسے بھی باتیں بنانے کا موقع چاہیے ہوتا ہے اور میں نہیں چاہتی کہ میرے بچوں کو کوئی کچھ بھی کہے۔" مصباح نے یمینہ کو اپنے کمرے میں بلا کر رسان سے سمجھایا۔

وہ تو روہانسی ہو گئی۔

"لیکن چچی"

"کیا تم میری اتنی سی بات نہیں مان سکتیں" مصباح نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہے،اچھا ٹھیک ہے" یمینہ نے ہار مانتے ہوئے کہا۔

"جیتی رہو میری جان" انہوں نے اسے پیار سے کہا۔

جبکہ خلیل چچا ودان کو بتا چکے تھے کہ یمینہ کچھ دن اسکے روم میں رہے گی۔

ودان کے تو دل کی مراد بر آئی۔

جس وقت وہ ودان کے کمرے میں آئی منہ پھولا ہوا تھا۔

ودان مزے سے بیڈ پر ٹیک لگائے نیم دراز موبائل پر گیم کھیلنے میں مصروف تھا۔ایک نظر اسکے غصیلے چہرے پر ڈالی جواب کاؤچ پر لیٹنے کی تیاری کر رہی تھی۔

"یہ اچھی مصیبت ہے بھلا اتنے دن پہلے کسی کے گھر آنے کی کیا ضرورت ہے مہندی پرسوں ہے پرسوں ہی آتے" وہ کوفت سے بڑبڑا رہی تھی۔

"مہمان باعث رحمت ہوتے ہیں" ودان نے لقمہ دینا ضروری سمجھا۔

"یہ رحمت نہیں زحمت ہیں" اس نے شرربار نظروں سے ودان کو دیکھا۔

"بھلا خود کاؤچ پر سو جائے" یمینہ نے دل میں دہائی دیتے ہوئے کن اکھیوں سے ودان کو دیکھا۔

"صبح ہم سب کو ٹیڑھی گردن والی یمینہ ودان ملے گی۔" وہ جو بظاہر لڈو سٹار کھیلنے میں مصروف تھا دھیان کے سب دھاگے یمینہ سے ہی جڑے تھے۔

"چپ کر جائیں اب آپ" یمینہ نے کرلاتے دل سے اسے کہا۔

"یا اللہ کیسے بے قدرے انسان سے قسمت پھوڑ دی میری ذرا جو احساس کر لے۔ ہر وقت دل جلاتا ہے۔ کالی ہو جاؤں گی جل جل کر" وہ اس وقت اتنی چڑی ہوئی تھی کہ کروٹ دوسری جانب لیے آخر رونے لگ پڑی۔ کچھ ودان کی بے حسی دل دکھا رہی تھی۔

" کیا تھا جو کہہ دیتا یمینہ بیڈ پر ہی سو جاؤ"۔ اس نے پھر سے جلے دل سے سوچا۔

یمینہ کی سوں سوں کی آواز پر ودان حیرت زدہ ہوتے موبائل جلدی سے بیڈ پر پھینکتا اسکی جانب بڑھا۔

"منا" آہستہ سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پکارا۔

"اف یہ لہجہ اور پکار" اسکے منا پکارنے پر یمینہ کا دل اسکی جانب کھینچا۔

آنسو صاف کر کے سیدھی ہوئی۔

"میرے روم میں آنا آپکو اتنا برا لگا ہے" اس نے بے یقین نظروں سے یمینہ کی روئی روئی آنکھوں میں دیکھا جنہوں نے ودان کا دل مٹھی میں لے لیا تھا۔

یمینہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر" اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"ان مہمانوں کی بڑی فکر ہے اور میرا کوئی احساس نہیں اتنی ان ایزی ہو رہی ہوں یہاں۔ ایک دفعہ جو کہا ہو

کہ بیڈ پر لیٹ جاؤ" یمینہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

ودان کو اس لمحے اس پر واقعی بہت پیار آیا۔

" کہنے کی کیا بات ہے آئیں لے جاتا ہوں" ودان نے کہتے ساتھ ہی اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور شرم سے سرخ ہوتی یمینہ کو بیڈ پر دائیں جانب بٹھایا۔

" ریلیکس ہو کر سوئیں۔آپکے ودان کو آپکی خوشی سے بڑھ کر اور کچھ نہیں چاہیے۔آپکو اللہ نے میرے ہی لئے بنایا ہے جلد یا بدیر جب بھی ملیں مجھے کوئی شکوہ نہیں آپ سے" ودان نے کہتے ساتھ ہی اسکی عرق آلود پیشانی پر اپنے لب رکھ دیئے۔پھر پیچھے ہوتے اسکی جھکی پلکوں کو مسکراتے ہوئے نظر بھر کر دیکھتا سوئچ بورڈ کی جانب بڑھا نائٹ بلب آن کیا۔لائٹ آف کی اور آہستہ سے بیڈ کے دوسری جانب آ کر کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔

" شرماتے ہوئے ویمپائر سے بھی کوئی اوپر کی چیز لگ رہی ہیں سو جائیں اب" کروٹ لیے بھی وہ جانتا تھا وہ ابھی تک اسی لمحے کے زیر اثر ہے۔

اسکی بات پر پہلی مرتبہ یمینہ چڑنے کی بجائے ہنس پڑی۔اور خاموشی سے تکیہ سیدھا کر کے لیٹ گئی۔

☆......☆......☆

"یمینہ بیٹے مہندی کی سب پلیٹس ریڈی ہیں نا" مصباح نے اورنج اور اولیو گرین شرارے میں چمکتی دمکتی یمینہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ماتھا پٹی لگائے لائٹ سے میک اپ میں دوپٹہ سر پر ٹکائے خوبصورت سی چٹیا کندھے سے آگے ڈالے وہ ہر دیکھنے والی آنکھ کو ٹھٹکنے پر مجبور کر رہی تھی۔

" چچی پریشان نہ ہوں سب ہو گیا ہے" یمینہ نے انکی پریشانی پر پیار سے انہیں دیکھتے کہا۔

" اور یہ ودی کو ذرا جا کر دیکھو لڑکے والے آنے والے ہوں گے۔اس نے تو لڑکیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔بیوی تیار پھر رہی ہے اور جناب کی تیاری ہی ختم نہیں ہو رہی" انہوں نے یمینہ کو اسکے کمرے کی جانب بھیجتے ہوئے کہا۔

ایسے حلیے میں ودان کا سامنا کرنے سے اسکے قدم من من بھر کے ہو رہے تھے۔

اپنی غیر ہوتی حالت سنبھالتے وہ کمرے میں آئی جہاں ودان شیشے کے سامنے کھڑا بالوں میں برش پھیرتا

ریڈی تھا۔ ڈارک بلو شلوار قمیض پر اورنج اور بلیو کلر کی واسکٹ پہنے اپنی خوبصورت سی بیرڈ میں وہ یمینہ کے دل کے تار چھیڑ گیا تھا۔

"چچی کہہ رہی ہیں کہ آپکی منہ دکھائی کب ہوگی۔" یمینہ نے اپنے احساسات سے نظر چرانے کے لیے جان بوجھ کر ودان کو چڑانے والی بات کی۔

"جب تک آپکی آمد کمرے میں نہ ہوتی۔ بھئی میری منہ دکھائی کا پہلا حق تو میری بیوی کا ہی بنتا ہے نا" اس نے شیشے میں سے یمینہ کو دیکھتے ہمیشہ کی طرح لاجواب کیا۔

"آپ جب تیار ہوئیں تھیں تو کیا لائٹ چلی گئی تھی" اس نے مڑ کر یمینہ کو ناقدانہ نظروں سے دیکھتے کہا۔

"کیوں" یمینہ کو اسکے سوال پر کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔

"آپکا لائنر ٹھیک نہیں لگا"

"کیا" اسکی بات پر تو یمینہ کا دل بیٹھ گیا کتنے سارے مہمانوں سے وہ مل آئی تھی۔

تیزی سے چلتی ہوئی ودان کے پاس کھڑی ہوئی۔ جس نے اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتے موبائل آن کرتے شیشے میں سے اپنی اور یمینہ کی تصویر لی۔

یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ یمینہ کچھ لمحے تو بول ہی نہ پائی۔

"تھینکس" اسکی خوبصورت مگر حیرت زدہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ بولا۔

"ہمیشہ سے چیٹر ہی رہے ہیں آپ" یمینہ نے اسکی محبت پاش نظروں سے نظر چراتے ہوئے کہا۔

"اتنا ہینڈسم اور لونگ چیٹر بھی نصیب والوں کو ملتا ہے" اس نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلیں اب باہر" اس نے ودان کا بازو کندھے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"چلتے ہیں آپکی تیاری میں ایک چیز کی کمی ہے ابھی" ودان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکتے ہوئے کہا جو دروازے کی جانب چل پڑی تھی۔

"نو مور چیٹنگ" یمینہ نے اسے وارن کیا مبادا اب اور کیا کر جاتا وہ تو اسکو بلانے کی ہامی بھر کر اچھا پھنسی تھی۔ ودان نے کوئی جواب دیئے بنا ایک خاکی لفافہ کھولا اور اس میں سے موتیے کی کلیوں کی مالا نکال کر یمینہ کی

چٹیا پر لگائی۔

"ناؤ یو آر لکنگ پرفیکٹ" ودان نے تھمز اپ کا اشارہ کرتے اسے کہا اور باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

مہندی کا فنکشن زبردست جا رہا تھا۔ رسموں اور کھانے سے فارغ ہوئے تو سب ینگ پارٹی نے ودان سے فرمائش کی کہ وہ اپنی خوبصورت سی آواز میں کوئی گانا سنائے۔

یمینہ پہلے بھی اپنے ریسیپشن والی رات ودان کے واٹس ایپ میسج میں اسکی خوبصورت آواز کا جادو سن چکی تھی۔ مگر اب اسے گٹار کے ساتھ گاتے ہوئے اپنے سامنے پہلی مرتبہ سن رہی تھی۔

سب گول دائرے کی شکل میں نیچے بیٹھے تھے گاؤ تکیوں کا خوبصورت سیٹنگ ارینجمنٹ کیا گیا تھا۔

ایک مائیک ودان کے سامنے رکھا اور ودان نے کرسی پر بیٹھ کر گٹار سنبھالتے ایک نظر سامنے بیٹھی یمینہ کو دیکھا۔ اس ایک نظر میں کس قدر جذبے تھے یمینہ کے لیے شمار کرنے مشکل ہو گئے۔

ودان نے سر نیچے کر کے ہولے سے گٹار کی تاریں چھیڑیں اور یمینہ کو ایسے لگا اسکے دل کی تاریں چھیڑ دی ہوں۔ پھر گٹار پر ودان نے

MatthewPerrymanJones

کے گانے کی دھن چھیڑی۔ سر اٹھا کر یمینہ پر ایک نظر ڈال کر آنکھیں بند کرتے گنگنایا

HowcanIforgetyou

Whenmemoriescomeandgo

You'reallI'veeverwanted

You'reallI'veeverknown

CanIbehappy

Livingwithyourghost

Thepicturestellthestory

Itookthemoffthewall

It'shardenoughtogetthrough

Istillcanfeelthefall

Doyoueventhinkofmeatall؟

Oh,Iwantyou

Onlyyou

Iwantyou

Onlyyou

Icanstartitover

Andfindsomebodynew

Abeautifuldistraction

Justahandtoholdonto

Butifyouaskme

Wouldthatlovebetrue؟

No,Iwantyou

Onlyyou

Iwantyou

Onlyyou

Iwanttotasteyouagain

Likeasecretorasin

Breathin'out,breathin'in

Thereisnooneelseforme

آنکھیں کھول کر وہ تھوڑا اسا رکا نظر سامنے گئی جو اسکی آواز سے مسمرائز ہو چکی تھی۔ وہ گٹار اتارتا اپنی جگہ سے اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا اسکی جانب آیا۔ وہ آنکھیں کھولے سانس روکے اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ رہی تھی۔ جس کے ایک ہاتھ میں مائیک تھا۔

سب نے شور مچا کر اسے بک اپ کیا وہ محبت کا جہاں آنکھوں میں سمیٹے ہلکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اسکے سامنے دوزانو ہوا۔ اور ہولے سے مائیک میں گنگنایا

I want you

Only you

I want you

Only you

یمینہ جواب تک یہ سمجھے ہوئے تھی کہ ودان کے دل میں اسکے لیے کوئی فیلنگز نہیں اتنے لوگوں کے سامنے ایسا اظہار محبت سن کر شرم سے سرخ ہو گئی۔ نگاہیں نیچے کر کے بے اختیار ودان کی نظروں سے بچنے کے لیے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔

سب نے اور زور و شور سے تالیاں بجاتے اس لمحے کو اور بھی یادگار بنا دیا۔

☆......☆......☆

اگلے دن بارات پر یمینہ نے خوبصورت سی پلم اور ڈل گولڈ کی ساڑھی پہن رکھی تھی اور سر پر انہی رنگوں کے امتزاج کا اسکارف لے رکھا تھا۔

ودان کو اسکا اپنی خوبصورتی کو غیر کی نظروں سے بچائے رکھنے کا یہ انداز بے حد پسند تھا۔

اور یہی انداز اسکی شخصیت کو اور بھی باوقار بناتا تھا۔

یمینہ رحمہ کے ساتھ برائیڈل روم میں بیٹھی تھی وہ سب ہال میں بارات کو ریسیو کر رہے تھے۔نکاح چونکہ مہندی پر ہی ہو چکا تھا لہذا سب اس وقت ریلیکس ہو کر اس فنکشن کو انجوائے کر رہے تھے۔

"ہاتھ کیوں اتنے ٹھنڈے ہو رہے ہیں تمہارے"

یمینہ نے رحمہ کے ہاتھ پکڑتے اسکے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی ہے" ریڈ اور ڈارک گرین لہنگے اور لانگ شرٹ میں وہ دلہن بنی بے انتہا پیاری لگ رہی تھی۔

یمینہ کے ساتھ تو بہنوں سے بڑھ کر تھی۔

یکدم اسکے رخصت ہونے کے خیال سے یمینہ کی آنکھیں نم ہوئیں۔

"فضول میں پریشان مت ہو" یمینہ نے اپنے آنسوؤں پر بمشکل قابو پاتے اسے پیار سے اپنے ساتھ لگایا۔

"اچھا آپ مجھ سے وعدہ کریں" رحمہ نے اسکے ہاتھ کو اور بھی مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"کون سا وعدہ" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ اب میرے بھائی پر ترس کھائیں اور اپنی نئی زندگی کا آغاز کریں میں آپ دونوں کو بہت بہت خوش اور اکٹھے دیکھنا چاہتی ہوں" رحمہ نے آس سے اسے دیکھتے ہوئے وعدہ لینا چاہا۔

"دل تو نہیں کر رہا کیونکہ وہ بہت تنگ کرتے ہیں مجھے، صحیح معنوں میں خون جلاتے ہیں میرا پھر بھی تم کہتی ہو تو ٹھیک ہے" یمینہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے احسان عظیم کر رہی ہو اسکی بات مان کر۔پھر ہنسنے لگی۔

"تھینک یو" رحمہ نے اپنے حلیئے کی پرواہ کیے بنا اسے زور سے بھینچا۔

"چلو یار یہ پپیاں جپھیاں بعد میں ڈالنا رحمہ کو لے کر باہر آؤ" ثمین جو ہر ہر فنکشن میں انکے ساتھ تھی۔تیزی سے اندر آتے ہوئے یمینہ سے بولی۔

☆......☆......☆

رحمہ کی رخصتی کے بعد وہ لوگ کچھ مطمئن اور افسردہ سے گھر لوٹے۔مطمئن اسی لیے کہ بہت اہم فرض خوش

اسلوبی سے انجام پایا اور اداس اسی لیے کہ گھر کی لاڈلی بیٹی اپنے گھر کو رخصت ہوئی۔

ودان نے اسکی رخصتی کے وقت سے اب تک بہت حوصلے سے کام لیا اور خلیل صاحب اور مصباح کو بڑی ہمت سے سنبھالا جو بیٹی کے چلے جانے سے بہت غم زدہ تھے۔

مگر گھر آ کر اسکی اپنی ہمت جواب دے گئی تھی۔ گھر آتے ہی یکدم سونا سا لگا تھا۔ وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ جبکہ یمینہ اور سبحان مہمانوں کو ہینڈل کر رہے تھے۔ جب سب سونے کے لیے کمروں میں چلے گئے تو یمینہ نے کچن میں جا کر دو کپ بنائے۔ جلدی سے چیز سینڈوچ تیار کیے وہ جانتی تھی کہ ودان نے کچھ نہیں کھایا ہوگا۔ سر درد کی ایک ٹیبلٹ رکھی اور ٹرے اٹھائے ودان کے کمرے میں آئی۔

اندر آتے ہی اسکی نظر سیدھی ٹیرس پر کھڑے ودان پر پڑی۔ جو ریلنگ پر دونوں ہاتھ جمائے سر جھکائے کھڑا تھا۔ یمینہ نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور سلائیڈنگ ڈور کھول کر ودان کے قریب جا کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

اس نے چونک کر پیچھے دیکھا اور پھر ایک ہاتھ سے اپنی گیلی آنکھیں صاف کیں۔

وہ جان گئی کہ آج ودان کو اسکی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

کیسا رشتہ تھا انکے بیچ ایک دوسرے کو زچ کرتے، لڑتے جھگڑتے، مگر دل کی باتیں اتنی آسانی سے جان لیتے۔ شاید اللہ نے یہ رشتہ بنایا ہی ایسا ہے کہ اتنے بہت سے اختلافات ہونے کے باوجود میاں بیوی میں احساس، محبت اور چاہت کا رشتہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اور یہی اس رشتے کی خوبصورتی ہے۔

"اداس اچھے نہیں لگتے" اب کی بار اس نے ودان کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے اتنے ناز سے کہا کہ وہ اتنی ٹینس حالت میں بھی مسکرا اٹھا۔

گردن موڑ کر اسکے پیار بھرے اظہار کو دیکھا۔ جو آج محبت آنکھوں میں سموئے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔

"خیریت ہے آج" وہ سیدھے ہوتے ہوئے بولا۔ یمینہ نے بھی اسکے کندھے سے سر اٹھایا۔

"پہلے وہ نوش فرمائیں پھر بتاؤں گی" یمینہ نے اندر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے نہایت مہذب لہجے میں کہا۔ ودان تو اسکے انداز دیکھ کر ٹھٹھک رہا تھا۔

"کیوں جان لینے پر تلی ہیں ایسے انداز۔۔۔" ودان نے بات ادھوری چھوڑتے حیرت کا اظہار کیا۔

پھر اسکے ساتھ اندر بڑھتے ہوئے ٹرے دیکھ کر حقیقت میں اس پر بہت پیار آیا۔ کیسے وہ جان گئی تھی کہ اس نے کچھ کھایا نہیں ہوا۔

پہلے مہمانوں کو دیکھنے کے چکر میں اور پھر رحمہ کی رخصتی کے بعد اتنا دل بھر آیا تھا کہ کچھ کھانے کو دل نہیں کر رہا تھا۔ مگر اس وقت چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔

"اوہوں۔۔۔۔۔ یہ سینڈوچز میں نے دیکھنے کے لیے نہیں بنائے" اس نے ودان کو چائے کا کپ پکڑتے دیکھ کر ٹوکا۔

"دل نہیں کر رہا" رحمہ کی رخصتی کا ایک بار پھر سے سوچ کر دل بھر آیا۔ اور انسان اسی کے سامنے اپنے دل کا حال بیان کرتا ہے جس سے وہ سب سے زیادہ محبت کرتا ہے تو پھر وہ اپنی کیفیت یمینہ سے کیوں چھپاتا۔

" آپکا دل ہے کیا ابھی تک آپکے پاس" یمینہ جو اس کے پاس کاؤچ پر بیٹھی تھی پلیٹ اسکی جانب بڑھاتے ایک بار پھر ناز سے بولی۔

"اللہ خیر ہی کرے مجھ پر آج۔۔۔ کیا میری محبت کا کل کا اظہار کچھ رنگ لے آیا ہے" ودان نے اسے نظروں کے حصار میں رکھتا ہوا بولا۔ اور پلیٹ تھام لی۔

"اتنے سارے لوگوں کے سامنے آپ نے جو اظہار کیا تو میں نے سوچا چلو یقین کر لو اب بچے پر" یمینہ نے کندھے اچکاتے گویا اس پر اظہار کیا۔

"پہلے یقین کیوں نہیں آیا" ودان نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسکی جھکی پلکوں کو دیکھا۔

" آپ نے پہلے کب دلایا؟" اس نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

" کیا آپکی جلدی رخصتی پھر اس رات اپنی ڈیسپریٹ آواز میں بھیجا جانے والا میسج اور ہر لحہ کیئر نے آپکو کچھ نہیں سمجھایا۔" ودان نے اس سے شکوہ کیا۔

"اور ساتھ میں ہر وقت میرا دل جلانا اور برے برے ناموں سے میرا نمبر سیو کرنا۔ وہ سب مجھے کیسے سمجھنے دیتا" یمینہ نے ودان کو اسکی زچ کرنے والی حرکتیں یاد کروائیں۔

"چڑاتا تو میں آپکو اسی لیے تھا کہ آپ ہر وقت جلتے کڑھتے صرف مجھے ہی سوچیں"

"واہ کیا لاجک ہے" یمینہ نے منہ بنا کر کہا۔

"مجھے اس رات آپکے محبت کے اظہار کی آپکے ساتھ کی اور یقین کی بہت ضرورت تھی مگر آپ نے کچھ نہیں کہا۔ مجھے ایسے لگا آپ کو زبردستی میری ذمہ داری نبھانی پڑھ رہی ہے۔" یمینہ نے اسلام آباد میں وہ سب ہونے والی رات کی جانب اشارہ کیا۔

"حد ہو گئی ہے یار مجھے اتنا تو پتہ ہے کہ آپ بے وقوف ہیں مگر اتنی زیادہ ہوں گی اندازہ نہیں تھا۔ کیا ہر جذبے کے لیے صرف اظہار ضروری ہے" ودان نے تاسف سے اسے دیکھا۔ اور چائے کے گھونٹ بھرنے لگا ساتھ ہی ساتھ سینڈوچ ختم کر کے ٹرے سائیڈ پر رکھتے ایک مرتبہ پھر اسکے ہاتھ پکڑ کر اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

"میرے نزدیک لفظوں سے زیادہ عمل معنی رکھتے ہیں۔ میں آپکو اپنے ساتھ کے ہونے سے اپنی محبت کا یقین دلانا چاہتا تھا۔ جس کا آپ نے موقع ہی نہیں دیا۔" ودان نے بھی شکوہ کیا۔

"آپکی حرکتوں کی وجہ سے اتنا دل جلایا ہے آپ نے میرا ہر لحہ" اس نے ودان کی جانب نظر اٹھا کر روٹھے پن سے کہا مگر زیادہ دیر ان نظروں کا سامنا نہیں کر سکی۔

"اب دل پر مرہم بھی تو میں ہی رکھوں گا نا" اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا انکے کمرے کا دروازہ بجا۔

ودان سیدھا ہوا پھر دروازے کی جانب بڑھ کر دروازہ کھولا تو سامنے سبحان کھڑا تھا۔

"یہ ثمثین آپی نے دیا تھا اور کہا تھا رات بارہ بجے جا کر دینا۔" ودان اور یمینہ نے حیرت سے سبحان کے ہاتھ میں تھامے لفافے کی جانب دیکھا اور پھر ودان نے اس سے وہ لفافہ لے کر دروازہ بند کر دیا۔

جس پر وشز لکھیں تھیں۔

"سے دس نیو جرنی آف یور لائف برنگ ایٹرنل ہیپی نیس۔"

یمینہ آج فنکشن میں ثمثین کو بتا چکی تھی کہ ودان کی جانب قدم بڑھانے والی ہے۔

ودان نے جیسے ہی وہ لفافہ کھولا اس میں سے ان تمام کارٹون کریکٹرز کی تصویریں برآمد ہوئیں جن کے نام اس نے وقتاً فوقتاً ودان کے لیے استعمال کیے تھے۔

یوپائی دا سیلر، گرو، ڈریگن، ڈائنوسار اور بھی بہت سارے اور ساتھ میں ایک پیپر تھا۔

"صرف پیارے بھائی ودان کے نام۔

پیارے بھائی اللہ تم دونوں کو ڈھیروں خوشیاں دے۔تم دونوں کے ریسیپشن سے سوچ رہی ہوں کہ کون سا ایسا یادگار تحفہ دوں جو تم دونوں کو ساری زندگی یادرہے۔پھر خیال آیا کیوں نہ آپ کو ان تمام کارٹون کریکٹرز کی تصویریں بھیجوں جن میں یمینہ آپکا عکس وقتاً فوقتاً تلاش کرتی تھی۔اب آپ ان تصویروں کو ساری رات بیٹھ کر دیکھیں اور سوچیں آپکی بیوی حقیقت میں بہت جینئس ہے۔

آپکی بہن پلس سالی کی جانب سے ایک چھوٹا سا مذاق۔۔۔خبردار جو میری بہن پر یہ تصویریں دیکھنے کے بعد غصہ کیا۔۔۔"

یہ تحریر پڑھ کر اور تصویریں دیکھ کر ودان واقعی میں صدمے سے دوچار ہوا اور یمینہ غصے سے۔

"اس ثمین کی بچی کو تو چھوڑوں گی نہیں" یمینہ نے ڈرتے ڈرتے ودان کی جانب دیکھا۔

جواب ہنس رہا تھا۔

"سوری یہ بہت پہلے کی بات ہے جب آپ میرے لیے صرف اجنبی تھے،آئی سوری۔۔" یمینہ نے روہانسی آواز میں کہا۔

ودان نے ہنستے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"پہلی مرتبہ آپکو شرمندہ ہوتے دیکھا ہے اور بالکل اچھی نہیں لگ رہیں۔چاہے آپ مجھے اس کریکٹر میں سے جس کسی کے نام سے پکاریں۔۔سٹل آئی لو یو۔میرے لیے یہ سب سے زیادہ خوشی کی بات ہے کہ میری بیوی نے میرے لیے خود کو ہر اجنبی اور نامحرم سے بچا کر رکھا۔اور اب بھی آپکا وہ روڈ بی ہیوئیر یاد کرتا ہوں جو ایک اجنبی سمجھنے کے ناطے مجھ سے تھا تو یقین کریں آپ پر فخر ہوتا ہے۔" ودان نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اسے سراہا۔

ودان کی نظروں میں اپنے لیے محبت ہی محبت دیکھ کر یمینہ کے اندر تک اطمینان اتر گیا اور پھر ایک محبت بھری رات انکے درمیان ٹھہر گئی۔

☆......☆......☆

"آج یہاں ہمیں یہ اناؤنس کرتے بہت خوشی ہو رہی ہے اور فخر محسوس ہو رہا ہے کہ اس بیچ کے گولڈ میڈلسٹ اسٹوڈنٹس میاں بیوی ہیں۔ ہم اپنے آنرایبل چیف گیسٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسٹیج پر آکر ان دونوں کو میڈلز پہنائیں"

سر عظیم جو ایم بی اے کے کانوکیشن سیریمنی کی کمپیرنگ کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ فخر سے انکا ذکر کر کے انہیں اسٹیج پر آنے کا اشارہ کیا۔ یمینہ اور ودان باری باری چیف گیسٹ کے سامنے گئے اپنے میڈلز پہننے۔ سامنے بیٹھے خلیل صاحب، مصباح اور انکی گود میں چار ماہ کی کیوٹ سی صفا جو یمینہ اور ودان کی محبت کی نشانی تھی اپنی دادو کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔

ودان اپنا گولڈ میڈل لے کر تھینک یو اسپیچ کر کے اتر کے اپنے ماں باپ کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا اور صفا کو مصباح سے لے کر اپنی گود میں بٹھا کر سامنے دیکھا جہاں اب تھینک یو اسپیچ کی باری یمینہ کی تھی۔

"یہ گولڈ میڈل لینے کی حقدار میں نہیں بلکہ میرے شوہر ہیں جنہوں نے میری اسٹڈیز کا یہ پیریڈ ایک بچی کے ساتھ آسان بنانے میں میری ہر ہر لمحہ مدد کی۔

میں نے بہت سے لوگوں سے یہ سنا ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے مگر میں اپنے کیس میں یہ کہوں گی کہ میری اس کامیابی کے پیچھے ہاتھ میرے شوہر ودان خلیل کا ہے۔ تھینک یو ودان فار یور اینڈ لیس کیئر اینڈ لو۔ واٹ از آئی ایم ٹوڈے از جسٹ بی کوز آف یو" یمینہ نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا جو بلیک کیپ سر پر رکھے اور بلیک گاؤن پہنے اسے آج ہمیشہ سے زیادہ پیارا لگ رہا تھا۔

جبکہ یمینہ کے الفاظ ودان کے دل میں اتر رہے تھے۔ اس نے کبھی ایسا اظہار اسکے سامنے نہیں کیا تھا۔ کیا تھی یہ لڑکی اسے لمحہ بہ لمحہ حیران کرتی تھی۔

رحمہ کی شادی کے کچھ ہی عرصے بعد یمینہ پریگننٹ ہو گئی تھی اور اس سب کے ساتھ جس طرح ودان نے اسکی پڑھائی میں اسکا ساتھ دیا تھا یمینہ کبھی اسکی محبت کا بدلہ نہیں چکا سکتی تھی۔

"آج تو آپ نے مجھے حیران کر دیا ہے" ودان نے گاڑی چلاتے یمینہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

"اتنی محبت کا اظہار کبھی میرے سامنے تو نہیں کیا"""

میں نے سوچا جیسے آپ نے پہلی مرتبہ اپنی محبت کا اظہار اتنے مجمعے کے سامنے کیا تھا کیوں نہ آج میں بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاؤں" اسکے جواب نے ودان کو لاجواب کیا جو صفا کو اپنی گود میں لٹائے ودان کو بیحد پیاری لگ رہی تھی۔

" میں نے ہمیشہ آپکے ہر اسپیشل دن کو ایک نئے انداز سے اسپیشل بنایا ہے آج آپ میرے اس اسپیشل ڈے کو کیسے اور بھی میمر یبل بناؤ گی" ودان کے کہنے پر اس نے مسکرا کر اسکی جانب دیکھا۔

" فری ڈیز آفر سے" اسکی بات پر ودان نے الجھ کر اسکی جانب دیکھا۔

" کل پرسوں چچی رحمہ کے پاس کینیڈا جارہی ہیں تو میں اور صفا بھی جارہے ہیں ایک ہفتے کے لیے آپ یہ دن بھرپور آزادی کے گزاریں" اسکی شرارتی مسکراہٹ نے ودان کو اچھا خاصا طیش دلایا۔

" جی نہیں ایسا کچھ نہیں ہورہا۔ بلکہ میں اور آپ صفا کو اسکے دادا کے پاس چھوڑ کے تین دن کے ہنی مون ٹرپ پر جائیں گے" ودان کی بات پر اس نے غصے سے ودان کو دیکھا۔

" جی نہیں اتنی سی صفا کو چھوڑ کر میں کہیں نہیں جارہی" اس نے فوراً کہا۔

" اتنی سی صفا کو چھوڑ کر جب آپ تین دن کے لیے اسلام آباد اپنے ریسرچ ورک کے لیے جاسکتی ہیں تو ہنی مون پر بھی جاسکتی ہیں جو ہر دفعہ آپکی وجہ سے ڈیلے ہوا ہے"

" ودان یہ فاؤل ہے" اس مرتبہ جھنجھلانے کی باری یمینہ کی تھی۔

" نہیں یہ پیار ہے" اسکے گال کو ہولے سے چھوتے وہ بولا۔

جو مصنوعی خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

مگر وہ اسے یہ کبھی نہیں بتاسکتی تھی کہ اپنے لیے دن بدن بڑھنے والی یہ بے تابی یمینہ کو ودان کے عشق میں پہلے سے کہیں زیادہ مبتلا کردیتی تھی۔ اسے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے یمینہ نے سوچا۔

۞......۞......۞